

ایک ہزار روپیہ کا نام

میرزائی صاحبان کی خدمت میں التماس ہے کہ جس غرض اور درود سے یہ سارے
ہے۔ اُسکی کیفیت تمہید کتاب صفحے ۱۴۸ پر ہوگی۔ اللہ جانتا ہے کہ ہمیں یہ رزاق
سے کوئی ذاتی بغض و عناد ہے۔ اور نہ ان کے مریدوں سے ایسی کوئی خاص
فرزند ان اسلام میں باہمی تفرق اندازی و نفاق۔ عقائد و اصول میں اختلاف
اور عبادات و معاملات میں بیگانگی کو دیکھ کر امر حق کے اظہار کرنیکی کوشش
کی گئی ہے۔ تاکہ سعید طبعیتیں ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریں۔ اور مسیحیت
مہدویت کی اس بھول بھلیاں سے نکل کر۔ اور قرآن و حدیث کو مشعل را
پھر صراط مستقیم اختیار کریں۔ ان اریدہ آلاک اصلاح ما استطعت و ما توف
آلاہا اللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

مجھے پورا پورا یقین ہے کہ جس مومن کے دل میں اسلام کی سچی عزت ہے
حالات حاضرہ سے متاثر ہو کر وہ اسلام کی بہبودی کے لئے فکر مند ہے وہ کبھی
پیارے مذہب میں ان نئی نئی باتوں کی مداخلت ہو گا گوارا نہ کریگا۔ اور ارشد
بنوی (صلی اللہ علیہ وسلم) اشجوا سواد اک اعظم سے رُوگردان ہو کر اپنی ڈیڑھ
اینٹ کی مسجد ہرگز علیحدہ نہیں بنائیگا۔ بقولیکہ

خلاف پیمر کسے رہا گزید کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

لیکن ان لوگوں کے لئے جو محض دُور از کار تاویلات اور فلسفیانہ توجہات

قَدَرُ

یہیں اس ناچیز تالیف کو کمال ادب و عقیدت
کے ساتھ بحضور عمدۃ الکالمین زبدۃ العارفین
فخر المحدثین راس المناظرین مخزن علم و حکمت
واقف اسرار شریعت حضرت اقدس مولانا
الحاج مولوی خلیل احمد صاحب مدظلہم
زاد مجدہم ناظم مدرسہ نظامہ العلوم سہارنپور
کی خدمت بابرکت میں پیش کر چکی جرات گراں بہوں
ع قبول افتدز ہے عز و شرف

ریت کے بے حقیقت فتنے آفتاب عالم تاب کی ضیا باری سے کیسے چمک اٹھتے ہیں! یقین
کامل ہے کہ میری یہ دینی خدمت بھی حضور پر نور کی ذات گرامی سے معنون ہو کر عوام کے لئے مفید
اور برکت لائے فلاح دارین کا باعث ہوگی۔

آننا کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشمی بمانند

بندۂ ناچیز محمد یعقوب پٹیلوی

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	نمبر فصل	صفحہ	مضمون	نمبر شمار	نمبر فصل
۳۱	بنی	۶	۱	۱	دیباچہ سبب تالیف	۰	-
۳۲	خدا کا بیٹا	۷	۲	۱۱	پس کی دین نبوت وغیرہ	۱۱	۱
۳۳	خدا کی بیوی اور اولاد	۸	۳	۱۲	تمہید	۱۲	۲
۳۴	خود خدا ہونے کا دعویٰ	۹	۴	۱۳	ابو منصور بن خازن و منصور	۱۳	۳
۳۵	خدا کے باپ پر نیکیا دعویٰ	۱۰	۵	۱۴	محمد بن زمرت . . .	۱۴	۴
۳۶	جس کے در غلط الہام	۱۱	۶	۱۵	عبد المؤمن . . .	۱۵	۵
۳۷	تمہید	۱۲	۷	۱۶	طریف ابو بیج و صالح	۱۶	۶
۳۸	اپنی عمر کے متعلق	۱۳	۸	۱۷	بن طریف . . .	۱۷	۷
۳۹	زلزلہ کے متعلق	۱۴	۹	۱۸	عبد مہدی صاحب الزقیر	۱۸	۸
۴۰	ہلاکت و شہنشاہ	۱۵	۱۰	۱۹	غیرہ ابن سعید علی	۱۹	۹
۴۱	رہبر کابل میں ۸ ہزار اموات	۱۶	۱۱	۲۰	جان ابن یحییٰ	۲۰	۱۰
۴۲	مولوی شہداء الدہ شہید	۱۷	۱۲	۲۱	مفتی	۲۱	۱۱
۴۳	کے قادیان آئے کہ متعلق	۱۸	۱۳	۲۲	ابو الخطاب سدی	۲۲	۱۲
۴۴	کہہ بامدنیہ میں شکر کا الہام	۱۹	۱۴	۲۳	احمد کمال	۲۳	۱۳
۴۵	عود جوانی کا الہام	۲۰	۱۵	۲۴	مرزا صاحب کی روحانی و	۲۴	۱۴
۴۶	خواتین مبارک اور اولاد کی بابت	۲۱	۱۶	۲۵	جسمانی ترقی و دنیاوی	۲۵	۱۵
۴۷	شفاعت جزا وہ مبارک احمد	۲۲	۱۷	۲۶	مورخ غرالت	۲۶	۱۶
۴۸	ایک شخص کے پیشکش متعلق	۲۳	۱۸	۲۷	محمد	۲۷	۱۷
۴۹	پانچ اور غلط الہام	۲۴	۱۹	۲۸	محمد ث	۲۸	۱۸
۵۰	پانچ اور غلط الہام	۲۵	۲۰	۲۹	سیح دہدی	۲۹	۱۹
۵۱	تمہید	۲۶	۲۱	۳۰	امام الزمان . . .	۳۰	۲۰

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	نمبر فصل	صفحہ	مضمون	نمبر شمار	نمبر فصل
۵۹	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر	۴	پانچویں فصل	۴۷	مرزا جی السہ تائی {	۱	پہلی فصل
۶۰	میت علیہ خیرات مہدی علیہ السلام	۵	"		کی اولاد میں {		
۶۱	نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۶	"	۴۵	مرزا جی کرشن جی {	۲	"
۶۲	ذکر محمد حکیم خاں نقیہ کی تفسیر	۷	"		کے اوتار میں {		
۶۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم	۸	"	۴۴	اللہ مرزا جی کی حد کتابی	۳	"
۶۳	مرزا غلامی کے متعلق	۹	"		زمین آسمان مرزا جی {	۴	"
۶۳	دجال کے متعلق	۱۰	"	۴۴	کے ساتھ ہیں {		
۶۵	دس فترا		نہیں فصل	۴۸	غلام مرزا جی کے {	۵	"
۶۵	تہذیب نہایت لچپ فری				ساتھ ساتھ ہے {		
	مفتی فوراً ہلاک {	۱	"	۴۸	سب کچھ مرزا جی کے {	۶	"
۷۳	کیا جاتا ہے {				لئے ہے {		
	مفتی جلد مارا جاتا ہے {	۲	"	۴۸	مرزا جی خدا سے اور خدا {	۷	"
	خدا پر افرات کرنا {	۳	"		مرزا جی کے ہے {		
	جلد ملاک کے لئے {			۴۸	مرزا جی اللہ کی تہذیب {	۸	"
	خدا کی ہجرت کے نیک کا بنام {	۴	"	۵۰	تقریر کی دانت {		
۷۵	بحکم الہی دیا گیا {				خدا کی کا دھڑ بڑیہ کشف {	۹	"
	خدا کی محمدی ہجرت کے نیک {	۵	"	۵۱	اللہ دیا کی قلم کی روشنائی {	۱۰	"
	کے ہر ایک نیک کو دور کرے گا {				مرزا جی کے کپڑوں پر {		
	خدا کی قسم محمدی ہجرت کا {	۶	"	۵۷	دس اختتام بیانیہ		پانچویں فصل
	خداوند ضرور مرے گا {				تہذیب {		
۷۶	الہام۔ آسمان پر نکل چکا {	۷	"		دعوت محمدییت و نبوت کا {		
	آیت قرآنی سے نکاح کی {	۸	"	۵۵	اقرار و انکار {		
۷۷	مزید تقویت {			۵۶	تمام مسلمانوں پر فتوہ کفر {	۲	"
۷۸	براہین احمدیہ میں بی بی کا {	۹	"	۵۹	غیر نبوت کا اقرار و انکار {	۳	"

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
چٹائی فصل	حدیث شریف میں بھی محمدیؐ کے نکاح کی پیشگوئی ہے	۹	۲	کبار ائمہ پر مرزا صاحب کی صحت کے متعلق	۱۰۲
فصل سالیں	۱۰	۸۳	۳	اپنے مریدوں کے ایمان کی نسبت	۱۰۳
۱	تمہید	۸۴	۴	سید امیر سید احمد علی صاحب کے بیٹا ہونے کی بابت	۱۰۴
۲	مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کے گواہ	۸۵	۵	عکس مقلد کے اسلام لگانی بابت	۱۰۵
۳	۶۰ لاکھ سے زیادہ ہیں	۸۶	۶	مولوی محمد حسین صاحب وغیرہ کے متعلق	۱۰۶
۴	بخاری میں باہر خاندان الہدیٰ	۸۷	۷	نشان آسمانی کی بابت	۱۰۷
۵	والی حدیث ہے	۸۸	۸	ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب	۱۰۸
۶	مولانا غلام دین صاحب تصدیق اور	۸۹	۹	یہاں لوی کے متعلق	۱۰۹
۷	مولوی سید علی صاحب کی متعلق	۹۰	۱۰	ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کے مقابلہ میں اہل ادب کی دعاء	۱۱۰
۸	حضرت عیسیٰ علیہ السلام مذہب	۹۱	۱۱	مولوی ثناء اللہ صاحب	۱۱۱
۹	بے ساز و دل	۹۲	۱۲	ارت سری کی بابت	۱۱۲
۱۰	الہیہ اہم کی متعلق	۹۳	۱۳	مرزا صاحب مقتصد ایک	۱۱۳
۱۱	مولوی عبدالحکیم کی صحت	۹۴	۱۴	ان کی تعلیم و اخلاق دس نمونے	۱۱۴
۱۲	حضرت دین علیہ السلام کے متعلق	۹۵	۱۵	تمہید	۱۱۵
۱۳	حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق	۹۶	۱۶	توحید باری کے متعلق مشرق و مغرب	۱۱۶
۱۴	انجیل کے متعلق ایک غلط بیانی	۹۷	۱۷	شقیہ ۱۵ بنیت	۱۱۷
۱۵	کہ... ہم نبی کو چاہتے ہیں	۹۸	۱۸	مصدقہ نہایت	۱۱۸
۱۶	فران کیم کی بات میں پوری	۹۹	۱۹	اللہ کا جسم ہر جگہ پایا ہوا	۱۱۹
۱۷	دس مرد و عورتیں	۱۰۰	۲۰	طولی - عرض	۱۲۰
۱۸	تمہید مرزا صاحب کی استقامت				
۱۹	ہر اسکے معجزہ کا دعوے کیا				
۲۰	مولوی عبدالحکیم صاحب کی تفسیر				

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	نہ فصل	صفحہ	مضمون	نمبر شمار	نہ فصل
۱۴۹	ایک عہد اور معمول زور	۷	فصل نویں	۱۱۲	الہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں سے ٹھٹھا کرتا ہے		فصل نویں
۱۵۶	مرزا صاحب کا ذکر علی علیہ السلام اور تزکیہ باطن	۸		"	الہ تعالیٰ کی تعویذ حضرت		
۱۶۳	مرزا صاحب اور تصوف	۹		۱۱۳	جبریل علیہ السلام کی ہوائیاں		
۱۶۸	بہشتی مقبرہ	۱۰			کا نور ہیں		
۱۷۱	دس اقبالی درگیاں		فصل دسویں	۱۱۴	جنوں کا دعوے ختم نبوت	۲	"
۱۷۴	تمہید دیکھیں				کمانکار چار اور بی کاذب		
۱۷۷	ذیل رسالہ سیاہ بیاضی قال اور تمام شیطانوں کا			۱۱۸	ٹانگہ کے وجود سے انکار	۳	
۱۷۹	اور اعتقالات سے زیادہ غلطی				اسکی ترویج قرآن حدیث اور عقلی دلائل سے		
۱۸۱	ہر ایک پر بدتر اور کاذب	۲			قرآن و حدیث پر مرزا صاحب	۴	
۱۸۲	ناراضہ بدگوہر الحق بیوقوف	۳		۱۲۳	کا ایمان		
۱۸۳	نکلتے وغیرہ				مرزا صاحب قرآن کی غلطیاں		
۱۸۴	نامراد ذلیل ملعون ملعونہ	۴		"	کیسے آئے ہیں۔		
۱۸۵	دجال				جو حدیث مرزا صاحب کو اہل ایمان		
۱۸۶	چوٹا کاذب دجال مغربی	۵		۱۲۴	کے موافق نہ ہو وہ رومی		
۱۸۷	شریہ پلیدی طعنوں کا	۶			حضرت رسالت علیہ السلام کی		
۱۸۸	بیدین مخالف دجال اوفی	۷		۱۲۵	کی پیشگوئی مرزا صاحب کا انکار		
۱۸۹	مٹھا اور جھوٹے دعوے	۸			حدیث کے متعلق		
۱۹۰	کاذب کافر بے دین اور	۹			حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور	۵	
۱۹۱	خارج از اسلام			۱۲۶	انکے معجزات کی توہین		
۱۹۲	کاذب شریر اور بی فکری	۱۰		۱۲۷	مرزا صاحب کی اخلاقی حالت	۶	
۱۹۳	مفسد کذاب مغربی اور				مرزا صاحب کی شرع		
۱۹۴	خدا کی طرف سے نہیں			۱۲۸	و نظم گما لبان		
۱۹۵	خاتمہ						

کو گم گشت گمان کے لئے فلاحات کے لئے ہادی و رہبر و موجب فلاح و نجات قرار دیا۔ اور جس کے وسیلہ سے اسلام کی نعمت دنیا کو پہنچی۔ اور اَللّٰهُمَّ اَكْمِلْ لَکُمُ الذِّبْکُمْ وَاَنْتُمْ عَلَیْکُمْ لَیْسَی دَرِیْفَتْ لَکُمُ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلِّمْ ذَلِیْلَہٗ ذَرِیْفَتْ مِائَۃَ اَلْفِ مَرَّۃً

بعد حمد و نعت۔ ارباب علم و دانش و اصحاب فطنت و عبرت سے مخفی نہیں کہ بہرہ ور
اہل اسلام کا اتفاق اس امر پر ہے کہ دین اسلام بذریعہ ذات ستودہ صفات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کامل اور اکمل صورت میں دنیا کو عطا ہو چکا۔ اور جیسا کہ قرآن کریم کی آیات اور سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح احوال و ارشادات سے واضح ہے۔ سلسلہ نبوت آپ کی ذات
مبارک پر ختم ہو چکا چنانچہ صحیح بخاری۔ باب ثانی من البیت۔ کتاب المناقب میں یہ واضح اور روشن حدیث موجود ہے

عَنْ اَبِیْہُرَیْرَہٗ رَضِیَ اللہ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ قَالَ۔ اِنَّا
مِثْلُ ذُلِّ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ فِیْہِ کَمِثْلِ رَہْلِ نَبِیِّنَا فَاَحْسَرُ وَاَجْمَلُ اِلَّا مُوَفِّعٌ لِّیْنِیْ مِنْ رَاوِیِّہِ
فَجَعَلَ النَّاسَ یَطُوْفُوْنَ بِہِ وَیَتَعَجَّبُوْنَ لَہٗ وَیَقُوْلُوْنَ هَلْ یَدْرِیْ ہٰذَا الَّذِیْ قَالَ
فَاِنَّا الْاَنْبِیَاءُ وَاَنَا حَاطَرُہُمْ اَلْاَوَّلِیْنَ۔ (یعنی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری اور انبیائے گزشتہ کی مثال ایسی ہے۔ کہ کسی شخص
نے ایک عمدہ اور خوبصورت گھر بنایا۔ مگر اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی۔ پس لوگ
اُس گھر کے گرد پھرنے لگے اور تعجب کرنے لگے۔ کہ یہ ایک اینٹ کبوں نہیں لگائی گئی۔ فرمایا کہ میں وہ
اینٹ ہوں۔ اور میں نبیوں کو ختم کرے والا ہوں۔

مطلب صاف ہے۔ کہ قصر نبوت میں صرف ایک اینٹ کے گلائے جانے کی کسر باقی تھی۔ جو لگ چکی

لے آج ہم نے تمہارا دین کامل کر دیا۔ اور ایسی نعمت تم پر نازل کر دی۔ اور تمہارے لئے دین اسلام کو وسیلہ کیا۔
لے یا اللہ! حضرت محمد و ران کی آل و اصحاب پر ایک ایک ذرے کے بدلے لاکھ لاکھ بار درود بھیج

اور نبوت کا محل مکمل ہو گیا۔ اسلئے آئندہ کوئی بھی بدعت نہ ہوگا۔

باوجود اس صاف و صریح ہدایت کہ نہ ہمارے صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے جبراً کر یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ﴿لَا تَقُولُوا لِلنَّاسِ عِدَّتِي أَخْبَرْنَا لَوْ أَنَّ كُنَّا أَجَاكُم مَّا كُنَّا نَعْلَمُ عِدَّتِي﴾ (سورہ الاحزاب: ۳۷) اور ﴿إِنَّا نَعْلَمُ مَا نَعْلَمُونَ﴾ (سورہ الاحزاب: ۳۸) لہٰذا طبرانی نے اس مستحکم روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی۔ بس تک تبس کا ذب نہ نکلے گا۔ جس سے ہر گمان کر سینگے کہ ہم نبی ہیں؟

چنانچہ اس ارشاد کے مصداق بہت سے کاذب دعویٰ پیدا ہوئے ہیں جس سے کوئی دعویٰ جہد ویت تھا۔ اور کوئی دعویٰ نبوت و رسالت اور کوئی دعویٰ مسیحیت۔ ایسے جھوٹے دعوے کر کے لوگوں میں سے بعض کے نام یہ ہیں:-

سیلمہ کذاب۔ اسود عیسیٰ زکریا۔ منیرہ۔ ابن صباد۔ طلیحہ۔ عبداللہ بن معاویہ
احمد بن محمد۔ سلیمان قرطبی۔ صالح بن طریف۔ یحییٰ بن جبرویہ۔ ابو جعفر۔ محمد بن اسماعیل
عبداللہ بن احمد۔ محمد بن نفیس زکیہ۔ محمد بن قاسم۔ قاسم بن مرہ۔ عباس۔ محمد بن قاسم
استاذ بس۔ عطاء۔ عثمان جس سکری۔ محمد بن حسن۔ محمد ہدی۔ احمد بن کیا۔ ابوالفتح
شیخ محمد خراسانی۔ محمد احمد سووانی۔ پوشیا۔ وامیہ۔ بہبود۔ ابراہیم مذہب۔ علی محمد باب
محمد جوانی وغیرہ وغیرہ (ان میں زیادہ تعداد مدعیان جہد ویت کی ہے)

ملک ہندوستان میں بھی بعض ایسے لوگ پیدا ہوئے جیسے سید محمد جو پوری وغیرہ۔ آخری میں
وہ ہیں جنہیں اس دنیا کو چھوڑے ابھی سولہ برس گزرے ہیں۔ اور جن کی امت اگرچہ دو تین فرقوں
میں متفرق ہو چکی ہے۔ مگر ان کے کارناموں کے چرچے ابھی جاری ہیں۔ ہری محلہ مرزا غلام احمد
صاحب قادیانی انہجانی سے ہے۔ جو فاد مال ضلع گوردھوپور پنجاب کے رہنے والے تھے۔ ابھی
کی تعلیم و حالت کا نمونہ ان اور ان میں دکھایا گیا ہے۔

پہلے آپ نے مجدد ہونے کا دعوے کیا۔ جہد ہی آخر الزمان ہے۔ مسیح موعود ہونے کے دعویٰ

ہوئے کبھی محدث و امام الزمان کہلائے۔ نبوت و رسالت کے دعوہ دار ہوئے۔ اس سے زیادہ ترقی کی۔ تحفرت عیسیٰ علیہ السلام پر جزوی فضیلت جتلائی کچھ عرصہ بعد ہر لحاظ سے اُن سے افضل بن گئے اس سے آگے بڑھے تو تحفرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ناقص النعم اور خالی قرار دیا۔ (معاذ اللہ منہا) اب کیا تھا۔ خدا بننا باقی رہ گیا تھا۔ سو پہلے ابن المدینہ اور خدا کی اولاد ہونے کے دعوہ دار ہوئے۔ بعد ازاں اللہ کی بیوی بن کر ایسے نفا فی اللہ ہوئے کہ خدائی کا ہی دعوے کر بیٹھے۔ اور کشف کے ذریعہ آسمان وزمین کو بھی پیدا کر لیا۔ اس پر بھی صبر نہ آیا۔ تو اپنے ایک آئینہ پیدا ہو نیوالے بیٹھے کی مثال اللہ تعالیٰ سے دی۔ جیسا کہ کہل ہے۔ کانت اللہ نزل موت السمکاد گویا خدا کا بیٹا متے بنے خدا کو ہی بیٹا بنالیا۔ (معاذ اللہ من ہذہ الصغوات)

اتنے عظیم الشان اور اتنے مختلف اقسام کے دعوے کسی گدشتہ کاذب مدعی نے نہیں کئے تھے اسلئے کہا جاسکتا ہے۔ کہ آپ جملہ کذابوں کا عطر مجموعہ یا گدشتہ تمام مدعیان کے گور و گھنٹال ہے۔ آپ سلاؤں کے لئے مہدی۔ میسائیوں کیلئے یسوع۔ اور ہندوؤں کیلئے کرشن و کلنی اوتار ہونے کے مدعی تھے۔ ان سب دعوؤں کی تائید میں ہزار ہا الہام شائے۔ اور لاکھوں نشان پیش کرنے کا دعوئے کیا۔ اور کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے تین ہزار ہیں۔ لیکن میرے معجزے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں جن سے ہزاروں نبیوں کی نبوت کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ آپ کے الہاموں میں سیکڑوں وعدے تھے۔ اور سیکڑوں وعیدیں۔ لیکن الہام مجمل و مبہم بھی ہوتے تھے۔ چھ

۱۔ مرزا صاحب کے بیٹے میاں محمود احمد نے تو ان کو نسل اسباب علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی افضل قرار دیا۔ (حقیقتہ البتہ صحت) و انوار خلافت ص ۳۷ جس میں الخود اس کے لئے جو کچھ ثانی کو بدشت اول سے بڑھاتا کیا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانی ہونے کے "فی" تھے۔ دیکھو اشتہار ایک غلطی کا رالغ

۲۔ لکھتے ہیں۔ کہ ابن مریم وصال۔ مابہ الارض وغیرہ کی حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نور بتکشف نہ ہوئی ہو کچھ عجیب نہیں۔ اور حدیسیہ کی پیشگوئی وقت مقررہ پر پوری نہیں ہوئی۔ (دکھا باقی)

مغنون متعدد بلن شاعر کے مصداق رکھ کر مرزا صاحب کے ساتھ ہی ان کی قبر میں چلے گئے۔ الہام آج
کو ماشاء اللہ ہرزماں میں جوتے تھے۔ اردو۔ فارسی۔ عربی۔ انگریزی۔ پنجابی کوئی زبان اس شرف
سے خالی نہ رہی۔

بے شمار تمدیاں کہیں۔ پیٹنگوٹیوں کا جال بھیلایا۔ نئی نئی باتیں بنائیں سیکڑوں بنی بنائی باتوں
کے بگاڑنے کی کوشش کی۔ ماشاء اللہ سلم و فضل کے مدعی تھے۔ مناظرے کے میدانوں میں بھی قدم
مارے جیتے یا مارے یہ قیمت کا کھیل تھا۔ مگر

مقابلہ تو دل ناواں نے خوب کیا

لیکن مناظرے کے میدانوں میں آپ عموماً مارے خاں کی آگاہی اور پہل گتے خاں کی پہچاڑی کو اجا
بکھتے تھے۔ اور ماشاء اللہ سپاہی کو بھی اپنی فتح خیال کیا کرتے تھے۔ بلکہ بعض دفعہ تو نارتھ مفر کے میدان
میں تھے بغیر گھڑے جملے ہی الہام کے ذریعہ فتویا ہو جایا کرتے تھے۔ ہم کو مقابلہ کرنا کسر شان
سمجھتے تھے۔ اس پر بھی دعوے ان کے یہ تھے کہ

وان تا ملتہ فی فزی سہامی و مثلی لا یلہ من الذصال

فان قالنتی ما یریک الی مقیم فی میا دین القتال

الا انی اقاوم کل سہم و افلی الا کنتان عن النسال (دعویہ و ترجہ)

لیکن کل الہ اسلام اس بات کو جانتے ہیں کہ مرزا صاحب اول تو علماء کے رو برو آئے ہی نہ تھے۔ اگر کسی
آجہی گئے تو سربراہوں کو کہہ کر ایسے بھاگے ہیں کہ بچے پھر کر نہیں دیکھا۔ انکی بیسیوں نظائر موجود ہیں۔
ہاں ان کی لمبی چوڑی تحریروں سے ایک دو نہیں۔ ہزاروں سادہ روح متاثر ہوئے۔

۱ اگر میر سے مقابلے پر آؤ گے۔ تو میر سے تیرا کبھ لوگے اور میر سے یہ آدمی مقابلہ سے بھاگا نہیں کرے

۲ سو تم اگر مجھ سے مقابلہ کرو گے تو میں تمہیں دکھا دوں گا کہ میں لڑائی کے میدان میں ڈیر لٹکاؤں گا

۳ میں لو کہیں ہر ایک نیر کا ڈٹ کر مقابلہ کیا کرتا ہوں۔ اور شہر و گنجیہ کا تو میں دشمن ہوں

اور مجھ و باہر بڑوں کے ہمناموں میں کئی بختیہ دت شمار ہے۔ جہاں تک ان کو منشا بہات کرو کہ کیا
 دہاں خود اسی سبب بکڑوں مشتہا بہات ہے۔ اور انہوں کو سحر کا کہ وہ جو خصوصیات احمد و دیگر موز
 ہمد و یہ کہ عددوں سے تا خاصہ کسی اور طرف آنکھ سے نہیں دیکھتے۔ یہ سیرتوں کے لئے اکبر کا بڑا نشانہ
 نہایت ہوئے۔ انہوں نے ہندی کے دربار میں لئے نہ صرف ہمد ہی نہ تھا بنے۔ سائنس انوں کی خاطر
 معجزات کو مسرور بنانا یہ بھی ہے کہ عالم کاروں کے لئے پیشگو ہوں کا طو رمانہ وہ یا علماء کی تواضع
 تفسیر و اجتہاد ہے۔ گویا ہر فعل کے وہ رہنے۔ اور ہر رنگ پر دیا رنگ۔ جاننے کی سعی کی جس حال
 کا کوئی دیکھا اسی خیال سے کہ یہ کام کیا ہو۔ ایسا بال ہمارا کہ اس کے پیش کر۔ ہمد کوں نہ تھا۔ جو اس کرشمہ کا تہیہ
 نہ ہوتا۔ اور اس وقت کو ذہل نہ کرتا۔

بیک کرشمہ کو گرس بخود فروشی کرو فرشتہ تو ہمد فتنہ درجہاں انداخت

جکی قسمت ہر گئی تھی۔ چھینٹ گئی۔ اور بعض خوش نصیب ہنسکر نکل گئے۔ اور جو اس فتنہ اسلام
 آسویے پہنچ گئے وہ اپنے مقدر کو دعا میں دیں۔ اور حافظ حقیقی کا شکر ادا کریں۔

سکایں سعادت بزور بازو نیست نہانہ بنخشند خدا سے بخشندہ

ان کے متبعین کی تہاد و بیان کیا جاتا ہے۔ کہ لاکھوں سبت ہمارے۔ بے بے ہیں۔ دل نہیں چاہتا
 کہ جو لوگ ابک بار مشتہا ہمد میں ہمارے۔ انہوں نے ملک ہو چکے تھے۔ پھر کبھی ہم سے الگ ہوتے تھے
 کیا کریں۔ قطع و برید کی مشین جس پر وہ بزور قائم ہیں۔ خود ان کی اپنی ہی ایجاد ہے۔ نہ کہ ہماری۔
 ایک وقت تھا۔ جبکہ مرزا صاحب کہا کرتے تھے۔ کہ میرے انکار سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا حالانکہ
 ان کے اراکین عقیدہ میں ایسے الہامات موجود تھے۔ جن کو بعد میں سبت پکڑا جا کر مخالفین کے خلاف

سے راہنہ ہمد مرزا صاحب کی سبب پہلی تعریف ہے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے سیکڑوں آیات قرآنی اور عربی مذاہلہ بحساب
 لکھ دی تھیں۔ جنکو بعد میں یہی مدد ملے۔ کہ وہ وقتاً فوقتاً بطور الہام پیش کرتے رہے۔ اسلئے اہل اسلام کا طور پر ان کی اس
 کتاب کو الہامی عقیدہ کہا کرتے ہیں۔

استعمال کیا گیا ہے۔ اور سن میں اپنے دعوے سے انکار کر رہا ہوں کو کافر کہا ہے۔ اور بعد میں تو کلمہ کھلا کہہ دیا کہ جو مجھے نہیں مانتا خواہ منکر نہ بھی ہو منکر وہی ہو۔ وہ ہی کافر ہے۔ مکہ میں و مسکفرین کا تو کہاں ٹھکانا ہے۔ ہمارے ان بھائیوں نے مرزا صاحب میں کوئی خوبی دیکھی ہو گی جسے دیکھ کر وہ امت خیر الرسل علیہ افضل التّجلیات و السلام سے پیورہ ہوئے۔ لیکن خدا کا شاہد ہے کہ ہمیں نو مرزا صاحب کی تصانیف و بیانی میں کچھ نیپائی اور عیب جاتا ویلات یہودیہ نہ تھیں اور خود ستائشوں کے اور کچھ نظر نہیں آیا۔ ہمیں اپنی کمزوری اور انسانی منطوقہ رہیں۔ لکھتے ہیں دل دکھتا ہے۔ مگر مذہب کا معاملہ ہے۔ یہاں کتنا حقیقت سخت گناہ ہے۔ اور ساکت عن المحی رہنا شیطانِ اخرس بنانا ہے۔ مرزا صاحب کی کوئی ظاہری خوبی اگر ان کے مریدوں کی آنکھوں میں ہے بھی تو وہ یاد رکھیں کہ ایسی ظاہری خوبی کے ساتھ ہر جگہ کوئی نہ کوئی بلا بھیجی ہوئی ضرور ہوتی ہے۔ جو اس خوبی پر فریفتہ ہوتے ہیں وہ اس بلا میں بھی بُری طرح گرفتار ہوتے ہیں۔

دلِ خال تو دیدہ است و ندیدہ خم زلفت
اے مرغِ مرو در پیے ایں دانہ کہ دم است

یہ ہرسان نہیں ہو ہم کچھ رہے ہیں۔ کوئی بیجا حملہ نہیں جو کہا جا رہا ہے۔ یہ ایسا دعوے نہیں جسکا ماباں ثبوت نہ ہو۔ یہ ایک حقیقت ہے اور حقیقت ظاہرہ۔ یہ ایک صداقت ہے اور صداقت باہرہ۔ اسی حقیقت اور صداقت کے انکشاف اور اصلیت و ابعث کے انہماک کے لئے ہر حد اور افراط لکھ گئے ہیں (السی منی و الامام من اللہ)

مرزا صاحب کے کلام میں عدد و درجہ کی سرنگماں اور خفیہ چال باریاں پائی جاتی ہیں۔ وہ اپنے مخالفین کو کافر کہتے ہیں اور نہیں بھی کہتے۔ وہ نبوت کا دعوے کرتے بھی ہیں اور نہیں بھی۔ وہ امیائے کرام کی عزت و تعظیم بھی کرتے ہیں۔ مگر ان سے اصلیت کے ہی مدعی ہیں۔ وہ ہجراتِ انبیاء سابقین کو مانتے بھی ہیں مگر انہیں مسمریزم اور مکروہ و قابل نفرت افعال سے ہی نامزد کرتے ہیں۔ وہ شمس کوئی اور غصہ و غضب کو برا ہی کہتے ہیں۔ مگر خود بھٹیاریوں کی طرح کالیوں بھی دبتے ہیں۔ وہ خدا بھی بتاتے ہیں۔ خدا کے بیٹے

بھی۔ خدا کی عورت بھی اور خدا کے ماب بھی۔ وہ تارک الدنیا ہونے کے بھی مدعی ہیں۔ مگر خود لاکھوں روپیہ جمع کر گئے ہیں۔

غرض مرزا صاحب کا کلام ایک طرف ترمیم ہے جس میں ہر قسم کا سرور موجود ہے۔ مرزا صاحب کی تعلیم کی مثال اس دو فروش و دکاندار کی سی ہے جس کے پاس ایک بوتل میں سادہ شربت ڈالا ہوا ہو۔ اور جس شربت کی کسی کو ضرورت ہو۔ اسی بوتل سے نکال دیتا ہو۔ یا مرزا صاحب کی تعلیم کی مثال ایک شاہ بازار کی سی ہے جس کا ظاہری رنگ و روغن لباس اور آرائش دلغریب ہے لیکن اندر تو طور پر ہزاروں اخلاقی بدیاں بیسیوں تباہ کن بیماریاں اور سینکڑوں مالی و جسمانی نقصانات ہیں پوشیدہ ہیں۔ یا مرزا صاحب کی تعلیم کی مثال شربت کے اس گلاس کی سی ہے جس میں عوق کیوڑہ بید مشک اور قند ڈالا گیا ہے۔ مگر چند قطرے زہر ملائے گئے ہیں۔ اگر وہ شربت کا گلاس قابل اعتبار ہو سکتا ہے، اگر وہ شربت کا گلاس قابل اعتبار ہو سکتا ہے، اگر وہ شربت کا گلاس قابل اعتبار ہو سکتا ہے، تو مرزا صاحب کی تعلیم بھی جس میں صریح اور دامنغ طور پر ظاہری آرائش کے ساتھ قسم قسم کی اخلاقی برائیاں اور خلاف شریعت حقائق باقی موجود ہیں۔ قابل قبولیت ہے۔ اور اگر وہ تینوں باتیں ناقابل تسلیم اور رد کر دینے کے لائق ہیں۔ تو مرزا صاحب کی تعلیم ان سے بھی پہلے ناقابل التفات اور مردود ہے کیونکہ وہ ہر سہ ایسے امور ہیں جن کا اثر انسان کے مال۔ اخلاق یا عمر پر پڑتا ہے۔ مگر مرزا صاحب کی تعلیم جنس ایمان کا سودا ہے۔ اور دین و ایمان کے خسارہ کو ہرگز قبول نہیں کیا جاسکتا۔

مرزا صاحب کے ہر ایک دعوے کی بڑا تردیدیں ہوتی ہیں۔ ان کی کتابوں کے جواب اور ان کی پیشگوئیوں کا غلط ہونا علمائے اسلام نے ابھی طسوع واضح کر دیا ہوا ہے۔ معید و خورش نعیب طبعیت ان سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ اور مذہبی لوگ انکی طرف ملتفت نہیں ہوتے۔ ان میں جو کچھ بعض کتابیں ضخیم اور متفرق ہیں۔ عوام ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اسلئے ان ہی شعیانہ علمائے کرام و تحریرات و تعداد بہر علمائے عظام سے اقتباس کر کے یہ ایک خاص طرز کار سالہ پیش کیا جاتا ہے۔ جس میں مرزا صاحب کی تعلیم۔ ان کے معتقدات و مسلمات اور ان کے الہامات و کشف کی حالت کا غور

دکھلایا گیا ہے ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا تقوئے اور اسلام کی غیبت و حرمت دل میں رکھتے ہوئے کوئی شخص ان اوراق کو پڑھ کر مرزا صاحب کے دعووں کو تسلیم کر سکے۔ اگر پہلے اس حال میں پچس چکا ہی تو آئندہ کیلئے پھنسا رہنا پسند کرے۔ اہل اہل اور قصب کی بات جدا ہے جب انسان کسی چیز سے محبت کرنے لگتا ہے۔ تو اسکی برائیاں بھی اُسے خوبیاں ہی نظر آتی ہیں۔ اور وہ اپنے خیالات کے برخلاف ایک بات بھی سننا نہیں چاہتا۔ بلکہ کافروں میں انگلیاں دے دیتا ہے۔ اسکا نام کوردہ لقب ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ دوسری اس خالص دینی خدمت کو قبول فرمائے۔ اور مرزا صاحب کے موافق و مخالف دونوں فریق اس سے مستفید و مستفیض ہوں۔ آمین!

اس کتاب میں ناظرین بعض جگہ ایسے الفاظ بھی دیکھیں گے۔ جو تنبیہ کی و ممانعت کی رو سے قابل اعتراض اور غیر مانوس معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے متعلق میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایسے الفاظ کا استعمال الزامی طور پر مرزا صاحب کی تعانیف و تقاریب سے ہی کیا گیا ہے۔ اور انہی طرف سے کسی جگہ زیادتی و سبقت نہیں کی گئی۔ مرزا صاحب کی تہذیب و ممانعت اور سنجیدگی کا نظم و نشر نمونہ اس کتاب کی نویں فصل کے نمبر ۷۷ میں دکھایا گیا ہے۔ اسے پڑھ کر پھر اس کتاب کی کسی عبارت کی نسبت رائے قائم کرنی چاہیے۔ بعض اصحاب جنہیں مرزا صاحب کی ایسی تحریروں کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ ہمارے الے خیالات کو دیکھ کر اعتراض فرما دیا کرتے ہیں۔ اس وقت ہماری حالت اس شہر کی مصداق ہوتی ہے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں سوا
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

بالآخر گدارش ہے۔ کہ بچے علم و فضل کا دعوے نہیں۔ ایک معمولی اردو خواں ہوں۔ اہل اہل کی محبت و خدمت کا کسی قدر شرف ضرور حاصل ہے۔ اسی نسبت کو فلاح دارین کے لئے کافی سمجھتا ہوں۔ اور چونکہ کم علم ہوں۔ اس لئے ناظرین سے اٹھاس ہے کہ اگر کوئی غلطی پائیں۔ تو اس سے چشم پوشی اور درگزر

مرزا صاحب کے دعووں اور ان کی تعلیم کو دیکھنے سے ایک ہزار برس سماں یہ خود بخود کما کد سا کورا ہو جاتا ہے اس کے لئے کسی حکمت کی ضرورت نہیں۔ اس کے رنگ و رنگ کے دھوے اسی ترویج آپ ہی کر رہے ہیں۔

نمائیں مطلب اصل مقصود ہے۔۔۔

مرو باید کہ گیر و اندر گوش در نوشت است پند بر دیوار

ایہ ہے کہ بنوائے نظر مآقال دلائل نظر الی من قال ذہبی ہوائت کو دیکھو۔
حال نہ کرو کہ کہنے والا کون ہے (ناظرین اس سے فائدہ اٹھائیگے میں نے ایک باغبان کی حیثیت سے
مختلف پھولوں اور کلیوں کو اکٹھا کر کے ایک گلہ سہ بنا دیا ہے۔ آپ پھولوں کی خوبصورتی اور خوشبو
سے بہرہ اندوز ہوں۔ اہل اگر ترتیب کا فرق ہے۔ تو یہ باغبان کا قصہ ہے۔ اس سے درگزر فرمائیں
جن جن کتابوں اور رسالوں سے اس مختصر کتاب کے مختلف مضامین اخذ کئے گئے ہیں ان کی فہرست
منبیل ہے۔

نمبر شمار	نام کتاب یا رسالہ	اسم مبارک حضرت معتمد
۱	افادۃ الافہام	مولانا انوار اللہ خان صاحب حیدر آباد کن
۲	غائت المرام و تائید الاسلام . . .	ہ حاجی قاضی محمد سلیمان جہاں معتمد رحمۃ اللہ علیہ پٹیا
۳	سیح الدجال وغیرہ	ڈاکٹر محمد اکیم خان صاحب مرحوم پٹیا۔
۴	مرقع قادیانی وغیرہ	مولانا مولوی شاد اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسر
۵	رسالہ تائید اسلام ماحداری وغیرہ	مولوی پیر بخش جہاں سکرٹری انجمن تائید اسلام لاہور
۶	کاشف مغالطہ قادیانی۔	چوہدری محمد حسین صاحب ایم۔ اے۔
۷	عصائے موسیٰ۔	مولوی الہی بخش صاحب مرحوم
۸	الجسم الثاقب۔	مولوی عبد المعز صاحب مونگیر۔
۹	فیصلہ آسمانی وغیرہ	مولانا مولوی سید ابو احمد صاحب رحمانی مونگیر۔
۱۰	اشاعت السنۃ	حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب۔ ٹٹا لوی۔

جزا اللہ احسن الجودا

جو اصحاب اس کتاب کو ملاحظہ فرمائیں۔ وہ پہلے ان بزرگان کو اور ان کے بعد اس خاکسار
کو دعاؤں خیر سے یاد فرمائیں۔

وَأَجْرُ دَعْوَانَا إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ه

یکم ذوالحجہ ۱۳۴۰ھ پٹنالا
محمد یعقوب خلف مولوی محمد علی صاحب مرحوم متوطن قصبہ بنور
حال پٹنالا۔ ریاست الغالبہ پٹنالا

شکر

اس کتاب کا مسودہ پہلے مخدومی مکرئی منشی فاضل مولانا حاجی قاضی
محمد سلیمان صاحب مصنف رحمتہ للعالمین نے پھر میرے استا و
منظم منشی فاضل مولانا مولوی محمد حشمت احمد صاحب مفتی ریاست
پٹنالا نے ملاحظہ فرمایا۔ اور اپنے عالمانہ

اور قیمتی مشوروں سے میری حوصلہ

افزائی فرمائی۔ جسکے لئے میں ہر

دو بزرگان کا دلی شکر

ادا کرتا ہوں۔ حق

تعالے انہیں اجر

جزیل عطا فرمائیں

(خاکسار مؤلف)

آمین

پہلی فصل

دش کا ذب مہیا نبوت الہام مہر

دعویٰ سے نہیں ہوتی ہے تصدیق نبوت
پہلے ہی بہت گزرے ہیں نقال محمدؐ

(حدیث شریف) سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي لَكَ الْوَلَن تَلَاوُونَ كُلَّهُمْ نَزَعُمَا نَهْنِي وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ
لَا بَقِيَ بَعْدِي. دمسلم۔ ترمذی۔ الدوادود وغیرہ ائمہ الحدیث (ترجمہ) میری امت میں تیس
جھوٹے مدعی پیدا ہوں گے۔ جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ ملائکہ میں نبیوں کے ختم کرنے والا ہوں۔ اور
میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

مرزا علی گچر میں یہ دعویٰ پایا جاتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے ایک مدت تک غلویت نشین رہ کر تصفیہ
باطن حاصل کیا چنانچہ کئی تصانیف میں آپ قافی الہام اور قافی الرسول ہونے کے مدعی ہیں۔ لیکن اس
غلویت نشینی میں انہوں نے جو کام کیلئے اسکی تفصیل براہین احمدیہ کے صفحہ ۹۵ پر خود ہی اسطرح
لکھتے ہیں۔

بہر مذہب تو رکروم بسے	شنیدم بلہ عمت ہر کے
بخواندم زہر تلے دفترے	بدیدم زہر قوم دانوں کے
ہم از کوئی سوا اس تا ختم	دریں ختم خود را، میندا ختم
جوانی ہمہ اندریں با ختم	دل از غیر اس کاہر دا ختم

ہیں اس امر سے کوئی بحث و غرض نہیں کہ مرزا صاحب کے مذکورہ بالا اشغال کا زمانہ انکی عمر کا
 کونسا حصہ تھا۔ کیونکہ انہوں نے معمولی تعلیم کے بعد سرکاری ملازمت بھی کچھ عرصہ کی ہے۔ اور اس کے
 ساتھ ہی مختاری کا قانونی امتحان بھی دیا تھا جس میں آپ فیل ہو گئے تھے۔ یہ ملازمت اور تیاری امتحان
 کا زمانہ بھی کوئی سے پہلا زمانہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ جوانی سے بعد کا۔ مگر ان اشعار میں کوئی سے خاتمہ
 جوانی تک کا پر و گرام پیش کر دیا ہے۔ ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو۔ اور ابتدائے عمر سے دوسرے امور کے
 ساتھ یہ شغل اور شوق بھی رہا ہو۔ بہر حال وہ بڑی صفائی سے اقرار کرتے ہیں۔ کہ میں بے ہر ایک سچے اور
 جھوٹے مذہب پر غور کیا۔ اور ان مذاہب مختلف کے باتوں اور ان کے موجد عقلاء کی دلائل اور حجتیں
 سنیں۔ اور ان کے دفاتر کھنگال ڈالے۔ اور لوگوں سے لیکر جوانی کے خاتمہ تک میں نے اس
 کے سوائے کوئی اور کام نہیں کیا۔

اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے تمام باطل مذاہب کا ذب مدعیان نبوت و الہام کے حالات
 پر غور و خوض کرنے میں ایک بھاری مجاہدہ کیا۔ اور کامل غور و فکر کے بعد عقلاء کی تدابیر و اختراعات و
 استدلال میں ایک خاص ملکہ ہم پہنچا با۔ لیکن یہ شب و روز کی مشغولیت ان کے ایمان حقیقی کے لئے بلائے
 بے دریاں ثابت ہوئی۔ اور دین حنیف کے سید سے سادے اصولوں کے بجائے کذابوں اور دجالوں کے
 فلسفیانہ اور منطقیانہ دلائل اور دعاوی ان کے قلب پر مستوطن ہو گئے۔ اور تصنف باطل کی جگہ اپنے
 دین و ایمان کا ہی صفایا کر بیٹھے۔

چنانچہ مرزا ابی التسلیم کی رنگ آمیزیاں۔ بولہبوناں اور عسارت آرائیاں دیکھیں ہوں۔ تو انکی تصنیف
 کو ملاحظہ کرنا چاہیئے۔ مختصر طور پر اس رسالہ میں بھی ذکر آئیگا۔ اس فصل میں بطور نمونہ بے وس کا ذب
 مدعیان کا کچھ حال لکھا جاتا ہے۔ جن کے دلائل اور دعویں پر مرزا صاحب نے اپنے مشن کی بنیاد رکھی ہے۔
 (۱) منہاج السنہ میں **الو مشہور** بانی فرقہ منسوریہ کا حال لکھا ہے۔ انکی تعلیم یہ تھی۔
 کہ رسالت کسی منقطع نہیں ہوتی۔ رسول ہمیشہ مبعوث ہونے رہیں گے۔ فسران و حدیث میں جو بحث
 و نار کا ذکر ہے۔ وہ دو شخصوں کے نام ہیں۔ اور اسید طرح حیت۔ دم۔ لحم خنزیر اور مسیح بھی عالم

نہیں ہیں؟ بھر کہتا ہے۔ کہ تیرے نو چند آدمیوں کے نام ہیں جنکی محبت حرام کی گئی ہے۔ مومن و مملوۃ حج و زکوٰۃ بھی چند آدمیوں کے نام سے۔ جن کی محبت واجب ہے۔ ورنہ یہ کسی عبادت کے نام نہیں ہیں۔ اگرچہ کل تکلیفات شرعی کو ساقط کر دیا تھا۔ اس کے ہزاروں لاکھوں مرید ہو گئے تھے۔ اور ایک مستقل فرقہ کی اس نے بنیاد رکھی تھی۔ ستائیس سال برس تک بتوت کا دعویٰ اور سلطنت کر کے ۳۶۵ میں مارا گیا۔ اور اس کی اولاد میں پانچویں صدی کے اخیر تک سلطنت رہی۔

مرزا صاحب نے بھی تاویلات کے اس عجیب نسخہ سے خوب فائدہ اٹھایا۔ بتوت و رسالت کے خود معنی ہوئے۔ اور جیسا کہ قادیانی مرزائیت سے ظاہر ہو رہا ہے۔ آئینہ کے لئے بھی بتوت کے داغ بیل ڈال گئے۔ یہ قسم قسم کے چندوں سے پیٹ نہ بھرا۔ تو زکوٰۃ کے مال کے دوپے ہوئے۔ اور دین اسلام کو غریب یتیم اور بیکس ظاہر کر کے اس طرح زکوٰۃ کے مال کا مستحق ٹھہرایا۔ کہ ہماری کتابیں مال زکوٰۃ سے خرید کر منت نفیسم کی جاویں۔ اور ان کتابوں کی قیمت لاگت سے کئی گنا زیادہ رکھی۔ اور خوب ملے کمائے۔ اور منصفوں کی طرح قسرات کریم اور احادیث شریفہ کے سننے بدسننے کی ترکیب خوب ہی کارگر ہوئی۔ چنانچہ ازالہ اہلہم کے صفحہ ۵۶ میں کہتے ہیں کہ:-

» مسیح ابن مریم کی پیشگوئی اول درجہ کی پیشگوئی ہے۔ جسکو سنبے بالاتفاق قبول کر لیا اور کتب محل میں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو نہیں۔ تو اثر کا اول درجہ اسکو حاصل ہے انجیل اکی مہدی ہے۔«

غرضیکہ اس معاملہ پر خوب زور دیا۔ مگر قسراتان و حدیث میں حضرت مسیح علی نبینا و علیہ السلام کے جتنے نام آئے ہیں۔ وہ سب اپنے ہر کھئیے۔ کیونکہ خود مسیح بننا مطلوب تھا۔ اور اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ۔ مہدی۔ حادثہ۔ حرارت۔ محمد رضا۔ مجدد۔ امام الزمان

لے چنانچہ مرزا صاحب کے لئے مریدوں نے ان کے بعد بتوت کے دعوے کئے ہیں۔ جیسے مودی

چراغ الدین حموی۔ عبداللہ تیار پوری۔ بنی بخش مہاراشٹر۔ عبد اللطیف ناچوری

خلیفۃ اللہ۔ کرشن۔ کلغی اوتار وغیرہ وغیرہ اپنے نام اسلئے رکھ لئے۔ کہ داشتہ آید بکار۔ اس طرح قادیان سے مراد دمشق۔ علماء کا نام دابۃ الارض اور کہیں مرض طاعون کا نام دابۃ الارض۔ پادریوں کا نام دجال رکھا۔ اور کہیں دجال سے باقبال تو بن مرادلی۔ اور ریل کو خرد دجال بنایا۔ اور خود کو رایہ دیکر اس گدے پر چڑھتے رہے۔ نعم من حال۔ ۵

خرد دجال یہ کیسا۔ کہ جس پر شانے عیسیٰ
بایں شان و بایں شوکت کرایہ دیکھ چکے تیار ہو

(۲) فتوحات اسلامیہ میں بھول تاریخ کامل وغیرہ لکھا ہے۔ کہ پانچویں صدی کے شروع میں محمد بن قنبرت ساکن جبل سوس نے دعوائے کیا۔ کہ میں سادات نبی ہوں۔ اور مہدی ہوں۔ اس کے حالات میں مذکور ہے۔ کہ اس نے امام غزالی وغیرہ اکابر علماء سے تعقیل علوم کے بعد رمل و نجوم میں بھی مہارت بہم پہنچائی۔ اور دس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اس کا علم و فضل اور زہد و تقویٰ دیکھ کر اور اس کی مادی و پیری میں سن کر لاکھوں آدمی اس کے شاگرد و مرید بن گئے۔ اور ایک لشکر لٹنے مرنے والا تیار ہو گیا۔ بادشاہ وقت کو بھی اس نے سکت دی جس کی پہلے ہی پیش گوئی کر دی تھی۔

مناسبت معنوی و طبعی کے لحاظ سے عبداللہ و نشیری اور عبداللہ و غیرہ اس کے معتمد علیہ قرار پائے۔ عبداللہ ایک بڑا فاضل شخص تھا۔ اس کے علوم و فنون کو ابن قنبرت نے کچھ عرصہ ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ اس کو ایک مجذوب کی مانند نہایت میلے اور گندے حال میں گونگا بنائے رکھا۔ جب لوگوں میں اس مٹی مہذب و مت کا خوب چرچا ہو گیا۔ تو اپنی پہلے سے سوچی ہوئی چال چلا۔ لینے فاضل عبداللہ و نشیری کو کہا۔ کہ اب اپنا کمال علم و فضل ظاہر کرے۔ چنانچہ اس کی بتائی ہوئی تدبیر کے موافق ایک جمع کے وقت عبداللہ نہایت مکلف لباس پہنے اور خوشبوئیں لگائے مسجد کی محراب میں دیکھا گیا لوگوں کے دریافت کرنے پر اس نے بتلایا۔ کہ فرشتہ مے آسمان سے آکر میرا سینہ شق کیا۔ اور وہو کر قرآن اور موطا وغیرہ کتب آسمانی و احادیث و علوم سے بھر دیا۔ مگر وہ مہدی موعود امامت

کو سنکر رونے لگا۔ کہ میری جماعت میں اللہ تعالیٰ نے ایسے آدمی بھی پیدا کئے ہیں جن پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کطرح فرشتے اترتے ہیں۔ اور جبریل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ شق کیا گیا تھا۔ اسی طرح اس عاجز کی جماعت کا ایک ذلیل شخص کا سینہ فرشتوں نے شق کر کے قرآن و حدیث اور علوم لدنیہ سے مبرور کیا ہے۔ غرضیکہ اس حکیم الامتہ و نشری کے طفیل اسکو بہت کچھ فروغ حاصل ہوا۔

بعض لوگ اس جھوٹے مہدی کے دعووں کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھتے تھے جبکہ فہرست اسہدو اس نے عبد اللہ مذکور کو دیدی تھی۔ جب عبد اللہ کا سینہ شق ہونے اور علوم لدنی اسکو عطا ہونے کا معجزہ تسلیم کر لیا۔ تو اس عبد اللہ سے ہی کہلوادیا۔ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کی شناخت کا بھی نور عطا کیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ ایسی متبرک جماعت میں دوزخیوں کا رہنا ٹھیک نہیں۔ لہذا ان دوزخیوں کو قتل کر دینا چاہیئے۔ میرے اس بیان کی تصدیق کے لئے تین فرشتے آسمان سے نازل ہوئے ہیں۔ جو ظلال چاہ میں موجود ہیں۔ اور غنیہ طریق سے تین مخلص مرید ایک سنان مقام پر ایک چاہ میں اتار دیئے۔) حسب الحکم مہدی کا ذب ساری جماعت اس چاہ پر پہنچی۔ جہاں سکڑا مہدی نے اول دو رکعت نماز پڑھی۔ بعد ازاں کہ میں میں آواز دی کہ۔

”عبد اللہ و نشری کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دوزخیوں کی شناخت کا علم دیکر حکم دیا ہے۔ کہ دوزخی قتل کر دیئے جاویں۔ کیا یہ سچ ہے؟ چاہ میں سے آواز آئی۔

سچ ہے! سچ ہے! سچ ہے!!!

اس تصدیق کے بعد بریں خیال کہ یہ عالم تمنا کے فرشتے اوپر آکر افشلے رازد کو دیں۔ ان کو عالم بالا پر ہی پہنچا دیا جائے تو مناسب ہے۔ مہدی موعود نے و نشری وغیرہ سے سوچ ہو کر کہا۔ کہ یہ چاہ اب نزول ملائکہ سے متبرک ہو گیا ہے۔ اس میں بغاوت وغیرہ کرنے اور اس سے قہر الہی نازل ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے اسکو بذکر دینا مناسب ہے۔ چنانچہ سب کی رائے سے فوراً اس چاہ کو بند کر دیا گیا۔

اور ونشتر لسی کے بتلانے کے موافق سب مخالف چن چن کر قتل کر دیئے گئے۔ اور یہ کام کئی دن میں سرانجام ہوا۔ اس طرح سے مہدی کا ذب اپنے مخالفین کا قلع قمع کر کے فتنہ و فساد و ملک گیری میں مشغول ہوا اور ۲۴ سال تک مٹی مہدویت رکھ کر عبدالمومن کو جان نشین کر کے مر گیا۔
اس قصہ پر غور کرنے سے کئی امور کا پتہ لگتا ہے۔

(الف) ایسے کا ذب مدعیوں کو حیدر علمدار آدمی اپنے ساتھ ملانے مزدوری ہوتے ہیں جس کا عوام پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ محمد ابن قمرتہ کو عبدالمومن اور عبدالمومن ونشتر لسی جیسے علم فاضل مل گئے تھے۔ تو مرزا صاحب کو بھی مولوی نورالدین۔ مولوی محمد آفس اور مولوی عبدالکریم سے بڑی مدد ملی۔ اس کو ان دونوں فرشتوں سے مشابہت دی۔ جن کے نوٹ ہوں پر ہاتھ رکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا حدیث میں مذکور ہے۔

(ب) محمد ابن قمرتہ کو اپنے معتقدوں پر اتنا تعریف تھا۔ کہ انہوں نے اپنے بھائی بندوں کو جو اس مہدی کے دعوت سے منکر یا متروک تھے۔ اپنے ہاتھوں سے قتل کر ڈالا۔ مرزا صاحب کے معتقد ہی تھام ملاؤں کو جن میں ان کے حمیر اقا باب۔ دوست آسا اور بڑے بڑے علماء و فضلا ملکا شامل ہیں۔ خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔ ان کے ساتھ مل کر نماز نہیں پڑھتے۔ رشتے نسلے بند کر دیئے ہیں۔ اور کئی مثالیں موجود ہیں۔ کہ مرزائی بیٹوں نے مسلمان باپ کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی۔

(ج) اس مہدی موعود نے مخالفین کو قتل کر کے اپنی طاقت ممتاز بانی تھی۔ مرزا صاحب نے تمام غیر مرزائی مسلمانوں کے اسلام کو فروغ دیا کہ انہیں اپنے مریدوں کو ان کے ساتھ نماز پڑھنے اور دیگر معاشرتی امور میں شرکت سے روک دیا۔

۱۰ مرزا صاحب۔ اب لا تقول علینا البقی لا قادیل انہ سے نتیجہ لیتے ہے۔ کہ اگر میں مھوٹا تھا تو ۳۳ سال تک جہنم نہ سکتا جو زمانہ موت حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہے۔ لکن اس آیت سے ان کا یہ استدلال باطل ہے کیونکہ کئی کا ذب عیاں کا ۳۳ سال کی حد سے زیادہ ہے جیسے ابو منصور ۷۲ سال محمد بن قمرتہ ۷۲ سال جس میں مصلح ۵۳۳ سال۔ علی بن ابراہیم ۴۴ سال۔ اکبر بادشاہ ہند ۴۴ سال وغیرہ۔ اور ایسے ہی کئی عداقی بیویوں کا زمانہ موت ۴۴ سال سے بہت کم ہے۔ مثلاً حضرت زکریا حضرت یحییٰ علیہ السلام۔ بغیر محال اگر مرزا صاحب کا استدلال مان ہی لیا جاوے۔ تو انہوں نے ۱۰۰ سال سے پہلے دیکھا موت کو کھڑا کر دیا تھا۔ یہ مذکور میں دعوئے کہا۔ اور سات برس بعد ۱۰۰ سال میں مر گئے۔ ۷۳ سال نبی کہاں رہے ؟ یہ آیت بھی ملتی ہے۔ جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد دعوئے نبوت ۱۱ سال تشہد لب وراہے۔ پھر ۲۳ سال کی محبت کفار مکہ پر کس طرح پیش ہر کسی تھی ؟

(۳) **عبدالمومن** - محمد بن قمر نے مرنے سے پیشتر اسکو امرالمومنین لقب دیکر اپنا جانشین کر دیا تھا۔ اور اس کے حق میں پیشگوئی کی تھی۔ کہ یہ بہت سے ملک فتح کرے گا۔ عبدالمومن ۴۴ برس تک لوگوں کے ساتھ سخاوت و احسان کے سلوک کرتا رہا۔ اور چونکہ حوامنرو اور بہادر نہا۔ اسلئے ملک فتح کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ چنانچہ جس طرف کو گیا۔ اسکی فتح ہوئی۔ اندلس اور عرب کو بھی اس نے فتح کر لیا تھا۔ ۵۵۴ھ میں اپنے بیٹے محمد کو ولیعہد کر کے اپنے مریدوں سے بیعت کرائی۔ آخر ۳۳ سال تک مہدی کا خلیفہ اور امیر المومنین کہلا کر اور بڑی شان و شوکت سے بادشاہت کر کے ۵۵۶ھ میں مر گیا۔ اور اپنی اولاد کو بادشاہت دے گیا۔ بے شمار ممالک کو فتح کیا۔ اور دن النعم محمد بن قمر کی تدبیر مہدویت پھیلاتا رہا۔

محمد بن قمر کی دو پیشگوئیاں بھی بالکل سچی ثابت ہوئیں۔ ایک تو شاہی فوج پر فحیابی کی۔ دوسری عبدالمومن کی ملک گیری کی۔ لیکن وہ اپنے دعوے میں کاذب تھا۔ اسلئے کسی پیشگوئی کا پورا ہونا نامعبار صداقت نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ مرزا صاحب کے مریدانہی بعض پیشگوئیوں کو مدار صدق ٹھہراتے ہیں۔

محمد بن قمر۔ شروع میں بڑا زاہد۔ متقی امر بالمعروف اور نہی من المنکر تھا۔ مگر بعد میں دنیاوی کامیابی نے اس کے عقائد بگاڑ دیئے۔ معطل حال تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱ میں مذکور ہے یہی حال مرزا صاحب کا ہوا۔ ابتداءً براہین احمدیہ میں تقریر متعلق حقانیت اسلام وغیرہ دیکھ کر علماء نے ان سے حسن ظن کیا۔ مگر بعد میں انہوں نے جو جو کھیل کھیلے وہ الم نشرح ہیں۔

(۴) **طریف ابو صبح و صالح بن طریف** - دوسری صدی کے شروع میں اسلئے حکومت کی بنیاد قائم کی۔ اور نبوت کا دعوے کر کے نیا مذہب اپنی قوم میں رائج کیا۔ اور پانچویں صدی کے آخر تک اسکی اولاد میں سلطنت رہی چنانچہ صالح بن طریف ۱۲۷ھ میں اپنے باپ کا ولیعہد ہوا۔ یہ شخص اپنی قوم میں عالم و دین دار تھا۔ نبوت کا پاپ کی طرح اس نے بھی دعوے کیا۔ اور کہا کہ میں مہدی اکبر بھی ہوں عیسیٰ بن مریم میرے ہی وقت میں نازل ہونگے۔ اور میرے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اپنا نام خاتم الانبیاء رکھا۔ (معطل دیکھو ابن خلدون)

ایک جدید قرآن کے اپنے اوپر نازل ہونے کا دعویدار نہا جسکی سورتیں اس کے مرید غارت
میں پڑھتے تھے جیند سورتوں کے نام یہ ہیں۔ سورۃ الدلیک۔ سورۃ الحجر۔ سورۃ الفیل۔ سورۃ
ادھر سورۃ فوج۔ سورۃ ہماروت وماروت۔ سورۃ ایللیس۔ سورۃ عزائم البانیہ وغیرہ
تاکہ سال تک نہ اس استقلال اور کامیابی سے اپنے مذہب کی اشاعت اور مادی شہرت کرنا سکے۔ اس کے
بعد اس کے خاندان میں حسب ذیل مشہور بادشاہ ہوئے۔

نام بادشاہ	مدت سلطنت	نام بادشاہ	مدت سلطنت
الاس بن صلح	۵۰ سال	یوس بن الیاس	۴۴ سال
ابوغفر محمد بن کھڑک	۲۹ سال	ابوہار عبد بن ابوہر محمد	۴۴ سال

ان لوگوں نے بڑی شان و شوکت سے حکومت کی۔ اور ایسے صاحب اقبال و شوکت و جلال تھے
کہ بڑے بڑے بادشاہ اور خلفاء بھی ان سے ڈرتے تھے۔

مرزا صاحب نے بھی خام الانبا و ہدی موعود و مسیح ابن مریم۔ اور کرشن اور گار اور کلنی ادا
ہونے کا دعوے کیا۔ براہین احمدیہ تو فیض مرام وغیرہ کتب کو الہامی بتایا۔ اور بات بات میں الہام
نازل ہونا بیان کیا کرتے تھے۔ ان کے مرید ان کی کس قدر مالی ترقی اور لاکھوں آدمیوں کے مرید ہونے
کو ان کی صداقت کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ اور خود مرزا صاحب بھی ایسا ہی کہا کرتے تھے لیکن
طریف ابو صبح اور اس کے خاندان کی ترقی و عظمت کے مقابل میں مرزا صاحب کی مہمونی سی کامیابی پہلے
بہج ہے۔ جو وہ صداقت نہیں ہو سکتی۔

(۵) عبید اللہ مہدی صاحب افریقہ۔ ۲۹۶ھ میں مہدویت کا مدعی ہوا۔ اگلے
سال افریقہ میں جا کر دہاں کا فرمانروا ہو گیا۔ اور مہدویت کا زور شور سے اعلان کیا۔ ۳۰۷ھ سال
کی عمر پائی۔ اور ۳۲۳ھ میں اپنے بیٹے ابو القاسم کو ولیعہد کر کے اپنی موت سے مرکبا۔ گواہ ہوا
دعوائے مہدویت کے ساتھ زندہ رہا۔ اسکی اولاد میں ۵۶۳ھ تک سلطنت رہی۔ اور ۱۳۱۷ھ
اس کے خاندان میں ہوئے۔ (مفصل دیکھو ابن خلدون جلد چہارم اور تاریخ کامل ابن اثیر جلد ہشتم)

(۶) مغیرہ ابن سعید غلبی۔ منہاج السنہ اور ملل و نعل میں لکھا ہے کہ اسکو ہم عظم

جاننے کو دعوئے تھا۔ اور مردوں کو زندہ کرنے کا بھی مدعی تھا۔ کئی قسم کے شعبدات و طلسمات دیکھا کہ
لوگوں کو مستعد بنالیا تھا۔ کناستہ خدا کو دیکھنے کا بھی دعویدار تھا۔ قرآن کریم کے معانی و معارف

بیان کرنے پر بڑا نازاں تھا۔ چنانچہ وہ کہا کرتا تھا۔ کہ آیت **إِنَّا عَفَيْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى الْكَلْبِ وَالْأَفْرَاسِ**
وَالْجِبَالِ فَأَبْرَأَ الْكَلْبُ وَالْأَفْرَاسُ وَالْجِبَالُ فَأَتَيْنَا الْفِرْنَ **فَتَنَحَّاهَا وَهَمَّهَا إِلَى الْإِنْسَانِ** **وَإِنَّمَا كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا** **كَذَلِكَ**

کا یہ مطلب ہے۔ کہ اللہ کی امانت حق۔ کٹی ابن ابی طالب کو امام نہ ہونے دینا۔ یہ بات آسمان۔ زمین۔ اور جبال

نے قبول نہ کی۔ مگر حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا۔ کہ تم علیؓ کو امام نہ بننے دو۔ میں مدد کروں گا۔ بشرطیکہ اپنے

بعد مجھے ولیف بناؤ۔ انہوں نے مان لیا۔ اور دونوں اس امانت کو اٹھالیا۔ اس آیت میں سی واقعہ کا ذکر ہے

ایسے ایسے معارف و قرائر پر اس کے مریدوں کو بڑا فخر تھا۔ اور وہ کہا کرتے تھے کہ سب تعالیم

اس قسم کے معارف سے خالی ہیں۔ اسکا یہ بھی قول تھا۔ کہ حق تعالیٰ ایک نور کا پتلا آدمی کی شکل و صورت

پر ہے جس کے سر پر تاج چمکتا ہے۔ اور اس کے دل سے حکمت کے چشمے جاری ہیں۔ اس کے معتقدین اس

پر اتنا اعتقاد رکھتے تھے۔ کہ جب وہ خلافت ہو اسید میں مارا گیا۔ تو وہ یقین رکھتے تھے۔ کہ دوبارہ

زندہ ہو کر آئے گا۔

مرزا صاحب بھی معارف و معانی قرآنی جاننے کے مدعی ہیں۔ چنانچہ اسے ازاد اداہام

۳۱۳ میں لکھتے ہیں کہ۔

ابن ابی حنیفہ سے جب قدرت حضرت علیؓ علیہ السلام کے زمانہ نبوت تک گذری

وہ تمام سورہ و العصر کے اعداد و حروف میں بحساب قمری مند رہے۔ یعنی ۲۷۴ برس

اب بتاؤ کہ یہ دقائق قرائت اور یہ معارف حق کس تفسیر میں لکھے ہیں؟

ملہ اس آیت کا صحیح ترجمہ لوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ۔ ہم نے ذمہ داری کو دو انسان پر ہے (اساں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے لڑ بڑ بان حال) اس بوجہ کے اٹھانے سے انکار کیا۔ اور اس سے ٹوٹ گئے۔ اور آدمی نے اسے اٹھالیا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ (اپنے حق میں) بڑا ہی ظالم اور نادان تھا۔

خاکر وہ دو قیام و قیام میں

ایسا ہی ازالہ اداہم کے مشائیر لیسۃ القدر سے ایسا نائب رسول ہونا اور تمام جدید اختراعات اور ایجادوں کو اتنی سچائی کی دلیل گردانا ہے۔ اور اس کے اخیر میں یہی لکھتے ہیں۔ کہ فرمائے یہ معارف حقہ کس تفسیر میں موجود ہیں؟

غرض بیسویں ایسے دقائق و معارف ہیں جن سے مرزا صاحب کی کتابیں بھری پڑی ہیں جن پر مرزا نیوں کو بڑا ناز ہے۔ اور من فہم القرآن مرادہ فلجعل مقعدہ فی النار کو ہلکا کر ایک مرزائی مرزا صاحب کی تقلید کرتا ہوتا ہوا نثر ان شریف کے معنی اور مطلب اپنی من گھڑت بیان کرتا ہے۔

مغیرہ نے نوالہ تعالیٰ کو آدمی کی شکل کا نورانی تیل بتایا۔ مگر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ۔

اس وجودہم والہ تعالیٰ کے بیشمار عطف۔ بے شمار پیہریں۔ عرض اور طول بھی رکھتا ہے۔ اور تینہ وے کی طرح اسکی تاریں بھی ہیں۔ (تو فیج المرام ص ۵۵)

واہ مرزا جی! لسن کثیرہ تشبیہ کی کیا بھی تفسیر ہے۔ معارف و حقائق ایسے ہی فوجتے ہیں! منقرہ کو اسم اعظم ماننے کا دعویٰ تھا۔ مگر مرزا صاحب نے اس کے مقابلہ میں استعجابت دعا کا ایسا چلتا سونہ تجویز کیا۔ کہ اسم اعظم اسم کی خامیتوں کی کو کوئی حد بھی ہو سکتی ہے۔ مگر اس قبولت دعا کی کوئی حد بھی نہیں جب دل جائے۔ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔ اور حکم جاری کر لیا۔ چنانچہ ازالہ اداہم کے معنی پر لکھتے ہیں کہ۔

جس عاجز کو دیکھی۔ وہ استعجابت دعا یہی ہے۔ لیکن یہ قبولیت کی برکتیں صرف ان لوگوں

پر اثر ڈالتی ہیں۔ جو غایت درجہ کے دوست یا غایت درجہ کے دشمن ہوں۔ جو شخص دگر

اخلاص سے رجوع کرتا ہے۔ یعنی ایسے اخلاص سے جس میں کسی قسم کا کہوٹ پوشیدہ نہیں جس

کا انجام بخیر بخیر اور بد اعتقادی نہیں۔ وہ بے شک ان برکتوں کو دیکھ سکتا ہے۔

اسکا منسل ذکر غرض میں آتا ہے۔ سچے جو شخص قرآن کے مطالب بیان کرنے میں اپنے عقلی و فکری سلوں سے کام لے۔ اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا نا چاہیے۔ اللہ کی مثال کسی نے سے نہیں دی جا سکتی۔ غایت درجہ کے دوست مرزا صاحب کا الہامی بیٹا مبارک احمد اور مولوی عبد الکریم تھے۔ اور غایت درجہ کے دشمن واکٹر عبد الحکیم اور مولوی ثناء اللہ صاحبان پھر ان سب کے حق میں کیوں دعائیں قبول ہیں ہوئیں؟ سچے کما دشمن پر یہی قبولیت دعا کا اثر برکت کی صورت میں ہوتا ہے۔ جو عمارت تو ایسا ہی کہتی ہے۔

اور ان سے حصہ پاسکتا ہے۔ اور وہ عائشہؓ کو اپنی استعداد کے موافق شہادت کر سکا مگر جو خلوص کے ساتھ نہیں ڈھونڈ لیا وہ اسے قصور کی وجہ سے محروم رہے گا۔“

مذکورہ بالا عبارت میں خود اڈوں پہنچ ہیں۔ وہ ایک ادنیٰ خطر سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ تاہم کسی عقل کے اندر ہے اور گانٹھ کے پورے کو پھنسانے کیلئے یہ جال بظاہر بہنِ خوشنما اور مضبوط معلوم ہوتا ہے جو ابو مسعود اور مغیرہؓ علیؓ کے عقلی معجزہ کرم ہیں۔ دیاں کون بشر ہے جسکو کوئی نہ کوئی احتیاج نہیں۔ مرنے صاحب دعا ہی سب کے لئے کر دیتے ہو گئے۔ جہاں مثبت ایری سے کام پورا ہو گیا۔ وہاں تو یا دوبارہ ہیں لیکن یہاں کامی ہوئی تو عھٹ عام اخلاص مدنی اور بد اعتقادی کا تانا بانا سٹیکٹ موجود۔ اور اگر نظام کسی اخلاص تو راہی نظر آتا ہو تو اسکا انجام کار۔ مدنی اور بد اعتقادی الہامی آجکوں معلوم ہو جانا مسلمہ۔ اس اخلاص کے استحکام کے اظہار اور نین اور اعتقاد کی مفائی کا مدنی ثبوت اس طرح پر لبا گیا کہ پانچ قسم کے چندے کہو لے گئے۔

(۱) شلخ تالیف و تعنیف۔ (۲) شاخ اشاعت اشتہارات۔ (۳) لنگر خانہ (۴) خط و کتابت
(۵) بیعت کرنے والوں کا سلسلہ۔ (دیکھو فتح الاسلام وغیرہ)

مسئلہ از میں تعمیر مدرسہ و خرید اخبارات وغیرہ کا علیحدہ مطالبہ۔ ان سب میں نقدی داخل کرو۔ تو با اخلاص! ورنہ بارہ پھر باہر! چنانچہ ایک جگہ اخبار مدرسہ میں لکھتے ہیں کہ جس مرید کا چندہ تین ماہ تک نہیں آئیگا۔ وہ بیعت سے خارج سمجھا جائیگا۔

باقی رہ معاملہ استجاب دعا کا۔ سو یہ بھی ایک دھوکا۔ ڈھول کا پل اور عقلی معجزہ ہی تھا۔ ورنہ سینکڑوں دعائیں مردود ہوئیں۔ جسکا کچھ نمونہ فصل ہشتم میں لکھا گیا ہے۔ اسے غور سے دیکھنا چاہیئے۔

(۶) بنان ابن سمان قمی۔ منہاج السنہ میں لکھا ہے۔ کہ یہ نبوت کا مدعی تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ مجھے اسم اعظم معلوم ہے۔ فرقہ بنانیہ اس نے قائم کیا تھا۔ جو اسکو نبی مانتے ہیں۔ اسکا قول تھا۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے جسم میں اللہ تعالیٰ کا ایک جزو حلول کر

گیا تھا۔ اسکی قوت سے انہوں نے درخبر کو اکھاڑ ڈالا۔

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کو اس نے خط لکھا۔ کہ تم ہمری موت برا مان لاؤ۔ تو سلامت رہو گے اور ترقی کرو گے۔ تم نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ کس طرح اور کس کو جی بنا سکتا ہے۔ نہ خط سمران بن عقیفہ امام صاحب کی خدمت میں لایا۔ آپ نے غلط پڑ بکھر قاصد سے کہا۔ کہ اسکو نکل جا۔ اسے نکل لیا۔ اور اسی وقت مر گیا۔ کچھ عرصہ بعد بنان ہی خالد بن عبداللہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور اسم اعظم سے اسے کوئی مدد نہ ملی زندگی میں بہار کرتا رہا مرنے کے بعد کس نے پوچھا تھا۔

مرزا صاحب بھی اللہ تعالیٰ کا اپنے وجود میں داخل ہو جا تا بتلاتے تھے۔ اور ایک کشف میں خود خدا بن گئے تھے۔ انہوں نے نبوت کا بھی دعوے کیا۔ امام علما۔ فسطا۔ فقہاء۔ حتیٰ کہ زاویہ نشین فقہاء کو بھی اپنے دعویٰ لکھ دیتے تھے۔ اور ان کے ہلنے پر نجات اور نہ ماننے پر کفر و ضلالت کی تہدید ہمیش کی۔ بنان اسم اعظم جانے کا دعویدار تھا۔ تو بہ مکالمہ الہی اور قبولیت دعوے کے مدعی تھے۔ لیکن جیسا کہ بنان کو اس کے اسم اعظم سے وقت بڑے پر کوئی کام نہ دیا۔ اسی طرح مرزا صاحب نے بھی مقبلی دعائیں اپنی صداقت کے انظار کے لئے کیں۔ سب نامقبول ثابت ہوئیں۔ اگر دافع انہیں اللہ کی طرف سے استجاب دعا عطا ہوئی تھی۔ تو کوئی خاف عادت معجزہ دکھاتے یا دعا کر کے کسی طرف مخالف کی زندگی کا ہی فیصلہ کر دیتے۔ جو آپ کے مرنے کے بعد ہی آپ کے حالات کا خاکہ اڑاتے رہے۔ جیسے مولوی ثناء اللہ اور ڈاکٹر عبدالحکیم صاحبان سنز بد قسمتی جس سے مرزا صاحب کا کذب روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا۔ یہ ہوئی کہ ان ہر دو مخالفین کے برخلاف خود دعائیں انہوں نے کی تھیں۔ اور جنکی قبولیت کی خبر بھی مل گئی تھی۔ قطعاً غلط اور مردود ثابت ہوئیں۔ (دیکھو آخری فصل)

(۸) مل جل میں ایک مدعی کا کذب مقنع کا حال لکھا ہے۔ اس نے چند مافوق العادت کرتے دکھا کر لوگوں کو اپنی طرف مائل و متوجہ کیا۔ اور بھرا لہبت کا مدعی ہوا۔ جب لوگ اس سے مانوس ہو گئے۔ تو کُل فراموش ترک کر دئے کا حکم دیا۔ حسن مل سے سب دام افتادوں نے امتنا و حمد کا قنا کہہ کر مان لیا۔ اس کے گروہ کا عقیدہ تھا۔ کہ دین فقط امام الزمان کے پہچان لینے

کا نام ہے۔

مرزا صاحب نے بھی امام الزماں کی شناخت کے مسئلہ پر بڑا بہاری زور دیا ہے۔ چنانچہ ایک مستقل رسالہ بنام ضرورہ الامام اس کے متعلق تصنیف کیا۔ مرزا صاحب کا دعوے اور مرزا کیل کا عقیدہ ہے۔ کہ بغیر مرزا صاحب کے ماننے کے نہ ایمان ہے۔ نہ نجات گواہ ۱۳۰۰ برس کا اسلام بالکل نامکمل اور اس کے عقائد غلط تھے۔ نزول وحیات مسیح کے متعلق تمام احادیث آثار صحابہ اہل اہل امت سے جو کچھ ثابت ہے۔ وہ سب مرزا صاحب کے تشریف لانے پر غلط ثابت ہوا حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی مسئلہ حیات و نزول مسیح و خروج دجال وغیرہ کے متعلق غلط فہمی کا الزام لگایا۔ اور آج تک کے اسلام کو بقول

خشت اول چوں نہد معمار کج تا شریاے رود و یوار کج

مردہ اسلام قرار دیا۔ ان کے عقائد اور دعاوی سے حسابی طور پر نتیجہ ذیل مستنبط ہوتا ہے۔

ایمان بر توحید و رسالت علیہ السلام بالقرآن و حدیث علیہ اعمال صالحہ و اقرار نبوت مرزا علیہ السلام اور ایمان بر توحید و رسالت علیہ السلام بالقرآن و حدیث علیہ اعمال صالحہ کیون مرزا علیہ کفر اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ منقح اور مرزا جی میں کیا فرق ہے۔ بروئے حساب ابجد تو منقح سے مرزا جی کا ایک نمبر بڑا ہوا ہی ہے۔ جو ان کے دعووں سے ظاہر ہے۔

(۹) ابو الخطاب اسدی۔ مل دخل میں لکھا ہے۔ کہ اس نے اپنے آپ کو حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے منتسبین میں مشہور کر کے لوگوں کا اعتقاد امام کے ساتھ خوب محکم کیا۔ اور ان کے دلوں میں یہ بات جمائی کہ امام الزماں پہلے انبیاء ہوتے ہیں۔ پھر آلہ ہوا جاتے ہیں۔ اور الہیت نبوت میں فور ہے۔ اور نبوت امامت میں فور ہے۔ امام جعفر صادق

علیہ مرزا جی حساب ابجد سے بہت استنباط کیا کرتے تھے۔ سبھی ہی بدنام و فخر میں اس وقت جبکہ میں یہ سطور لکھ رہا تھا۔ ان اعداد کی تعلیم جوئی واللہ اعلم بالصواب

رحمتہ اللہ علیہ کہ وہ اس زمانہ کا الہام تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ امام صاحبؒ ظاہری ہم پر خیال کر کے انکو بشریہ سمجھو۔ بلکہ یہ تو ایک لباس ہے۔ جو خدا نے اس عالم میں اترنے کے وقت پہن لیا ہے۔

حضرت امام صاحبؒ کو جب ان کفریات پر اطلاع ہوئی۔ تو اسے نکال دیا اور اس پر لعنت کر کے ان باطل سے اپنی بیزاری ظاہر فرمائی۔ مگر وہ بدستور اپنا فرقہ بڑھنے میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ منصور کے زمانہ میں مارا گیا وہ اپنے بعض اصحاب کو جبرائیل اور میکائیل سے افضل کہتا تھا۔ اور ہر مسلمان پر وحی کا نازل ہونا اس آیت سے ثابت کرتا تھا۔ **وَاَوْحٰی سِرِّیْنَ اِلٰی الْغُلّٰ**

اس کے بعد اس کے معتقدین کے کئی فرقے بن گئے تھے۔ ایک کا نام مہر پتہ جو ابو الخطابؒ کے بعد مہر کو امام الزمان مانتا تھا۔ انکا عقیدہ تھا کہ دنیا کو فنا نہیں۔ بہشت و دوزخ کوئی چیز نہیں۔ یہ اسی دنیاوی راحت و مصیبت کے نام ہیں جو ہمیشہ پیش آتی رہتی ہیں۔ زنا و غیرہ منہیات اور نوازہ وغیرہ عبادت سب نفیوں ہیں۔

ایک فرقہ انیس بزرگینہ پتہ جو ابو الخطابؒ کے بعد بزرگ کو امام الزمان تسلیم کرتا تھا۔ ان کا دعویٰ تھا۔ کہ ہم اپنے سب مرؤوں کو حج شام دیکھتے ہیں۔ ایسا ہی اور بھی کئی فرقے تھے۔

غور کی جگہ ہے۔ کہ ابو الخطابؒ نے حضرت امام صاحبؒ کی توفیق کر کے امام کو خدا اکہلایا۔ دوزخ جنت کا انکار کر دیا۔ تکلیفات شرعیہ اٹھا دیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے ان باطل عقیدوں اور کفریات سے بیزاری کا اظہار بھی کرتے رہے۔ مگر اس کے پیروں نے نہ مانا! باطل فرقوں کی علامت یہی ہے۔ کہ ان کے مستفیدین احکام خدا و رسول کی مطلق پرواہ نہیں کرتے بلکہ دوزخ کا زائیل کر کے نزدیک بہشت متحد ہو جایا کرتے ہیں۔ اور اپنے پیروں کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہتے ہیں۔

مرزاؒ کی تعلیم کا بھی یہی حال ہے۔ ان کی تمام تصانیف مرزا صاحبؒ کی حمد و توفیق اور بڑائی کے بیان سے بھری ہوئی ہیں۔ اور مرزائیوں کو سوائے مرزا صاحبؒ کے ذکر اور انکی توفیق و توفیق کے کوئی مشغلہ نہیں۔ ابو الخطابؒ نے تو امام صاحبؒ کو خدا بایا تھا۔ مرزا صاحبؒ کے دعویٰ کا کچھ بھگانا

ہی نہیں۔ آپ اپنے الہامات کی بناء پر کہیں۔ آدم۔ نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ۔ محمد۔ احمد۔ محمدی
سمارت۔ حرات۔ محدث۔ مجدد۔ امام الزمان۔ علیہ السلام۔ کرشن۔ اوتار۔ کلہنی۔ اوتار بنے۔ نو دوسرے طرف
کہیں ابن المدینے۔ کہیں خدا کا نچے جسم میں حلول کرنا بیان کیا۔ کہیں خدا کی بیوی بنے۔ اور خدا سے
محب کر کے حاملہ ہوئے۔ بچے جنے۔ اپنے بیٹے کو نسل خدا بتایا۔ معاذ اللہ من ہذہ العذات۔
اور یکھو فصل آئندہ)

الہام اور وحی کو ابو الخطاب کی طرح مرزا صاحب نے بھی ٹکے سیر کر دیا۔ چنانچہ اکثر مردوں
کے الہام ان کے آثاروں اور رسالوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ باب نبوت بھی کھول دیا گیا ہے۔
اور کئی مرید نبوت کے مدعی ہیں۔ مرزائیوں کے بھی کئی فرقے بگڑ گئے ہیں۔ جیسا کہ ابو الخطاب کے متفقین
کے بن گئے تھے۔

(۱۰) احمد کیال نامی ایک مدعی کا ذب کا حال مل و مل میں اس طرح مذکور ہے۔
کہ پہلے یہ محبت الہیت کلمہ تھی۔ بعد ازاں امام الزمان چونے کا وعید ارہوا۔ اس سے ترقی کی۔ دکھا۔ میں
الغایم ہوں اور کسی تشریح یوں کی۔ کہ جو شخص اس بات پر قادر ہو۔ کہ عالم علوی اور عالم سفلی کے مابین
بیان کرے اور انفس پر آفاق کی تطبیق کر سکے۔ وہ امام ہے۔ اور القایم وہ ہے۔ جو کل کو اپنی ذات
میں ثابت کرے۔ اور ہر ایک کی کو اپنے معین جزئی شخص میں بیان کر سکے۔ اور یہ بات یاد رکھو۔
کہ اس قسم کا مقرر سوائے احمد کیال کے کسی زمانہ میں نہیں پایا گیا۔

اسکی بہت سی تصانیف عربی فارسی میں موجود ہیں۔ جن میں اسی قسم کی پیچیدہ و غولیدہ
تحریریں ہیں۔ اور اپنی پرزور تقریروں اور تصنیفوں سے بہتوں کو اپنا ہم خیال بنایا۔

مرزا صاحب کو بھی معارف دانی کا بڑا دعویٰ اور اس پر بہت نانتہ ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ
بکثرت اسرار غیبی الہامات میرے سوائے اور کسی فرد امت کو نہیں دیئے گئے۔ اس لئے خصوصیت سے
میرا ہی نام ہی رکھا گیا۔

احمد کیال کی یہودہ اور عجمیدہ تحریروں سے مرزا صاحب کی تحریروں کی مطابقت کرنی ہو

تو نہ نہ لئے ازالہ اولام کا مشا دیکھو جہاں آپ کھینچے ہیں کہ۔

”ہر غی کے نزول کے وقت ایک لیلۃ القدر ہوتی ہے لیکن سب سے بڑی لیلۃ القدر ہماری
نبی صلی اللہ وسلم کو دگئی؟“

”اسکا دامن حضرت کے زمانہ سے قیامت تک پھیلا ہوا ہے۔ اور جو کچھ انسانوں کے دلی و دماغی
قوسے کی جنبش حضرت کے زمانہ سے آج تک ہو رہی ہے۔ وہ لیلۃ القدر کی تاثیرات ہیں؟“
”اور جس زمانہ میں حضرت کا کوئی نائب پیدا ہوتا ہے۔ تو یہ تحریکیں ایک بڑی تیزی سے اپنا کام
کرتی ہیں۔ بلکہ اس زمانہ سے۔“

”کہ وہ نائب رحم میں آئے۔ انسانی قوسے کچھ کچھ جنبش شروع کرتی ہیں۔ اور اختیار ملنے کے
وقت تو وہ جنبش ”نہایت تیز ہو جاتی ہے۔“

”اور اس نائب کے نزول کے وقت جو لیلۃ القدر شروع ہو گئی ہے وہی لیلۃ القدر کی ایک شاخ ہے۔ اس
”لیلۃ القدر کی بڑی شان ہے۔ جیسا کہ اس کے حق میں یہ آیت ہے۔ ”فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيمًا“
”یعنی اس لیلۃ القدر کے زمانہ میں جو قیامت تک مستحکم ہے۔ ہر ایک حکمت اور معرفت کی باتیں دنیا میں تشریح
گردی جائیں گی۔ اور انواع و اقسام کے علوم غریبہ و فنونِ نادرہ و مخافت عجیبہ مضموعہ عالم میں پھیلا دیئے
جائیں گے۔ اور انسانی قوسے میں انکی مختلف استعدادوں اور مختلف قسم کے اسکاؤں۔ بسطت علم۔ اور
عقل پر حلیا قیاس مفعی ہیں۔ سب کو منبغظہ ظہور لایا جائیگا۔ لیکن یہ سب کچھ ان نول میں پر زور تحریکوں سے
ہوتا رہیگا۔ کہ جب کوئی نائب رسول صلی اللہ وسلم دنیا میں پیدا ہوگا؟“

”اور لیلۃ القدر میں بھی فرشتے اترتے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے دنیا میں نیکی کی طرف تحریکیں پیدا
ہوتی ہیں۔ اور وہ ضلالت کی پر ظلمت رات سے شروع کر کے طوع مع مدد اوقات تک اس کام میں لگے
رہتے ہیں۔ کہ مستفہ دلوں کو سہائی کی طرف کھینچے رہیں۔ یہ آخری لیلۃ القدر کا نشان ہے۔ جسکی بنا ابھی
ڈرائی گئی ہے۔ جسکی تکمیل کے لئے سب پہلے خدا تعالیٰ نے اس عاجز کو بھیجا ہے۔ اور مجھے مخاطب کر کے فرما
”انت احمد مناسبۃ لجیسی (انتہی محضاً)

ماحصل اس لمبی چوڑی تقریر کا یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نائب رسول ہیں۔ اور جتنی حد یہ قسم کی ایجادیں اور کلیں۔ سوئٹریں بے تار کی پیغام رسانی۔ ہوائی جہاز۔ زہریلی گیس۔ لمبی مار کی توپیں۔ وغیرہ غنیمت اس ملک یورپ میں بنکر زمانہ میں رائج ہوئیں۔ بہ سبب مرزا صاحب کے دجو و مبارک کی مین و برکات ہیں۔

عبارت سندرجہ بالا میں خط کشیدہ الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں۔ مرزا صاحب نے مٹلی ہوئی جدید یا کونویں ہیر نہیں کیا۔ بلکہ اپنے زمانہ زعم و ادب تک پہنچ کر اُس وقت کی ایجادوں کو بھی اپنی برکات کے دائرہ میں لینا چاہا ہے۔ مرزا صاحب کی پیدائش غالباً لاہور آگ لینڈ گورنر جنرل ہند کے عہد میں اس وقت ہوئی۔ جبکہ انگریزوں کی افغانستان سے لڑائیاں ہو رہی تھیں۔ اسی زمانہ میں انگریزی تعلیم ہندوستان میں رائج ہوئی۔ یہ دونوں باتیں اسلام کے لئے جو کچھ بابرکت ثابت ہوئیں۔ انہیں من الشمس ہیں۔ رہی آخری زمانہ کی ایجادات۔ ہوائی جہاز۔ لمبی مار کی توپیں۔ زہریلی گیس وغیرہ یہی وہ متبرک اختراعات ہیں جن کے ذریعہ اسلامی سلطنت شرکی۔ مراکھ اور مصر کا زوال ہوا اور عین شریفین پر گولہ باری اور ان میں عیسائیوں کا دخل ہوا۔ امام رضا رحمۃ اللہ علیہ کا مرزا شہید ہوا۔

ہزاروں مسلمان شہید کئے گئے۔ اور لاکھوں ترک و عرب بے خانہ و آوارہ وطن ہوئے۔ مدینہ شریف کے اوپر ہوائی جہاز اڑے جن میں عسائی سوار تھے۔ یہ سب امر و اقوت ہیں۔ ہمیں ان پر سیاسی نقطہ نگاہ سے غور کرنے کی ضرورت نہیں۔ مرزا صاحب کا دعوئے مذہبی ہے۔ اس لئے مذہبی آنکھ سے ان واقعات کو دیکھتے ہوئے کوئی مسلمان ہے۔ جو ان لسنی ایجادات اور منجوس اختراعات کو ایک نائب رسول کی پیدائش کی مین و برکات اور ایک نبی کی صداقت کے نشانات سمجھ لے گا۔ اگر مرزا صاحب اسلام کی بربادی کو اپنی نبوت کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ تو اس نبوت کو ہمارا دور سے ہی سلام ہے !!!

یہی القہر کے مذکورہ بالا معارف و اسرار بیان کرنے کے بعد مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ۔ اب فرمائیے یہ معارف حق کس تفسیر میں موجود ہیں؟ مرزا صاحب کے بیان کردہ معارف کسی

تفسیر میں نہ ہونے سے یہ کس طرح ثابت ہوگا کہ یہ معارف تفسیر میں درج ہونے کے قابل بھی ہیں یا نہیں۔ احمہ کیال والے سب معارف مرزا صاحب کی تصانیف میں ہی موجود ہیں۔ تو کیا اس سے اس کی مجذوبانہ تفسیروں میں درج ہونے کے قابل بھی جائے گی۔

مل و مغل میں فرقہ باطنیہ کے ذکر میں لکھا ہے۔ کہ ان کا عقیدہ ہے۔ کہ ہر ظاہر کے لئے باطن اور ہر تنزیل کے لئے تاویل ہے۔ اس لئے وہ ہر آیت کے ظاہر ہی سے چھوڑ کر اپنی مرضی سے ایک معنی گھڑتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ نفس اور عقل اور طبائع کی تحریک سے احکام متحرک ہوئے۔ اسی طرح ہر زمانہ میں بنی اور وحی کی تحریک سے نفوس اور اشخاص تاریخ کے ساتھ متحرک ہوتے رہتے ہیں۔

مرزا صاحب نے فرقہ باطنیہ کے معتقدات و مسلمات کو دوسرا لباس پہنا کر سلیتہ القدر اور نائب رسول کے پیرایہ میں پیش کر دیا ہے۔ فافہم و قدابر

تِلَاۃ عشر کا مِلّۃ

ان چند کذابوں کے حالات اور ان کی تعلیمات یہ غور کرنے اور مرزائی مشن کے معتقدات کا ان کے ساتھ مقابلہ کرنے سے ناظرین بہ آسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکیں گے۔ کہ مرزا صاحب کے دعاوی و خیالات یہی اسی قسم کے تھے

پس جب شریعت حق کی روشنی میں ان مدعیوں کو

کاذب قرار دیا گیا ہے۔ تو مرزا صاحب

کو حق پر کمیو محکوم تسلیم کیا

جاسکتا ہے؟

دوسری فصل

مرزا اصبہ کی روحانی حیوانی ترقیوں کی مسائل

پیر ما اصبہ دعا سے نبوت کر وہ است
سائل دیگر گر خدا خواہد خدا خواہ شدن

(۱) ابتداً مرزا صاحب ایک معمولی محتر کے طور پر عدالت قلع سبکدوٹ میں ملازم تھے۔ تنخواہ کی کمی کے باعث مختاری کے امتحان میں شامل ہو کر قبول ہو گئے۔ غالباً اسکے بعد ان کو مذہبی راستہ میں بطور ایک پیر کے گامزن ہونے کا خیال سوچا۔ اس امر کے لئے کسی ثبوت و حوالہ کی ضرورت نہیں۔ مخالف موافق سب جانتے ہیں۔

(۲) ۱۲ محمّد و۔ اشتہار کتاب براہین احمدیہ میں جو یہ تعداد (۲۰۰۰) چھپا۔ مجددیت کا دعوئے ان لفظوں میں ہے کہ:- ”معتق کو اس بات کا یقین مل دیا گیا ہے۔ کہ وہ مجدد وقت ہے۔“ (۳) محدث مرزا صاحب سے سوال ہوا کہ آپ نے فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جواب دیا کہ نبوت کا نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے۔ جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے۔ اذالہ اوہام ص ۲۶۱ و تحف غزویہ ص ۲۰۲ و توضیح مرام وغیرہ۔

(۴) مسیح و مہدی موعود۔ براہین احمدیہ۔ ص ۲۹ میں صاف صاف اقرار کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اور ان کے ائمہ دین اسلام پھیلے گا۔ اس کتاب براہین کی نہایت دعوئے تھا کہ الہامی ہے۔ بعد میں خود مسیح بن گئے۔ اور کتاب اذالہ اوہام محض اس غرض کو ثابت کرنے کے لئے لکھی گئی ہے۔ اور ایک نقل

وفی (امہدی) الاعلیٰ کی آڑ لیکر خود ہی مہدی آخر الزمان ہی نہ بیٹھتا۔

د ۵، امام الزمان - رسالہ مرقۃ الامام میں پہلے امام الزمان کا چونا لازمی اور ضروری جتنا کہ ۲۳ تک اسکی علامات و صفات بیان کیں۔ اور ۲۴ پر جلی قلم سے لکھا کہ وہ امام الزمان میں ہوں۔

د ۶، نبی کہتے ہیں کہ: اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبر میں پائے والا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو بتلاؤ کہ کس نام سے اسکو پکارا جاوے۔ اگر کہو کہ اسکا نام حمزہ رکھنا چاہئے۔ تو یہ کہنا ہوں کہ حدیث کے معنی لغت کی کسی کتاب میں اظہار غیب نہیں۔ (اشہار بکفلی کا زائد) نیز دیکھو اخبار بدر ہمارے ۱۹۰۸ء میں نہایت معانی سے نبی کا دعویٰ ہے۔

د ۷، خدا کا بیٹا۔ الہامات ذیل سے مرزا صاحب نے خود کو خدا کا بیٹا ٹھہرایا۔

انت منہ بمنزلہ ولدی (حقیقۃ الوحی ص ۲) انت متی بمنزلہ اولادی (دکھ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۶ء) اسمع ولدی (آل بشارتہ جلد ۱ ص ۱۲)

د ۸، خدا کی بیوی۔ اور اس کے لوازمات۔ الہامات ذیل پر غور کرو۔

الف (مرزا صاحب کا حیف اور چچہ۔ میریں دن ان یروا طمشک۔ اس الہام کی تشریح مرزا صاحب دیں بیان کرتے ہیں کہ۔

۱۰ ابو الہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیف دیکھے۔ یا کسی یلیدی اور نا پاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالیٰ نتیجہ اپنے انعامات دیکھائے گا۔ جو متواتر ہونگے۔ اور تجھ میں حیف نہیں۔ بلکہ وہ کچھ ہو گیا ہے۔ بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔ دہمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۲۳)

ب) اللہ تعالیٰ کا نطفہ انت من ماء ذنا وھم من نسل۔ یعنی اے مرزا تو ہماری پانی (نطفہ) سے ہے۔ اور دوسرے لوگ خشکی سے (اربعین ص ۳۲)

۱۱ یہ مرزا صاحب کے خدا کی کوتاہی ہے۔ جسے پہلے مرزا صاحب کو محشیت کا دعویٰ کرنے کا حکم دیا۔ دیکھ مرقۃ مفصل ۲۲ ص ۱۲۰ خدا کہتا ہے۔ اے مرزا تو میرے بیٹے کی جگہ ہے۔ ۱۲ اے مرزا تو میرے بیٹوں کی جگہ ہے۔ ۱۳ اے میرے بیٹے میں

(ج) اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ شریعتِ رسالت کے قیل کا دافع۔ مرزا صاحب کے ایک خاص مرید فاضل بار محمد صاحب علی۔ اہلِ لبائے اچھے ٹریکٹ ۲۲ موسوم بہ اسلامی قربانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرت سر میں لکھتے ہیں کہ۔

”عیسا کہ حضرت مسیح موعود و مہدیؑ یہ اپنی سالانہ بہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت میں آپؑ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا ”ایہ غور ہے“ اور اللہ تعالیٰ نے روحیت کی طاقت کا اظہار فرمایا سمجھنے والے کے درجے کا اشارہ کیا ہے۔“

(د) استقرارِ محل۔ مرزا صاحب کشتی نوح کے مٹانے پر کہتے ہیں کہ۔
”مریم کی طرح عیسیٰؑ کی روح مجھ میں نینک کی گئی۔ اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاصل ٹھہرایا گیا۔ اور کئی ماہ بعد جو ۱۰ ماہ سے زیادہ نہیں۔ بدلیہ اہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنا دیا گیا“۔

مال بنے اپنے بنے!! پھر باپ بچے کے بنے!!!
دردِ دروزہ کشتی نوح مٹانے پر لکھتے ہیں کہ۔

”پدرِ مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے۔ دروزہ تنہا کہجور کی طرف لے آئی“

مرزائی دوستو! یہی متعاقب و معارف ہیں۔ جن پر تم کو تازہ ہے؟ یہ تمہارا چہا عشقِ باز خدا ہے۔ کہی مرزا صاحب کو اولاد کہے۔ اور کہی بیوی بنا کر اس سے ہم صحبت ہو۔ کہیں تو شرم چاہیے۔ کیا اپنی رموز و نکات کی اسلام میں کمی تھی۔ جس کو مرزا صاحب نے اگر پورا کیا؟ اور یہی وہ باتیں ہیں؟ جن سے شوکتِ اسلام بڑھ رہی ہے۔ اگر اس کو استعارہ و مجاز کہو۔ تو میں یوچہتا ہوں کہ الہامی اور کشتیِ طریق پر ایسے گندے استعاروں کی کونسی ضرورت آپڑی تھی۔

۱۔ واجد ملی تہ بن گئے۔
۲۔ خود کوڑہ و خود کوڑہ گر و خود گل کوڑہ۔

(۹) خود را ہونے کا دعوے۔ کتاب البریدۃ میں لکھتے ہیں کہ:-

۱۷ ایت انی عین اللہ رہنے دیکھا کہ میں باکل خدا ہوں :-

اور آئینہ کمالات اسلام ۵۶۴ پر لوں رقمطراز ہیں کہ:-

۱۸ میں نے خواب میں دیکھا کہ ہوا بند ہوں۔ اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں :-

(۱۰) خدا کے باپ ہونے کا دعوے۔ الف (الف) میں بھی دافنا منک و حقیقۃ اللہ

لینے خدا کہتا ہے کہ اے مرزا تو مجھ سے ہے۔ اور میں تجھ سے ہوں۔ دعویٰ معاذ اللہ نہاد!

(ب) اشتہار ۲۔ فروری ۱۸۸۷ء میں ایک لڑکے کے پیدا ہونے کی پیگولی کرتے ہوئے

لکھتے ہیں کہ:-

شیراز دلبند۔ گرامی ارشد۔ منظر الاول والاخر۔ منظر الحق والعدا۔ کائنات اللہ ساری
آسمان دیکھو وہ لڑکا الباجگا۔ جیسا کہ خدا خود آسمان سے اتر آیا

تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

مرزا ابلی دوستو! یہ ہیں آپ کے پیغمبر کی ترقی کے منازل۔ کہو کچھ کسر ہے؟

ان الہامات و کشف کے ساتھ مرزا صاحب کے یہ شعر بھی پڑھو:-

آئینہ من بشنوم ز حکم خدا
پہنچو قرآن منزہ اش و انعم
نجد اپاک و نمش ز خطا
از خطا ہا ہمیں است ایمانم
کیا یہ خرافات قرآن کے ہم مرتبہ ہیں؟

یاد رکھو! وہ دن فریب ہے۔ جبکہ ہر شخص اپنے اعمال و اعتقادات کا جواب دہ ہوگا۔ مرزا صاحب!

اپنے ستمات کی رو سے خود ہی اپنا کاذب اور خارج از اسلام ہونا ثابت کر گئے (دکھائی)

تم اپنی کہو! کہ ایسے شخص کے ہاتھ ایمان جیسی جنس بیکر اللہ تعالیٰ کو کہا منہ دکھاؤ گے۔



تیسری فصل

مرزا صاحب کے دس غلط الہام

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰی مَنْ تَنْزَلَ الشَّيْطٰنُ نَسُوْلَ عَنَّا كَيْفَ اَنَّا كِ اَشْبِهَ
يُلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاسْتَرْهَقُوْهُمُ كَادُوْنَ ۝ الشعراء ۱۱ =

میرے قول ترا ہے بت خود کام غلط بدن غلط رتا غلط صحیح غلط تمام غلط
قول جھوٹا ہو تو ہر خیر نہیں کچھ پیروا دیں یہ یہ کہیں آپ کے الہام غلط

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک کاذب مدعی دعی والہام ابن صیاد تھا۔ جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نبی در رسول مانتا تھا۔ ابن صیاد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
مبارک میں اقرار کیا تھا کہ میرے پاس کچھ سچے اور کچھ جھوٹے خبر رساں آتے ہیں۔ اس کے اس
الفاظ یہ ہیں۔ باری تعالیٰ صادق و کاذب دوسری حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔ (ارشادی صادقین
و کاذبنا و کاذبین صادقنا) اس پر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حَلَطَ
عَلَيْكَ الْأَمْرُ (تجہ پر بات سلط مط ہو گئی)

مرزا صاحب کے سینکڑوں ہزاروں الہاموں میں سے اگر بالفرض ایک دو فیصدی
صحیح نکلتے ہیں۔ تو باقی سب غلط ہیں جیسا کہ معمولی رمالوں اور بانڈوں کا حال ہے۔ جو گلی کو

لے لے کر یاں تجھے بتاؤں کہ شیطان کس پر اترا کہتے ہیں۔ وہ ہر جھوٹے بدکردار پر اترا کرتے ہیں۔
اور سی سنائی بات ان پر انکار دیتے ہیں۔ اور انہیں اکثر جھوٹے ہوتے ہیں (قرآن شریف سورہ شعراء
رکوع ۱۱) میرے پاس ابک سبحا اور ایک جھوٹا خبر رساں آتا ہے۔ سنا میرے پاس دو سچے
اور ایک جھوٹا خبر رساں آتے ہیں یا دو جھوٹے اور ایک سچا۔

بس لوگوں کے ہاتھ دیکھ کر فال و شگون بتاتے پھر کرتے ہیں۔ اس فصل میں مرزا صاحب کے غلط الہاموں کا نمونہ دکھایا جاتا ہے۔ اور نہایت عظیم الشان اور مستحیاناہ پیشگوئیوں کا جو انجام ہوا اس کے لئے دسویں فصل کتاب ہذا قابل ملاحظہ ہے۔

اس سے ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب اور ابن صیاد میں کیسی صاف ٹمٹ ہے۔ اور قرآن شریف کی آیت مندرجہ عنوان کے معیار پر وہ کیسے اترتے ہیں۔ اور باوجود ان غلط الہاموں کے اگر مرزا صاحب بنی و رسول ہو سکتے ہیں۔ تو ابن صیاد کو اسی اصول پر مرزا صاحب کیوں سچا بنی نہیں مانتے۔

۱۔ مرزا صاحب کو اپنے کل مکانات۔ الہامات اور پیشگوئیوں کے سچا ہونے پر بڑا ناز اور دعوے تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ کہ سچے الہام بعض دفعہ کھروں۔ ڈوموں اور رٹیلوں کو بھی ہوجاتے ہیں مگر سچا وہی ہے جس کے سب الہام سچے ہوں۔ اور بہ کفایت عورت کجبری بارہ سر اور بادہ بہ سر حرامکاری کی حالت میں سچی خواب دیکھ لیتی ہے۔ (نوضح مرام) اور اپنے الہاموں کی نسبت نالوں کہنے ہیں۔ کہ۔

”یہ مکالمہ الہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک یوم کے لئے ہی اس میں شک کروں تو کافر ہوجاؤں۔ اور میری آخرت تباہ ہوجاوے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا فطری اور یقینی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اسکی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا۔ کہ یہ آفتاب اور اسکی روشنی ہے ایسا ہی میں اس کلام میں شک نہیں کر سکتا۔ جو خدا کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔ اور چونکہ میرے نزدیک بنی اسکو کہتے ہیں۔ جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر مشتمل ہو۔ اس لئے خدا نے میرا نام ہی رکھا۔ مگر بغیر شریعت کے“ تجلیات الہیہ ۲۶۱۵

۱۵۔ حاتمہ البشری ؓ میں لکھتے ہیں۔ کہ سچ کی وفات عدم نزول اور اپنی سعیت کے الہامات کو میں نے دس سال تک مفتوی رکھا۔ بلکہ رو کر دیا کہ گویا دس سال تک آیہ حسب قول خود کا فرض ہے۔ رہے۔

بہر حال مرزا صاحب کے قلعہ الہام میں کاغذ درج ذیل ہے۔

(۱) مرزا صاحب کا الہام انکی عمر کے متعلق :- الہام کئی رنگ میں بیان ہوا

ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(الف) لَسِحِّيَاتٌ حَيَوَاتٌ طَيِّبَةٌ ثَمَانِيْنَ حَوْلًا اَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذَالِكَ اَزَادْ

اوّلیم لیج تالی ۱۳۳۳ ترجمہ خدا کہتا ہے کہ بہ ہم پنجگواشی سال کی عمر دینگے یا اس کے قریب۔

(ب) اس نے وعدہ دئے، مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں ان کاموں کے لئے تجھے ۸۰ برس

یا کچھ تھوڑا کم یا چند سال ۸۰ برس سے زیادہ عمر دوں گا۔ اشتہار لانا ۱۹۹۹ اکتوبر ۱۹۹۹ء مطبوعہ منشا اسلام

پریس قادیان و تریاق القلوب حاشیہ ۱۳۳۳

(ج) خدا نے صریح غفلتوں میں مجھے اطلاع دی تھی۔ کہ تیری عمر ۸۰ برس کی ہوگی اور یہ کہ

پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم (براہین احمدیہ حصہ پنجم اور کاغذ ۱۳۳۳ء سطر ۸)

(د) وَلَنُعِيْنَكَ حَيَوَاتٌ طَيِّبَةٌ ثَمَانِيْنَ حَوْلًا اَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذَالِكَ اَوْ نَزِيْدُ عَلَيْهِ

اربعین ۲۱ سطر ۱۱ اس کا ترجمہ مرزا صاحب نے اربعین نمبر ۱۳۳۳ء سطر ۱۱ میں اس طرح کیا ہے کہ

خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ میں اسی برس یا دو تین برس کم یا زیادہ تیری عمر کروں گا۔

(۱۳۳۳) اسی برس یا اس پر پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔ حقیقتہ الہی ۱۳۳۳

اس نیک سیریل پانچ مختلف، بیانا، ۱۳۳۳ سے اصل الہام کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔ ان سب کا

خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کی عمر بقول ان کے، ۷۳ سال سے کم اور ۷۴ سال سے زیادہ نہ

سلا بلکہ اس سے بھی زیادہ چنانچہ لکھتے ہیں کہ، ایک روز کشتی حالت میں ایک بزرگ مسافر کی قبر پر میں میں

ہاگہم تھا۔ اور وہ (بزرگ) ہر ایک دعا پر آمین کہتے جاتے تھے۔ اس وقت خیال ہوا کہ اپنی عمر بھی بڑھ جائے

تب میں نے دعا کی کہ میری عمر نہ ۷۳ سال (۷۳ برس سے) اور بڑھ جائے۔ اس پر اس بزرگ نے آمین نہ

کہی۔ تب میں صاحب فرستہ کشتی کشتا ہوا۔ تب اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو۔ میں آمین کہتا ہوں۔ اس پر

نے اسکو چھوڑ دیا۔ اور اٹھا مائی کہ میری عمر نہ ۷۳ سال اور بڑھ جائے۔ تب اس بزرگ نے آمین کہی۔ اب

میری عمر کیا دے سال ہے۔ (محقق احکم ۲۴۰۱۶ و سیر ۱۳۳۳ء ص ۱۰۱) سووی مدائن علی حیدر آباد

مرزا صاحب کو غلط کیا کہ ۷۳ سال میں اپنی عمر نہ ۷۳ سال کہہ کر انکو دینا ہوں۔ مرزا صاحب نے قبول کیا اور انہوں نے ۷۳ سال

ہوئی چاہئے تھی۔ مرزا صاحب ۱۲۲۶ھ میں ۶۵ سال اور چھ ماہ کی عمر میں فوت ہو گئے۔ اور اس سال
الہاموں کو چھوٹا ثابت کر گئے۔ ان کے مردوں خاندان علیہ نور الدین اور ایڈیٹر اخبار بدر نے
اسکے پچھو بہتر ٹائٹل لٹ بٹے مارے۔ اور ان کی عمر کو رٹ کے تسمہ کی طرح خوب بڑایا۔ پھر بھی
۴۷ تک نہ پہنچ سکے۔ حالانکہ ان کی تحریرات بمقابلہ تحریر مرزا صاحب باکسل غلط۔ پھر اور کا
ہیں۔ چنانچہ ذیل میں مرزا صاحب کے اقوال صحیح ان کی عمر کے بابت درج کئے جاتے ہیں جس سے انہوں نے ایک نئی
نشان کو ہی تقویت دی تھی۔ دیکھتے ہیں کہ :-

۱۔ جب میری عمر ۴۷ برس تک پہنچی۔ خود انکے نے ایسے الہام اور کلام سے چھٹ کر کیا۔
اور عجیب اتفاق ہوا۔ کہ میری عمر کے ۴۷ سال پورے ہونے پر مدی کا سر ہی آ پھنچا۔ تب
خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھ پر ظاہر کیا۔ کہ تو اس مدی کا مجدد ہے۔ (ذریعہ القلوب ص ۱۶)
گویا چودھویں صدی کے شروع ہونے کے وقت (۱۲۷۵ھ میں) مرزا صاحب کی عمر پورے ۴۷ سال کی

۲۔ معنی محمد صادق اور حلف صاحب اول کہتے ہیں۔ سب زیادہ صحیح قول مرزا سلطان احمد صاحب (دیکھیں
مرزا صاحب کا مکتوب ہوتا ہے۔ جو انہوں نے نماز عبادہ کے شامل ہونے کے واسطے تشریف لائے پر فرمایا تھا کہ
میرے پاس جو اوداشت ہے۔ اس کے مطابق آپ کی میراث ۱۲۷۵ھ تا ۱۲۸۳ھ میں پہلی تھی (دیکھیں ص ۱۶)
مرزا صاحب تو کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی اوداشت نہیں۔ کیونکہ اس زمانہ میں بچہ کی عمر کے لکھنے کا کوئی
طریق نہ تھا۔ مگر ان کے بیٹے کے پاس اوداشت نکل آئی۔ اور وہی سب سے صحیح بتائی جاتی ہے۔

۳۔ حساب میل اور ابجد کے مرزا صاحب بڑے شائق تھے۔ چنانچہ اپنی عمر کے سلسلے ایک لفظ لکھتے
ہیں کہ :- چند ذکر کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی۔ کہ کسا اس حادثہ کا حوالہ بات بعد اظہار میں ہے
ایک یہ بھی منسا ہے۔ کہ چودھویں صدی کے اواخر میں یحییٰ موعود کا ظہور ہو گا۔ اور کیا اس حدیث کے مضموم
میں یہ عاجز ہی داخل ہے۔ تو مجھے کشمیری طور پر اس سندھو ذیل نام کے اعداد و حرف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھو
یہی یحییٰ ہے۔ چودھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونوالا تھا۔ پہلے ہی تاریخ ہم نے نام میں سفر کر رکھی ہے۔
اور وہ نام یہ ہے۔ سلام احمد قادیانی اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں۔ اور اس تقبہ قادیان

حاشیہ در حاشیہ ۱۔ مرزا صاحب کو مقابلہ ڈاکٹر محمد کسم خاں صاحب الہام ہوا تھا۔ اور تری مکر طر
دونگا۔ تا معلوم ہے کہ میں صدیوں دیکھو اشتہار میرے (اس الہام کی رو سے مرزا صاحب کی عمر نو سال سے ہی زیادہ
ہوئی چاہئے تھی لیکن ۶۵ سالہ عمر میں فوت ہوئے سے یہ الہام ہی باطل اور جھوٹ ثابت ہوا۔

تھی۔ یہاں تھیں کالہ ظاہر نہیں ہوا۔ کہنگہ اسفرت صلی اللہ علیہ وسلم مت بہت و کمالی تھی۔ چونکہ یہ ایک خاص شرعی امر تھا۔ اس لئے اس میں سک و ش کو دخل نہیں ہو سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے الہام کا یہی حوالہ موجود ہے۔

یہ جب حسب اقرار خود چودہویں صدی کے شریعہ میں آیا۔ ۲۰ سال کے بچے تو بوقت انتقال ماہ ربیع الثانی ۱۳۶۶ھ میں پچیس سال ہوا۔ کہ بچہ نے سب سے پہلے متعلق الہامات کا مجموعہ اور کتب کتبہ و لکھنؤ اور مراد علی کا تذکرہ اور الہام مندرجہ منقرہ

بالکل غلط۔ چوٹ اور ڈھکوسلہ ثابت ہوا۔ ایک اور نہایت صاف ثبوت ہے

(۲) **ادیت نزلہ الساعة** سرسنگرن ۱۵ اربل ۱۳۶۶ھ میں بچہ قیامت خیز زلزلا دکھا و لگا۔ اس الہام کے بعد مرزا صاحب مکان چوڑا کر میدان میں جا بیٹھے۔ اور سریروں کے لئے بھی اشیاء جاری کیا۔ کہ وہ بھی خمیوں میں رہیں۔ تھوڑے دنوں بعد جب زلزلہ نہ آیا تو مکان میں واپس آگئے۔

بقایا حاشیہ صفحہ نمبر ۳۳۔ نوٹ نمبر ۵۵ میں سخن اس عاجز کے اور کسی شخص کا نام غلام احمد نہیں ہے۔ بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے۔ کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا نام نہیں۔ آزاد اہم ۱۸۶۶ھ میں اول و طبع ہوا۔ منہ غلام احمد قادیانی سے ۱۰۰ کاغذ و نکال کر اور اپنا ۱۸۶۶ھ کی عمر میں بیعت ہونا ظاہر ہے کہ ۶۷ سالہ عمر کے زمانے میں اپنی عمر ۶۷ سال ۴ ماہ کاغذ ثبوت دیدیا۔ حوان کے الہامات ۸۰ سال کی باطل کرتا ہے۔ لیکن اس کتب با الہام میں جو آپ نے دعوے کیا ہے۔ کہ ۷۲ اس وقت تمام دنیا میں مسلمان احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں ہے۔

۷۲ میں جس باطل اور ڈھکوسلہ تاب ہوا۔ مرزا صاحب کو کوشش کے منہ دک کی طرح اپنی قادیان کے سوا اور نام اور کوئی نام نظر نہ آیا۔ حالانکہ ان کے کاربان کے علاوہ خاص غلط گور و سپرد میں ہی دو گناؤں قادیان نام کے موجود ہیں۔ جن میں کو ایک غلام احمد قادیانی مرزا صاحب کا ایک چھپرہ اس وقت موجود تھا۔ اس کے علاوہ ایک قادیان سلطنت میں ہے۔ وہاں ہی غلام احمد ایک شہر اس وقت جو تھوڑا جو تھوڑا ہی تھا اس وقت مرزا صاحب کی گشت و یا الہام ہوا۔ میں نے کچھ کم مذکور بال دو اشخاص غلام احمد قادیانی و دیگر مذکور جناب میں ہی موجود تھے (دیکھو کتبہ نقل رحمانی اور مضمون کیا مرزا قادیانی مسلمان تھا) از قادیانی فضل احمد صاحب فرد ہوا (ذی) اگر ان کے کسی سے یہ دعویٰ نہ لیا جاتی درست ہے۔ تو غلام احمد قادیانی دجال ہے اور آیت مندرجہ عنان فعل ہوا کے معنی میں نقل اعلیٰ کل ارفاق آیت کے بھی ۱۳۰ صدی میں تھا۔ کیا مرزا صاحب کے استدلال کے موجب ہم نہیں کہ سب کے مرزا صاحب کے دعوے کا کہ ب مذکورہ بالا فقرہ اور آیت قرآنی میں پوشیدہ دیکھا گیا تھا۔

۱۵۵۵ھ میں مرزا صاحب کا انتقال اس سے ۱۳۱۵ سال بعد یعنی ۱۳۶۶ھ میں ہوا۔ گویا اس وقت دنیا کی عمر ۴۷ سال تھی۔

۱۵۵۵ھ میں مرزا صاحب کا انتقال اس سے ۱۳۱۵ سال بعد یعنی ۱۳۶۶ھ میں ہوا۔ گویا اس وقت دنیا کی عمر ۴۷ سال تھی۔

الہام کے الفاظ اور مرزا صاحب کی تفہیم سے یہ تباہت خیز زلزلہ مرزا صاحب کی زندگی میں آنا چاہیے تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ :-

صاب در آستان ہول کر منو کہ آئینہ زلزلہ کی نسبت جو میری پیشگوئی ہے۔ اسکو ایسا حال کرنا کہ اس کے ظہور کی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی۔ نہ سال مرزا غلط ہے۔ کہ نہ مار بار وحی الہی نے مجھے اطلاع دی ہے۔ کہ وہ پیشگوئی میری زندگی میں میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدہ کیلئے ظہور میں آئے گی۔ کیونکہ ضروری ہے کہ - حادثہ سیری زندگی میں ہی ظہور میں آئے بلکہ ضمہ برائے احمد - چونکہ مرزا صاحب کے حاتم میں کوئی زلزلہ ایسا نہیں آیا۔ لہذا یہ پیشگوئی اور الہام قطعاً غلط ثابت ہوا۔

(۴) میراثین ہلاک ہو گیا۔ (میکزین ۲۸ مارچ ۱۹۰۳ء) یہی بالکل غلط نکلا۔ کیونکہ ان ایام میں مرزا جی کے بڑے دشمن ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اور مولوی ثناء اللہ صاحبان نے جنگی زندگی میں خود مرزا صاحب ہی ہلاک ہو گئے۔

(۵) ریاست کابل میں ۸۵ ہزار آدمی مر گئے (میکزین ۲۸ مارچ ۱۹۰۳ء) کابل میں اتنی اموات نہیں ہوئیں۔ نہ یہ بت ہے کہ کتنے سال کے اندر۔ اور کتنے دنوں تک کیسی لڑائی میں یہ اموات ہوئی؟ یا وہاں ہر غرض عجب گول مول الہام ہے۔ جو اب تک غلط ثابت ہوا ہے۔ (۵) مولوی ثناء اللہ صاحب (مترسی کے قادیان آنے کی بابت۔ رسالہ اعجاز احمدی ص ۳۳) میں لکھا کہ یہ مرد ہرگز قادیان نہیں آئیں گے۔ مگر مولوی صاحب نے ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان پہنچ کر یہ پیشگوئی غلط ثابت کر دی۔

(۶) ہم مکہ میں مر گئے یا مدینہ میں (میکزین ۱۲ جنوری ۱۹۰۶ء)

۱۱ مسلمانوں نے تو کابل کہا (اگر سن لیا۔ ۱۱ اس حیار کی دوسری مرزا صاحب کو دروغ گو سمجھ لیا۔ مگر اس سوس ایک ان کے مرید صمد باگم، علی کے مصداق ہو رہے ہیں۔ صمد اللہ والذین امیر صاحب کابل نے مرزا صاحب کے ایک مرید صمد اللطیف کو اس کے خلاف ترغیب حق عفاہ کی وجہ سے شکار کر دیا تھا۔ اس کے مریدوں کے خوش کرنے کو یہ الہام دے مارا جو محض جھوٹ نکلا۔

یہ الہام بھی سرسری فطرت ثابت ہوا۔ مرزا صاحب مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی ہوا بھی نصیب نہ ہوئی۔ لاہور میں مرے۔ اور خرومال پر مار ہو کر فارماں لے جائے گئے۔ اور وہیں دفن ہوئے (۷) تردد علیہ السلام الزمان الشباب۔ سائے علیہ السلام الزمان الشباب۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاذا بالشفاعہ من عندنا۔ مراد علیہ السلام۔

”یعنی تیری طرف فوجوانی کی تو من رد کی جاہنگی۔ اور نہرت یر زمانہ جوانی کا آئے گا۔ یعنی جوانی کی قوتیں دیکھا جی۔ تا خدمت دین میں ہر گز نہ ہو۔ اور اگر تم اسے دوگو ہمارے اس نشان سے شک میں ہو تو اسکی نظیر میں کرو۔ اور زری بیوی کی طرف بھی ترو۔ تارگی وایس کی جاہنگی (الہام ۲۲ مئی ۱۹۱۷ء مذبذب بدر ۲۲ مئی ۱۹۱۷ء)

اسکی تشہید میں کہتے ہیں کہ۔

لامیری محبت تین چار ماہ سے بہت بگڑ گئی ہے۔ صرف دو رفت ظہر و عصر کی نماز کے لئے جا سکتا ہوں۔ اور نماز بھی میٹھ کر پڑھتا ہوں۔ ایک سطر کہنے سے دوران سر شروع ہو جاتا ہے۔ اور دل ڈوبنے لگتا ہے۔ حالت خطرناک اور مذبذب القوت ہوں۔ ایسا ہی میری بیوی دائم الریاض امراض جسم و جگر میں مبتلا ہے۔ یس میں نے اپنی اور اپنی بیوی کی محبت کے لئے دعا کی تھی جس پر یہ الہام ہوا۔ ان کے لئے خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ صرف اس قدر معلوم ہو رہا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں محبت عطا فرمائے گا۔ اور جتنے قوتیں عطا کرے گا۔ جن سے میں خدمت دین کر سکوں۔ مرزا صاحب کی یہ حالت ان کی موت کا پیش خیمہ تھی۔ مگر وہ تو سو سال کی امید باندھے بیٹھے تھے۔ ابھی محمدی بیگم کے نکاح کی کو لگی ہوئی تھی۔ اس لئے بڑھاپے میں جوانی کے خواب

ملے مولانا فاضل محمد علیان صاحب دینیات نے اپنے رسالہ خات المرام مطبوعہ ۱۹۰۷ء میں پیشگوئی کی تھی زیارت بیت المقدس و اماب کے نصیب نہیں ہوگی۔ ان کی یہ پیشگوئی بالکل صحیح نکلی۔ مرزا صاحب اپنے کو خود جلال بتایا کرتے تھے جس پر زندگی میں ہی سوار ہوتے تھے اور مرے ہی بازو آئے تھے۔ ان کی اوقات میری شب بیک باقی ایسی ہیں جیسی خواب کی باقیں۔ تھے ہمیں اس میں شبہ ہے۔ البتہ محمدی بیگم کے نکاح کے لئے خود جوانی کے خوابوں پر تھے۔

نظر آتے تھے۔ مگر اس الہام سے ٹھیک دو سال بعد ہی ہے۔ ۲

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ!

(۸) اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس نصرت جہاں بیگم

کے بعد پائیگا۔ تیری نسل بہت ہوگی، اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۷ء۔ اس الہام کو بعد
نہ کوئی نکاح ہوا۔ نہ خواتین مبارکہ یا نام مبارکہ حاصل ہوئیں۔ اودنہ اولاد ہوئی۔ محمدی بیگم والا نکاح
شائد اس الہام کو سچ کر دیتا۔ مگر اللہ نے نہ چاہا کہ جہوٹ کو سچ کر دیکھا ہے۔

(۹) ڈائری ۲۴ اگست ۱۸۸۷ء۔ صاحب زادہ مبارک احمد صاحب سخت تپ سے بیمار ہیں اور

بعض دفعہ بیہوشی تک ذہن پر پہنچ جاتی ہے۔ انکی نسبت آج الہام ہوا۔ یہ قبول ہو گئی۔ نو

دن کا بخار ٹوٹ گیا۔ یعنی دعا قبول ہو گئی۔ کہ اللہ تعالیٰ میاں موصوف کو شفا دے۔ (ریگزن

ستمبر ۱۸۸۷ء) یہ لڑکا ۱۷ ستمبر کو حج کے وقت فوت ہو گیا اور یہ ریگزن اکتوبر ۱۸۸۷ء) اسٹے صحت کا الہام غلط

(۱۰) آپ کے لڑکا ہوا ہے۔ بینزل منزل المبادلت (ریگزن ۱۸۸۷ء) (ریگزن ۱۸۸۷ء)

ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھ کو خوشخبری دیتے ہیں۔ جو بنزل مبارک احمد کے

ہوگا۔ اور اسکا قایم مقام اور اسکا شہید ہوگا۔ (اشہار تبصرہ ۵۔ ذہبر ۱۸۹۰ء) ان

الہامات کے بعد کوئی لڑکا نہ ہوا۔ اور مرزا صاحب حل دیئے۔ اسٹے یہ دونوں الہام بھی غلط ثابت ہوئے۔

تِلَا ۱۰ عَشْرَةَ كَاهِلَہ

ناظرین! یہ دس الہام بطور نمونہ درج کئے گئے ہیں۔ جو قطعاً غلط ثابت ہوئے۔ بہت

الہام فٹ بال کی طرح گول مول ہوتے تھے۔ جن کا سر نہ پیر۔ جہاں چاہو چپان کرلو۔ اور

جو چاہو معنی لگا دو۔ مثلاً

(۱۱) پہلے غنی پھر بیہوشی پھر موت۔

(۱۲) پچیس دن یا پچیس دن تک۔

نتیجہ نامعلوم۔

(۳) ایک ہفتہ تک کوئی باقی نہ رہیگا۔ نتیجہ : ۱۱۰

(۴) ”الکوسی البش“

(۵) موت ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء کو

کچھ پتہ نہیں الہام گولانی میں مزدور کی کتاب ہے۔
ماہی کی نسبت کیا ”نہیں سووم“ ہی شعبان مراد ہے
یا کوئی اور زبان؟ ”سندان کو صاحب“ کا انتقال
ہرگز بدھت کہہ دیا۔ کہ الہام میں ۳۰ تھا یا ۳۱ یا
۳۲ ہٹیکا باو تھیں۔

ان غلط اور جھوٹے الہاموں کا مرزا صاحب کی عسارت و تجلیات الہیہ ص ۲۵ ۲۶ منہ بھر بالا
سے متباد کہ کر کے مرزا کی صاحبان اتنا ہے کیا وہ ان الہاموں کو صحیح مانتے ہیں۔ اگر صحیح مانتے ہیں۔ تو یہ
غلط کیوں نکلے؟ اور اگر غلط مانتے ہیں۔ تو مرزا صاحب پر ان کا ایمان کیوں ہے؟ اور کیوں
بحکم آیت مندرجہ عنوان یہ جھوٹے الہامات اٹھائے شیطانی نہیں سمجھ جاتے؟۔ اور ابن عباس
کی طرح مرزا صاحب کو کیوں مدعی کاذب قعور نہیں کیا جاتا؟

دوستو! ان الہامات کو دل کی آنکھوں سے دیکھو۔ اسیں کچھ تک نہیں۔ کہ جبکہ الہام
یعنی ولیم۔ یعنی کسی چیز کی محبت آدمی کو اذہا اور بہرا کر دیتی ہے۔ جو اسکی برائیوں کو دیکھ اذہ
سن نہیں سکتا۔ لیکن سمجھ کا مادہ اور عقل کا ذور انسان کو اسی لئے عطا ہوا ہے۔ کہ اذہ و حس
کام نہ کرے۔ خصوصاً دینی معاملات میں حملانا روم فرماتے ہیں۔

لے بسا الیس آدم روے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست



چوتھی فصل

دس خف لا شرع کشف و الہام

اصل دس آئم کلام اللہ منظم داشتن
پس حدیث مصطفیٰ پر حال کلام داشتن

تمام سلف صالحین۔ اولیائے کرام و صلحائے عظام کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ الہام و کشف
محبت شرعی نہیں ہے۔ یعنی الہام و کشف کو قرآن و حدیث پر پیش کرنا چاہیے۔ اگر موافق
شرعی ہو تو درست ہے ورنہ اسے رد کر دینا چاہیے۔ کیونکہ وہ دوسوہ شیطانی ہے۔ چنانچہ۔۔

(۱) ایک بار غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو شیطان نے
دھوکا دیا۔ اور ایک نورانی شکل میں متشکل ہو کر نظر آیا۔ اور آپ سے کہا۔ کہ تیری عبادت قبول
کیگئی۔ تکلیفات شرعی تجھ پر سے اٹھائی گئیں۔ اور بعض حرام چیزیں تیرے لئے حلال کی گئیں۔ نماز
سے بھی اب بچھ فراغت ہے۔ آپ نے فوراً سمجھ لیا۔ کہ یہ شیطان ہے۔ اور لاجول پڑھ کر اسے دفع
کیا۔ (طبقات کبریٰ امام شعرانی مؤلفہ مرزا حاجی بھی رسالہ فرودۃ الامام وٹا پڑھ سکونقل کیا ہے۔
(۲) علامہ سید محمد بن اسماعیل فرماتے ہیں۔ کہ کشف و الہام احکام میں لائق استدلال نہیں۔
(۳) شیخ الاسلام ابن تیمیہ منہاج الاعتدال میں فرماتے ہیں۔ کہ کشف و الہام کا دین و احکام
میں کچھ اعتبار نہیں اور نہ لائق التفات ہے۔

(۴) محاسن الابرار میں لکھا ہے۔ کہ جو شخص یہ گمان کرے۔ کہ جو الہامات دل میں پیدا ہوں۔ ان
سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے استغنا کی جاتی ہے۔ وہ اشد کافروں میں سے ہے
غرض مطلب یہ ہے۔ کہ الہام و کشف جب تک کتاب و سنت کے موافق نہ ہو۔ لائق اعتبار نہیں۔

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ اَلْقَدَمُ لَا يَلِدُ وَلَا يُولَدُ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ
 اللہ ایک ہے۔ پاک ہے۔ اس نے کسی کو نہیں جنا۔ اور نہ اسکو کسی نے جنا۔ اور نہ اسکا کوئی کفو ہونا ممکن
 ہے۔ وغیرہ۔ ان سب آیات میں توصیف الہی کو صرف اچھیت و ولایت سے بلکہ ابن اور ولد کو
 لفظ سببی کا صاف کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ پہلی آیت میں لفظ دَعَا فرمایا ہے جس کے معنی صرف
 پکارنے اور کہنے کے ہیں۔ اعتقاد رکھنا شرط نہیں۔ اس سے ہی زیادہ شریع اللہ تعالیٰ نے
 یوں فرمادی۔ کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار کو کہلوایا کہ:-

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ لِاِلٰهِكُمْ وَكُلٌّ فَانَا اَوَّلُ الْمَلِكِيْنَ۔ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم،
 ان کفار سے کہہ دو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے بیٹا ہوتا تو پہلے میں اسکی عبادت کرتا۔

لیکن اس صاف اور معتقداً تسلیم کے خلاف مرزا صاحب کو صوبہ اہام ہوتے ہیں۔
 انت منی بمنزلہ ولدی (حقیقتہ الہی ص ۸۷) انت منی بمنزلہ اولادی (الحکم ۱۷ ص ۱۷۰)
 اسمع ولدی (البشری جلد ۱ ص ۴۹)

ان پر یہ الہامات میں مرزا صاحب نے ظاہر کیا ہے۔ کہ اللہ نے ان کو ولد ربیاً (بہتر خطاب
 کیا ہے لیکن نقص قرآنی اس لفظ کے قطعاً خلاف ہے۔ اگر مرزائی اسکو استدعا و مجاز سمجھتے ہیں۔ تو
 مرزا صاحب کم از کم سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے استعارے یا مجازی معبود تو
 ثابت ہوتے ہیں۔ جیسا کہ آیت قرآنی مولد بالاسے واضح ہے۔ ایسا ہی مرزا صاحب توفیق مرام ص ۱۲
 پر لکھتے ہیں کہ:-

صبح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے۔ کہ اسکو استدعا کے طور پر انہیت کے لفظ سے تعبیر
 کر سکتے ہیں۔ مرزا صاحب نے ابھگ عیسائیوں کے باطل عقیدہ کی کبھی صاف تائید کی ہے۔ جو قرآن
 کریم کے بالکل خلاف ہے۔

(۲) اہام ہے۔ روڈر گو پال تیری جہا گیتا میں لکھی گئی ہے۔ اس
 اہام کی تشریح مرزا صاحب لکچر سیا کلکٹ ۱۷ دسمبر ۱۹۰۲ء میں اسطرح کرتے ہیں کہ:-

ایسا ہی میں نے اسلام احمد، راجہ کرشن کے رنگ میں بھی برس۔ جو ہندو مذہب کے نام و نواں
میں بڑا تھا۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ حقیقت روحانی کی رو سے میں وہی ہوں۔ یہ میرے خیال سے نہیں
بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے۔ اس نے یہ میرے یہ ظاہر کیا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخر زمانہ
میں اسکا لینے کرشن کا بروہیئے اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔

جب مرزا صاحب حقیقت روحانی کی رو سے کرشن تھے۔ تو ضروری اور لازمی ہے۔ کہ ان کے
عقائد بھی کرشنی ہی تھے۔ ہرگز کا مسئلہ بھی انہوں نے کرشن ہی کی تسلیم سے ہی لیا ہے۔ کہیں
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بروہیئے ہیں۔ (حقیقتہ الوحی ص ۱۷) اور انما وجود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تباہ ہے۔ (اشعار ایک غلطی کا ازالہ) کہیں حضرت مسیح علیہ السلام کے
جسم کا اپنے جسم کے اندر حلول کرنا بیان کرتے ہیں۔ (التسلیم ص ۱۷) یہاں کرشن کہنا جی
بن بیٹے ہیں۔ یہ ثلاث مختلفا لافللح اسلام کے سید ہے سادے اصولوں کی رو کا قابل تسلیم ہے۔
کرشن جی جہاں راج ہندوؤں کے اعتقاد میں پریشور کا اوتار تھے۔ چنانچہ ان کو کرشن بھوان کہا جاتا
ہے۔ وہ تنازع کے قائل۔ قباہت کے منکر اور بہشت و دوزخ سے انکاری تھے۔ چنانچہ ان کی
کتاب گیتا میں لکھا ہے۔

(الف) بقید تنازع کنند داورش با نواع قالب در دل آردش
ہتن آئے جہود در میر و ند بحسب گن خاک در میر و ند گیتا ترغیبی ص ۱۷

(ب) ایک قالب سے دوسرے قالب میں جاننا کیونگیا۔ اشلوک ۱۷-۱۳-۱۲ و ۱۱-۱۰ دھیائے ۲-۱۲
دراکار شاد افق و اشلوک ۱۵-۱۴ دھیائے ۴-۱۳ و اشلوک ۱۱-۱۰ دھیائے ۶-۱۳
۹ و اشلوک ۱۵-۱۴ دھیائے ۴-۱۳ وغیرہ۔

غرض یہ مسئلہ ہے۔ کہ کرشن جی کا مذہب تنازع تھا۔ جب مرزا جی بالکل کرشن بن گئے۔ تو
ان عقائد کے ساتھ وہ مسلمان کس طرح رہے۔ دعوے ایسے بھرا اور پھر کہتے ہیں۔ کہ
میں آپ کو تو غرض بڑا سے تھی۔ خواہ کہیں ملے۔

میرے وجود میں سوائے نور محمد کے کچھ نہیں۔ حقیقتہً الٰہی ملک، ایسے ہی ان کے یہ الہام ہیں تو مہے آریوں کا بادشاہ۔ (حقیقتہً الٰہی مشہد ۱۸) برہمن اوتار سے مقابلہ اچھا نہیں۔

حقیقتہً الٰہی مشہد ۱۸، کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کے لئے شایاں ہے کہ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر اور اسلام کے چشمہ صافی سے منہ موڑ کر مشرکوں اور ناسخ کے قائلوں کے پیچھے پیچھے جوتماں چٹختا رہے۔ اور گدہ شریف کو چھوڑ کر مستقرا جی کا رخ کرے۔

ترسم نہ کسی بکعبہ اسے تا تار می
کایں راہ۔ کہ تو میروی کفرستان است

ان باطل الہاموں سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مرزا صاحب اسلام اور ان کی تعلیم پر کامل ایمان نہیں رکھتے۔ (۳) اِیْحَمْدُكَ اللَّهُ مِنْ عَرْشِهِ وَ مِثْقَلِیْهِ - ترجمہ۔ خدا عرش

پر سے تیری حمد کرتا ہے۔ اور تیری طرف آتا ہے۔ (الہام مندرجہ انجام آتھم مشہد)

قرآن مجید کی پہلی آیت ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ رب تعریفیں اللہ کے ہی لئے سزاوار ہیں۔ جو جہانوں کو پالنے والا ہے، اُوہ سرورِ ادا انبیاء و حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے۔ فَہَبْ بِحَمْدِکَ مَا یَبْتَغِیْ (اپنے خدا کی حمد کر،

کیا مرزا صاحب کے الہام سے بموجب آیات قرآنی اللہ تعالیٰ کا مقابلہ اور اشرف المخلوقات وغیر البشر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک متصور نہیں؟ اور کیا خدا سے اپنی حمد کر کر اگر مرزا صاحب نے مرتع طور پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی فضیلت کا اظہار نہیں کیا؟

(۴) اَخْتَرْتُكَ لِنَفْسِیْ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ مَعًا کَمَا هُوَ مَحْمُودٌ بِاللّٰہِ مِنْ حَقِیْقَتِہٖ (۵) یعنی میں نے تجھے اپنے نفس کیلئے پسند کیا۔ زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسا کہ وہ مکرر ساتھ ہیں۔

۱۷ مرزا صاحب اپنے آپ کو تاتاری نسل بتاتے ہیں۔

۱۸ مرزا صاحب کے علم کی غلطی والی لفظ عھو سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہاں ہما چاہئے۔

(۵) اِنَّ اللّٰهَ مَعَكُمْ - اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْمُ اِيْنَ مَا قُمْتُمْ - (الہام مندرجہ فیہ نام تہم)

یعنی خدا میرے ساتھ ہے اور وہیں کھڑا ہوتا ہے۔ جہاں تو کھڑا ہو۔

(۶) کُلْ لَّکَ وَکُلْ لِّمَنْ یَّوْکُلُ مَعِکَ (بدر ۲۰۰۰ شہ) اَرِیْدُ مَا تَرِیْدُوْنَ اِنَّمَا اَمْرٌ

یعنی سب کچھ تیرے لئے اور تیرے حکم کیلئے ہے۔ (اسے مرزا) میں وہی ارادہ کرتا ہوں جو تو ارادہ کریں۔ (بدر ۲۰۰۰ شہ)

اِذَا اَرَادَتْ شَیْءًا اِنْ تَقُوْلْ لَدٰکِنْ فِیْکُوْنُ (الہام مندرجہ فیہ نام تہم)

مرتبہ یہ ہے۔ کہ جس چیز کا تو ارادہ کرے۔ اور کہہ سکے ہو گا۔ وہ ہو جائیگی۔

(۷) اَنْتَ مَنِ وَاِنَّمَا مَنَکَ - (الہام مندرجہ حقیقتہ الامی صفحہ نمبر ۷۷)

یعنی اے مرزا تو مجھ سے ہے۔ اور میں تجھ سے ہوں۔

(۸) اَنْتَ مَنِ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِیْدٍ وَتَقْرِیْدٍ (الہام مندرجہ ابین نام تہم)

یعنی تو میرے نزدیک بمنزلہ توحید و تقرید کے ہے۔ اَنْتَ مَنِ بِمَنْزِلَةِ بَرُوْدِی

یعنی تو ہمارا بروز یا اوتار ہے (مجلیات الہیہ ص ۷۷)

الہامات نمبر ۸ پر مکرر غور کرو۔ کیا مرزا صاحب اللہ تعالیٰ کے حکم و قدرت

میں شریک ہیں؟ (الہام ص ۷۷) اور کیا خداوند کریم کو مرزا صاحب نے کوئی مالا وارہ ولی مقدر

کر رکھا ہے۔ جو ہر وقت پیچھے پیچھے ہی رہتا ہے۔ (الہام ص ۷۷) کیا خداوند کریم مرزا صاحب کی

دانت میں ضعیف العمر ہو گئے ہیں۔ جو سب کچھ مرزا صاحب کے حکم و ارادہ کے ماتحت کر دیا ہے

(الہامات ص ۷۷) بعض ہمہ ادست کے عقیدہ والوں کے نزدیک مرزا صاحب تو خدا سے ہو

سکتے ہیں۔ لیکن خدا مرزا صاحب سے کیسے ہو سکتا ہے؟ اگر ایسا ہونا ممکن ہے۔ تو مرزا کیوں

کو چاہئے۔ کہ الدمیاں اور مرزا صاحب کا ایک شجرہ نسب پیش کریں؟ (الہام ص ۷۷)

جب اللہ تعالیٰ نے بے مثل و بے مانند ہے۔ تو اس کی توحید و تقرید ہی بے مثل ہے

لیکن جب مرزا صاحب اللہ کی توحید و تقرید و برود کی مانند ہو گئے۔ تو توحید و تقرید کہاں

رہی؟ (الہام ص ۷۷) غرض یہ سارے الہامات ایک دیوانہ کی بڑے زیادہ وقت نہیں لگتے

مری قبر کو تم نہ مسجد بنانا نہ تربت بہ میرے کبھی سر جھکانا

مری منزلت سے نہ مجھ کو بڑانا خدا سے نہ ہرگز کہیں جا بھڑانا

کہ مجھ میں نہیں کوئی شانِ خدائی

بشر ہوں تمہاری طرح ایک میں بھی

مجھے تمپہ ہے صرف انی مزیت کہ بخشی خدائے ہے مجھ کو رسالت

دکھاتا ہوں لوگوں کو تتبعِ ہدایت مٹاتا ہوں دنیا سے آثارِ ظلمت

عرب اور عجم کو میں سمجھا رہا ہوں !

پیامِ خدا سب کو پہنچا رہا ہوں !

منہاج نبوت کی رُو سے مرزا صاحب کو صادق ماننے والے مرزا شیوا

ذرا ایمان سے کہنا کہ کسی نبی کو اس قسم کے الہام ہوئے ہیں۔ ہاں جواب قرآن و حدیث سے ہو۔ کہیں کرشن جی کی گیتا کو نہ لے بیٹھنا !۔

(۹) مرزا صاحب حقیقت روحانی کی رُو سے چونکہ کرشن ہونے کے مدعی تھے

جیسا کہ عطا فعل ہذا میں مذکور ہوا۔ اور کرشن جی کی گیتا میں لکھا ہے کہ۔

میں از ہر سہ عالم جدا گشتہ ام

(گیتا نہ جہنمی)

تہی گشتہ از خود خدا گشتہ ام

اسلئے کرشن جی کی کراپا سے مرزا صاحب نے بھی خدائی کا دعوئے کر ہی دیا

چنانچہ لکھتے ہیں کہ۔

(الف) میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ خود خدا ہوں۔ اور یقین کیا کہ وہی ہوں

(کتاب البریہ ص ۷۵)

(ب) خدا اے میرے وجود میں داخل ہو گیا۔ اور تیرا

غضب میرا علم اور تنگی و شیرینی و حرکت و سکون سب اُسی

اُسی کا ہو گیا۔ اور اسی حالت میں میں بول کر رہا تھا۔ کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب و تفریق نہ تھی۔ (خدا نے کاذب جو ہوئے! من مولف) پھر میں نے مشائے حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا۔ کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا۔ اور کہا۔ انا زینا السماء والارض بمصابیح۔ پھر میں نے کہا۔ ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کرینگے یا آئینہ کمالات اسلام ۵۶۵-۵۶۵

معاذ اللہ من ہذا الصغوات

عبارت مندرجہ بالا کسی شرح کی محتاج نہیں۔ اگر مرزا صاحب اس کشف کو شیطانی مان لیتے تو کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ مگر وہ تو اسکو روحانی مان کر متعدد و کتابوں میں ذکر کرتے ہیں۔ اور باطل اور رکیک تاویلوں سے کام لیتے ہیں۔ فرعون نے بھی تو انا مہیکہ الاعلیٰ ہی کہا تھا جسکی چو سے کا فر اور مردود ہوا۔ پھر مرزا صاحب اور فرعون میں کیا تفاوت ہے۔

۱۱) درخشن منۃ اور حقیقتہ الوحی منۃ میں ایک کشف یا خواب کا یونہی ذکر کرتے ہیں۔ کہ اس ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ اور میں نے اپنے ہاتھ سے کسی پیشانی لکھیں۔ جبکہ یہ مطلب تھا۔ کہ ایسے ایسے واقعات جو نے چاہیں۔ تب میں نے وہ کاغذات دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بنیر کسی تامل کے سرخی کے قسم سے اس نہ دستخط کئے۔ اور دستخط کرتے وقت قلم کو جھپٹکا جیسا کہ قلم پر یاد ہے یا آجاتی ہے۔ اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں۔ اور پھر دستخط کر دیتے۔ اور میرے پر اس

۱۲) جب مرزا صاحب اس طرح سے حد میں ماہو چکے تھے۔ تو میرے بار بار میں نے کہاں آگئی۔ ۱۳) آپ تو خدا میں ماہو چکے تھے۔ اور علیحدہ وجود نہ تھے۔ پھر اپنی مشائے سے کیوں کام نہ کیا۔ اگر اللہ کی مشائے سے تزیین و تفریق کی تو آپ اس وقت کون ہے نائب خدا یا کچھ اور ہے۔ اور خدا تو آپ کے وجود میں داخل ہو چکا تھا۔ اس لئے آپ کا اور اسکا منسا ایک ہی ہونا چاہیے تھا۔ لہذا اسبغہ لفظ منشا سے ہی ہے مٹی ٹھہرنا ہے۔

وقت نہایت رقت کا عالم تھا۔ اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے۔ کہ جو کچھ میں نے چاہا۔ بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دیئے۔ اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی۔ اور اس وقت میاں عبدالہ سنووی مسجد کے حجرے میں میرے پیر دبا رہا تھا۔ کہ اس کے روبرو غیب سے سرفی کے قطرے میرے کرتے اور اسکی ٹوپی پر بھی گرے اور عجیب بات یہ ہے۔ کہ اس سرفی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا۔ ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا۔ ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھ گا۔ اور شک کرے گا۔ کیونکہ اسکو ایک خواب کا معاملہ محسوس ہو گا۔ مگر جبکو روحانی امور کا علم ہو۔ وہ اس میں شک نہیں کر سکتا۔ اس طرح خدا نیست سے ہست کو سکنا ہے۔ غرض میں نے بہ سارا قصہ عبدالہ کو سنایا۔ اور اس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عبدالہ جو ایک روایت کا گواہ ہے۔ اس پر بہت اثر ہوا۔ اور اس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا۔ جواب تک اس کے پاس موجود ہے۔ اس کشف سے کئی باتیں ظاہر ہوئیں۔

د الف : اللہ تعالیٰ کا جسم۔ جو میز۔ کرسی یا گاہ و ٹیکہ محلے پکھری کا کام کر رہا تھا۔ (ب) اس سرخ روشنائی کا وجود۔ جو کپڑوں پر گری ہوئی آتک موجود ہے۔

(ج) مرزا صاحب کی شینی اور تسلی۔ کہ خدا محض ایک کپٹہ تیلی کی طرح مرزا صاحب کے منشاء کے مطابق کام کرتا ہے۔ اور مرزا صاحب جو چاہیں۔ اس سے کر سکتے ہیں۔ اس سے مریدوں پر تو خوب رعب جا ہو گا۔ مرزا صاحب کے خدا کا کسی ان ٹرینڈ (ناواقفکار) افسر کی طرح منشی کے کچھ ہوٹے حکم پر محض وقف کر دینا۔

(د) مرزا صاحب کے خدا کی لکھنے کے طریقے سے ناواقفیت کو قلم کو سیاہی چھانی ہی نہیں آئی۔ اور زیادہ سیاہی لگا کر ناحق خراب کی۔

(ه) مرزا صاحب کے خدا کی مینائی کا خور۔ کہ پاس بیٹھے آدمیوں کو سرفی سے رنگ دیا۔

۱۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وقت نزول نزدیک چاروں میں بطورس ہو گئے۔ اس پر مرزا صاحب پستیال اور آیا کرتے تھے۔ (باقی صفحہ ۵۳ پر دیکھو)

لاحول ولا قوۃ الا باللہ تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

مرزا ایمو! اس فصل کو پھر پڑھو۔ اور آئینہ کمالات اسلام کی مٹا والی عبارت سے مقابلہ کر کے عقل سلیم اور نور ایمان سے فتوے طلب کرو۔ کہ اگر یہ الہامات و کشف شیطانی نہیں ہیں۔ تو پھر شیطانی الہام اور کشف کیسے ہوتے ہیں؟ خدا آپ کو ہدایت نعیب کرے۔ آمین۔

ایک ہزار روپیہ انعام
اوس شخص کو دیا جائے گا

جو طیب حاذق جناب حکیم ڈاکٹر و جرنل رضا حبیبی لیج لیج یونانی ایم بی۔ ہوسو سابق معالج خاندان شاہی شاہی سرحدو رہا و بھگان پڑوہ کی نصیب کر دے گا پٹ بھجرات کو غلط یا اس کے نسخہ جات کو فغول ثابت کرے۔ اس کتاب میں بہترین مجربات لکھے گئے ہیں۔ اور ہر مرض کی تشریح واضح طور پر کی گئی ہے۔ حجم تقریباً دو پٹھہ سوسفحات سائنز کتابی قیمت دو روپے پسند آنے پر واپسی کی شرط ہے۔
رنگا نے کا پتہ :- میجر شاہی مطب ٹیپالہ پنجاب

بقایا نوٹ صفحہ ۵۲ ملاحظہ ہو

کہ وہ چادر بن کس کارخانہ میں بنی ہوگی؟۔ رنگ کہاں سے رنگا گیا ہوگا؟ دیر و غیرہ۔ مگر ان کے اس کشف نے ثابت کر دیا۔ کہ اندر ماں کے یہاں کوئی بسا ملی کی و مکان ہی ہے۔ جہاں سے کاغذ قلم۔ و دوات۔ سیاہی سرخی و غیرہ جہاں کی جاتی ہے۔ جو مرزائی اپنے پیر کی تقلید میں مسلمانوں پر عزت کرتے ہیں۔ انہیں واضح رہے۔ کہ جہاں سے مرزا صاحب سرجہ رو سنائی اور قلم دوات دستخط کرنے کو لے گئے تھے۔ وہیں سے ان چادروں کے لئے رنگ بھی مل جائے گا۔ انہیں ناحق فکر ہے۔

پاچویں فصل

دش اختلافی باتیں

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا
 یعنی یہ کلام اگر اللہ کے سوا کسی کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پائے جاتا (قرآن شریف)
 ہے مگر سخن ساز بھی دنیا میں عجیب چیز ہے پاؤ گے کسی فن میں کہیں بند نہ اسکو
 موجود سخن گو میں جہاں ال میں طبع پڑا اور جالے ہیں بن آپ طبع نہیں سنکو
 دو نویں کوئی نہ تو آپ میں شب کچھ پیر پیچ میں حقوت کہ موجود ہو دو

آیہ وافی ہدایہ مندرجہ عنوان میں اللہ تعالیٰ نے سچے اور جھوٹے مدعیان الہام کی شناخت
 کا ایک عظیم الشان معیار بتایا ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص مدعی الہام ہو۔
 اور اپنے کام اور اپنے کلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان کرتا ہو۔ مگر دراصل وہ جھوٹا
 ہو۔ تو ضروری ہے۔ کہ اس کے اقوال میں بہت کچھ اختلاف پائے جائیں گے۔ چنانچہ
 اس تیرہ سو برس کے عرصہ میں ایسے بہت لوگ گزرے ہیں۔ جنہوں نے بے جھوٹے دعوے
 کئے۔ اور جھوٹے الہام سنائے۔ لیکن سنت الہی کے مطابق۔ بعض جلد اور بعض کچھ عارضی
 فروغ کے بعد انجام کار خائب و خاسر اس جہاں سے رخصت ہوئے۔ ایسے چند مدعیان
 کا ذب کا حال فصل اول میں مذکور ہو چکا ہے۔

مرزا صاحب کی مصائب کو دیکھو۔ اور ان کے اقوال پر ایک سطحی نظر ڈالو۔ تو بظاہر

کسی قدر خوشنما اور خوش آئند معلوم ہونے ہیں۔ لیکن جس لوگوں کو اللہ نے نور بصیرت سے بہرہ ور فرمایا ہے۔ انہوں نے اس مصنوعی سوئے کو حق کی کسوٹی پر رکھ کر صدق و کذب میں فرق دکھلا دیا جس سے وہ نہ صرف خود ہی اس فتنہ سے بچے۔ بلکہ خلق اللہ کو ہدایت کا راستہ دکھا کر عند اللہ ماجور و عند الناس مستکور ہوئے۔ ﴿حزقنا اللہ حسن الجواد﴾
مرزا صاحب کی تصانیف و تالیفات کا ایک خاص بیسویہ ہے۔ کہ وہ ہمیشہ وقت اور موقع کی مناسبت دیکھ کر لکھتے اور کہتے رہے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں بہت اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اور اختلافات ہی معمولی نہیں۔ بلکہ اصولی۔ اس سخن آرائی کی بدولت مرزا صاحب کی حالت اس ضرب المثل کی مصداق ہی ہے۔ کہ ۱۔

”پیش ملا طیب۔ ویس طیب ملا۔ ویس ہر دو بیچ۔ ویس بیچ ہر دو۔“

دجس کا اردو ترجمہ عنوان میں تحریر ہو چکا ہے۔

یہی جب ان کی حالت ہے۔ اور قرآنی کسوٹی پر اسے ڈالتے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ مرزا صاحب کی تفہیم کو بھی دوسرے کا ذہن مدعیان الہام و رسالت کی طرح کذب نہ کہا جائے اس بارہ میں مرزا صاحب کے ساتھ اگر حسب قول ان کے حسن ظن وغیرہ کی بنیاد پر کوئی نرمی کا سلوک کیا جاسکتا ہے تو پھر گزشتہ کذابوں کو کیوں اس حسن ظن سے محروم رکھا جائے پھر حال اسکا فیصلہ ہم ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔ اور مرزا صاحب کی تصانیف و تالیفات کے بے شمار اختلافات میں سے کتاب ہذا کی مناسبت کے لحاظ سے صرف دس اختلاف بیانیاں یہاں درج کرتے ہیں۔ اور میرزائی صاحبان کو **جیلنج** دیتے ہیں۔ کہ وہ ان اختلافات میں تطبیق کر کے دکھلا دیں۔ اور اگر ایسا نہ کر سکیں۔ تو نفس قرآنی کو مد نظر رکھ کر اور نور ایمان سے اس پر غور کر کے فیصلہ کریں۔ کہ ایسی حالت میں انہیں کیا کرنا چاہیے۔
(۱) **دعوائے محشریت و نبوت کا نفی اثبات۔**

(الف) مرزا صاحب سے سوال ہوا۔ کہ آپ نے فتح اسلام میں دعوائے نبوت کیا ہے

جواب دیا کہ نبوت کا دعویٰ نہیں۔ بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۲۱)

(ب) قویح مرام میں بھی جو الہامی کتاب ہے۔ اپنا محدث ہونا ہی درج کیا ہے۔

برخلاف اس کے

جب بنی بننے کی ضرورت پڑی۔ تو مذکورہ بالا تحریروں کو بھلا کر لکھتے ہیں۔ کہ:-

(رج) اگر خدا نعلے سے غیب کی خبریں پانے والا بنی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ کہ کس نام سے اسکو یکبار احادے۔ اگر کہو کہ اسکا نام محدث رکھنا چاہیے تو میں کہتا ہوں۔ کہ حدیث کے معنی لغت کی کسی کتاب میں اظہار غیب نہیں۔ (اشہار ایک علی کا ازالہ) حوالہ الف میں محدثیت کا اقرار ہے۔ اور نبوت کا انکار مگر حوالہ ج میں نبوت کا دعویٰ ہے۔ اور محدثیت سے انکار۔ پس بقول خود نہ آپ محدث ہیں۔ نہ بنی۔

(۲) متعلق کفر و اسلام محمدیاں۔ عبارات ذیل قابل غور ہیں۔

(الف) یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ اپنے دعوے سے انکار کرنے والے کو

کافر کہنا۔ ان نبیوں کی شان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ کا ہیں لیکن صاحب شریعت کے سوائے جس قدر ملہم اور محدث ہیں۔ خواہ وہ کسے ہی جناب الہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں۔ اور خلعت مکالمہ الہیہ سے سراسر ازا ہوں ان کے انکار کو کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ (تریاق القلوب حاشیہ ص ۱۳)

(ب) جو شخص ایک نبی علیہ السلام کا منہج ہے اور اس کے فرمودہ اور کتاب اللہ

پر ایمان لاتا ہے۔ اسکی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے کیونکہ انبیاء راستے آتے ہیں۔ کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں۔ اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کر میں۔ بعض احکام کو منسوخ کریں۔ اور بعض نئے احکام لا دیں۔ لیکن اسجگہ تو ایسے انقلاب کا دعویٰ نہیں۔ وہی اسلام ہے۔ جو پہلے تھا۔ وہی نمازیں ہیں

جو پہلے تھیں۔ اس دین میں سے کوئی بات چھوڑ لی نہیں پڑی جس سے استدرجی رہا ہو۔
 مسیح موعود کا دعویٰ اس حالت میں گراں اور قابل امتیاز ہوتا کہ جبکہ اس کے ساتھ
 لغو و بالہ کوئی دین کے احکام کی کمی بیشی ہوتی۔ اور ہماری عملی حالت دوسرے مسلمانوں سے
 کچھ فرق رکھتی ہے (آئندہ کمالات اسلام ص ۳۳۹)

مذکورہ بالا زمیوں کو دیکھو۔ جو ایک نئے دوکاندار کیلئے لازمی
 ہوتی ہیں۔ بعد میں جب فرا دوکان جی اور خریداروں کی
 تعداد بڑھی۔ پھر تو وہ گرم نراجیاں ہوئیں جو دیکھنے و قابل
 ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ۔

(ج) جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا۔ اور بیعت میں داخل نہ ہوگا۔ اور تیرا مخالف
 رہے گا۔ وہ خدا و رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے (۱) (الہام مذہب مسیار الانیار مٹ)
 (د) خطاب یہ علمائے انجمن حمایت اسلام اہور تم میرے منکر ہو۔ تمہاری دعائیں
 طاغون کے بارہ میں قبول نہ ہونگی۔ کیونکہ تمہارے حسب حال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما
 دعاء الکافرین الا فی ضلال (دافع البلاء ص ۱۹۰۲)

(ه) لعنة الله على من تخلف عنا وابی (۲) خدا کی لعنت ہو اس پر جو ہمارا
 خلاف یا انکار کرے (۱) (خطبہ ہر مہر علیشاہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۶ء)

(و) قطع دابر القوم الذین لا یؤمنون۔ یعنی۔ جو قوم مرزا پر ایمان نہ
 لائے گی۔ اسکی جڑ بنیاد کاٹ دی جا دیگی (۱) (الہام مذہب بدر ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

(ز) مرزا کا الہام نص مرتع ہے۔ اور نص مرتع کا منکر کا فر ہے۔ (الحکم ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء)
 آج چودہویں صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ کا رسول اسکی طرف سے خلعت کے لئے رحمت اور برکت
 ہے۔ ہاں جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو نہ مانے گا وہ جہنم میں اوندھا کر لے گا۔ (حوالہ النبی)

۱۔ یہ فرق ہی انکے بیان ہوتا ہے۔ جو اپنے خود ہی تجویز کیا۔

(رح) خدا نے میرے ہر ایمان لانے کیلئے تاکید کی ہے۔ میرا نین جہنمی ہے۔ مگر غلام احمد (ط) تم پر حرام اور قطعی حرام ہے۔ کہ کسی کفر۔ کذب یا منہ و کے پیچھے نہ پڑو۔ اور اپنی صحت مطلوبہ و سبب (۱۹۱۷ء)

(دی) بہر حال خدا نے مجھ پر ظاہر کیا ہے۔ کہ ہر ایک شخص جب کو میری دعوت پہنچتی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔ (مرزا صاحب کا خط مندرجہ الذکر الحکیم ص ۲۳)

(اک) اسم اوسم مبارک بن مریم ہے نہند۔ آن غلام احمد است و میرزا کے قادیان گر کے آردشکے دشان و آل کافر است جائے او باشد جہنم بے شک ریڈ گمال (خلیفہ اول مولوی نور الدین۔ الحکم، مارگست ۱۹۰۷ء)

(ل) مرزا صاحب مسیح موعود ہیں۔ ان کا منکر کافر ہے۔ دینیز، مرزا صاحب رسول ہیں۔ ان کا منکر کافر ہے۔ لے تقریر مولوی نور الدین مقام لاہور احمدیہ بلڈنگس،

تفسیر احوالہ جات الف و ب کو پھر پڑھیں۔ اور اس کے بعد ان میں الہامات و اقوال پر غور کریں۔ کیا یہ دونوں باتیں ایک ہی پشیم سے نکلی ہیں؟ ہرگز نہیں! آخری دو حوالہ جات مرزا صاحب کی تعلیم کے نتائج کو ظاہر کرتے ہیں۔ جو ان کی امت نے اخذ کئے تھے۔ بلکہ مولوی نور الدین صاحب نے ایک جگہ تو بالکل یک رخ فیصلہ کر دیا تھا۔ کہ وہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں مرزا صاحب کے تمام دعویٰ کو دل سے مانتا اور یقین کرتا ہوں۔ اور ان کے معتقدات کو مدارجات ماننا میرا ایمان ہے۔ (بر ۷۔ مئی ۱۹۱۷ء)

خلیفہ موجودہ مرزا محمود احمد صاحب خلف مرزا غلام احمد صاحب نے تو بمقتضائے پند اگر نتواند پس تمام کند۔ بالکل صاف لفظوں میں فیصلہ کر دیا۔ کہ مرزا مول کے سوائے دنیا بھر کے مسلمان خواہ ان کو مرزا صاحب کی خبر ہوئی یا نہیں۔ سب کافر ہیں۔ (دیکھو

تشیخ الاذان اپریل ۱۹۱۷ء ۱۳۹۷ھ و انوار خلافت ۱

گویا قرآن شریف اور توحید و رسالت کو جو ۱۳۰۰ برس سے مسلمانوں نے مدارج بات
ٹھہرا رکھا ہے۔ اور وہ اسلام سپر سواڈا غلظت کا عمل درآمد ہے۔ کوئی چیز نہیں تا وقتیکہ
اس کے ساتھ مرزا اور اسکی مہنات کو نہ مانا جاوے۔ بہر حال مرزا صاحب کے پہلے اور
پچھلے اقوال میں زمین آسمان کا اختلاف ہے۔

۱۳ ختم نبوت کے متعلق آپ کا پہلے جو عقیدہ تھا۔ وہ حوالہ جات ذیل سے ظاہر ہے
(۱) ختم المرسلین میں کسی دو مکرر معنی رسالت و نبوت کو کاذب اور کافرا بتا رہے ہیں۔ وہی
رسالت حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوئی۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی
الاستقرار ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۰ء مقام موسیٰ

۱۴ مجھے کب جائز ہے۔ کہ نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو کر کافروں
کی جماعت میں جا ملوں یہ (رحمۃ البشریٰ عربی و اردو مطبوعہ ۱۳۸۷ء)
لیکن۔ بعد میں بنی بننے کے لئے عجیب عجیب رنگ نکلے۔ بروز منظر پیش
و غیرہ کے اختیار کئے۔ اور بالآخر صاف لکھ دیا کہ وہ۔

۱۵ ہمارا مذہب تو یہ ہے۔ کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو۔ وہ مردہ ہے۔
یہودیوں۔ عیسائیوں۔ ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں کوئی
نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لئے اسکو دوسرا
دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں۔ ہم پر کئی سال سے وہی نازل ہو رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے
کئی نشان اس کے مدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اسلئے ہم نبی ہیں۔ امر حق کے پہنچانے
میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیئے۔ (بدرہ راسخ ۱۹۸۷ء)

۱۶ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ۔
(الف) اس بات کو عقل قبول کرتی ہے کہ انہوں نے اجواہروں نے فقط نہ امت کا

ملک اپنے منہ پر سے اتارنے کی غرض سے فروریہ حیلہ بازی کی ہوگی کہ رات کے وقت جیسا کہ ان پر الزام لگاتا تھا۔ یسوع کی نعش کو اسکی قبر میں سے نکال کر کسی دوسری قبر میں رکھ دیا ہوگا اور پھر سب مثل مشہور کہ خواجہ کاگواہ ڈڈو۔ کہ دیا ہوگا۔ کہ ویسا تم درخواست کرتے تھے یسوع زندہ ہو گیا (ست بچن ۳۳) بقول مرزا صاحب، یہ قبر بروشلہ میں ہے۔ جہاں حضرت یسوع مسیح کو صلیب ہوئی۔

(ب) یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا۔ پھر زندہ ہو گیا۔ (ازالہ اوہم مطبوعہ بار دوم ۱۹۷۵ء)

(ج) مال بلا دشتام میں حضرت عیسیٰ کی قبر کی پرستش ہوتی ہے۔ اور مقررہ تاریخوں پر ہزارہا عیسائی سال بہ سال اس قبر پر جمع ہوتے ہیں۔ ست بچن حاشیہ ۱۹۷۵ء ط

(د) اور حضرت مسیح اپنے ملک سے نکل گئے۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ کشمیر میں جا کر وفات پائی۔ اور اب تک کشمیر میں ان کی قبر موجود ہے (ست بچن حاشیہ ۱۹۷۵ء) اب ناظرین ہر چار اقوال پر غور کر کے خود ہی نتیجہ نکال لیں۔ کہ مرزا صاحب کی کونسی بات کو سچ مانا جائے۔ پہلے مسیح کی قبر سیرولم میں بتلائے ہیں۔ پھر ان کے اپنے وطن گلیل میں۔ پھر بلا دشتام میں۔ اور پھر ان تینوں مقامات کو چھوڑ کر سرٹیکر کشمیر میں۔

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام چار جگہ مرے؟ اور چار مقامات پر مدفون ہوئے؟ یہ مختلف باتیں الہامی دماغ سے منسوب ہو سکتی ہیں۔ یا فاضل دماغ سے؟

(۵) مدت صلیب حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(الف) ازالہ اوہم ۱۹۷۵ء میں تین گھنٹہ لکھی ہے۔ مگر۔

(ب) ازالہ اوہم ۱۹۷۵ء میں دو گھنٹہ سے بھی کم۔ اور۔

(ج) ازالہ اوہم ۱۹۷۵ء پر چھ منٹ ہی درج ہے۔

ایک ہی کتاب ہے جس میں یہ تین مختلف اوقات درج ہیں۔ اور کتاب بھی الہامی ہے

اور دعوائے یہ ہے کہ مرزا صاحب سلطان القلم ہے۔

(۶) نزول حضرت مسیح علیہ السلام۔

والف ھو الذی أرسل نرسلہ بالحدیث والحدیث لیطہرہ علی
الدین کلہ۔

یہ آیت جہانی اور سیامت مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس
علیہ دین کاملہ اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ علیہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئیگا۔ اور جب حضرت
مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشہیف لائیں گے۔ تو اس کے ٹکڑے دیں اسلام
جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائیگا (ابراہیم احمد ص ۲۹۸)

(ب) مسیح کی وفات اس کے عدم نزول اور اپنے مسیح ہونے کے الہام کو میں نے
دس سال تک ملتوی رکھا۔ بلکہ اسکو رد کر دیا۔ اہ حکم واضح اور مرجح کا منظر رکھا۔ (ماہنامہ اشرفیہ)
(رج) میرا یہ دعوائے نہیں کہ دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا نہ ہوگا۔ ممکن ہے۔ کسی
آئندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں ہی کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جائے۔ میں نے صرف مثیل ہونے کا
دعوائے کیا ہے۔ میرا یہ بھی دعوائے نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ختم ہو گیا۔ بلکہ ممکن ہے۔ کہ
آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار مثیل مسیح آجائیں۔ (ازالہ ۱۹۹ ص ۲۰۰)

(ح) بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح ہی آجائے جس پر بدعتوں کے بغض پوری
الفاظ صادق آسکیں۔ کیونکہ یہ عاجز اس دنیا میں حکومت و بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔ اور نبی اور
غربت کے لباس میں آیا ہے۔ اور جبکہ یہ حال ہے۔ تو علما و کسے لئے اسکا ہی کیا ہے۔ ممکن ہے۔
کسی وقت ان کی مراد بھی پوری ہو جاوے (ازالہ اذہام صفحہ ۲)

جب یہ بات ہے تو پھر اپنے زمانے والوں پر جگہ جگہ بے حادہ زہر کیوں اگلا ہے
(ملاحظہ ہو اسی فصل کا ۱۷ فقرہ صحاح ۱)۔ اور مولوی نور الدین کا فتوے کے جسطرح موسوی
مسیح کا منکر کا فر ہے اسی طرح محمدی مسیح کا منکر کا فر ہے۔ اس کو سارا مرزا لے کر رکھ دینا اگلا جاتا ہے

(۷) ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب نے ایک تفسیر لکھی تھی۔ جس کا نام تھا تفسیر القرآن بالقرآن۔ مرزا صاحب نے اس کی نسبت پہلے اپنی یہ رائے شائع کی کہ۔

”نہایت عمدہ ہے۔ شہر میں بیان ہے۔ نکات قرآنی خوب بیان کئے ہیں۔ دل بہانگلی اور دلوں پر اثر کرنے والی ہے“

لیکن جب ڈاکٹر صاحب نے مرزا صاحب کو جہوٹا سمجھ کر سلسلہ ارادت توڑ دیا۔ تو اس تفسیر کی نسبت اخبار بدرموجہ ۷ جون ۱۹۰۷ء میں لکھا کہ۔

ڈاکٹر عبدالحکیم کا تعلق صحیح ہوتا۔ تو وہ کبھی تفسیر لکھنے کا نام نہ لیتا۔ کیونکہ وہ اسکا اہل نہیں ہے۔ اسکی تفسیر میں ایک ذرہ روحانیت نہیں۔ اور نہ ظاہری علم کا کچھ حصہ ہے۔ اس اخبار کے صفحہ ۳ پر لکھے ہیں کہ۔ میں نے اسکی تفسیر کو کبھی نہیں پڑھا۔

اگر کبھی نہیں پڑھا۔ تو پہلی اور پچھلی رائے کس طرح قائم کر دی۔ غرض تینوں باتیں ایک دوسری کے خلاف ہیں۔

(۸) حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق۔ مرزا صاحب کی چوڑیوں میں وہ ان کے حسب ذیل متضاد اقوال سے ظاہر ہے۔

(الف) ”اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں۔ کہ ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ اور میں آخری خلیفہ اس بنی کا ہوں۔ جو خیر الرسل ہے۔ اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے“ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵)

(ب) ”ابھجے کسی کو یہ دہم نہ گذرے۔ کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت یحییٰ پر فضیلت دی ہے۔ کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے۔ جو ایک غیر بنی کو بنی پر پہنچتی ہے (تزیان القلوب صفحہ ۱۵)

۱۵ یہ تقریریں اسلئے کی گئیں تھیں۔ کہ پہلے اس تفسیر میں مرزا صاحب کا یحییٰ ہونا ہی ثابت کیا گیا تھا۔ بعد میں ڈاکٹر صاحب نے مرزا صاحب کا ذکر اس میں سے نکال دیا۔ تو اب جو کوئی شروع کر دی۔

(ج) مژدہ نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔“ روڈ آف ریلیجز، صفحہ ۲۵۷ جلد اول۔

پہلے حوالہ میں آپ حضرت مسیح علیہ السلام کے برابر بنتے ہیں۔ دوسرے میں اُن پر جزئی فضیلت کے مدعی ہیں۔ اور تیسرے میں ہر طرح سے افضل بن گئے ہیں۔ اور جب ان اختلافات کی وجہ دریافت کی گئی۔ تو لکھ دیا۔ کہ میں نے یہ سب کچھ خدا کے حکم سے کہا ہے اس کی وجہ خدا سے ہی پوچھو۔ کہ کہوں اس نے مجھے مسیح پر فضیلت دیدی۔۔۔۔۔ اہل حقیقتہ عالمی

۱۴۸ تا ۱۵۸

کیا اچھا جواب ہے۔ اِکلام متناقض آپ کریں۔ اور اس کا جواب دہ ہو خدا تعالیٰ !! خدا تعالیٰ نے فرمادیا ہے۔ کہ:- لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ (آیت مندرجہ عنوان)

(د) مرض طاعون کے متعلق جو پہلا اشتہار شائع ہوا۔ اس میں طاعون کی جو عام بدکاری اور بے ایمانی ظاہر کی گئی۔ اور الہام بھی بتلایا گیا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ سِرُّكُمْ حَتّٰى يُخَيِّرَ وَاَمَّا بِالْغَيْبِ هُمْ - مگر:-

بعد میں بار بار اس کو اپنی تکذیب کا نتیجہ ظاہر کیا۔ چنانچہ اسی مضمون کو مولوی قاسم علی مرزا نے یوں نظم کیا ہے۔

زلزلہ آتش فشانہ سیل اور طاعون کا

ہو گئے باعث غلام احمد کے عصمت کی دن

(۱۰) دجال کے متعلق مرزا صاحب کی تحقیقات۔

(الف) علماء (مخالفین مرزا) دجال ہیں۔ دفع الاسلام ص ۱۴۱

(ب) با اقبال تو میں دجال ہیں۔ د ازالہ ص ۱۴۶

(ج) پادری دجال ہیں۔ د ازالہ ص ۲۳۳

(د) ابن میاد و دجال تھا۔ د ازالہ ص ۲۲۲

چاروں اقوال جداگانہ ہیں۔ پھر اس انوکھی تحقیقات پر لکھتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کا ملہ وجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے بموجب انکشاف نہ ہوئی ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔

آپ پر بموجب انکشاف ہوا۔ وہ ان چار مختلف ذوالوں سے ظاہر ہے۔ اس لفظ انکشاف برتن حرف جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاف و مخرج ارشادات کے متقابل پیش کیا جاتا ہے۔

لطفیقہ۔ مرزا صاحب کی روح سے سال، کیوں جناب! دجال تو مسیح موعود کے زمانہ میں ہوتا تھا۔ جس کے لئے آپ نے بھی پادریوں اور بااقبال (یورپین) قوموں کو دجال بنا کر غیو مسیح بننا چاہا ہے۔ لیکن بقول آپ کے دجال تھا ابن صیاد تو مسیح آپ مسیح کس طرح ہو۔ جبکہ آپ کا دجال ابن صیاد ۱۳۰۰ برس ہوئے گزر چکا۔

عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

یہ نمونہ ہے مرزا صاحب کی مختلف تحریرات کا۔ کیا اللہ کے مرسل اور پیغمبروں کی زبان اور اقوال ایسے ہی سترزل ہوتے تھے کہ گنگا گئے تو گنگا رام اور جمن گئے تو جمن داس۔

مرزا صاحب ان اصول نفس قرآنی مندرجہ عنید ان فصل نہ کہم نظر لکھ کر خود کریں مگر ان کے دل میں نور ایمان کا ایک ذرہ ہی باقی ہے۔ تو وہ اپنے اسلام کو محفوظ کر سکتے ہیں یاں! ڈیٹھیٹ کا کوئی مسلمان نہیں۔

الاستند لالصحیح فی اثبات حیات المسیح

جس میں قرآن اعدادیہ آثار صحابہ اور اصحاب اہل حیات مسیح علیہ السلام کا ثبوت دیا گیا ہے اور تمام مرزائی دلائل متعین و ثابت مسیح کا رد کیا گیا ہے۔ قیمت ایک پیسہ مولوی پیر بخش صاحب میکرولی انجمن تائید اسلام لاہور صاحبان سے طلب فرمائیں۔

چھٹی فصل

دس افراء

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ خُذُوا أَمْثَلُكُمْ يَوْمَ الْيَوْمِ الْمُجْزَى إِنَّ عَذَابَ النَّارِ لَبِئْسَ أَكْثَرُ قُلُوبٍ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِنَا تَسْكِبُونَ (سورہ النام رکوع ۱۰)

(ترجمہ) اُس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے۔ جسے خدا پر جھوٹ باندھا۔ یا یہ کہا کہ مجھ پر وحی آئی ہے۔ حالانکہ اسیر کوئی وحی نہیں آئی۔ یا کوئی اپنے کمال کے غرہ پر، یہ کہے۔ کہ جیسی کتاب رسول پر اتری ہے۔ ہم بھی ایسی کتاب بنا سکتے ہیں۔ (اسے مخاطب! ایسے لوگ اپنی زندگی میں جو چاہیں کہیں۔ مگر، ان ظالموں کا مرتے وقت کا حال اگر تو دیکھے۔ کہ موت کی ان پر کسی سختی ہوگی۔ اور فرستے ان کی طرف، بڑا کر (تیزی سے) کہیں گے۔ کہ اپنی جاوں کو نکالو۔ اب تک تو تم نے سن مانی باتیں کہیں اور کیں۔ مگر، آج وہ دن ہے۔ کہ تمہارے اعمال کی سزا میں تمہیں دے گا عذاب دبا جائیگا۔ تم خدا کی نشانیں کو حقیر سمجھتے تھے۔ اور والد اور اس کے رسول کے (معاذ میں) اپنے آپ کو بڑا جانتے تھے؟

اس آیت شریف میں تنہا کے دو گوں کو بہت بڑا ظالم فرمایا گیا ہے۔ اول جو خدا پر افراء کرے۔ دوسرے جو خدا کو جھوٹا دعویٰ کرے۔ سموہ۔ جو اپنے ہم و فضل کے کمال پر غرور کر کے کلام الہی کے مثال بنانے کا دعویٰ ہو۔ آیت کے آخری حصہ میں ان لوگوں

کے انجام کا ذکر ہے۔

آیت اپنے معنی اور مطلب کے لحاظ سے بہت بڑے مضمون پر عادی ہے۔ جس کا بیان کتب تفسیر میں دیکھنا چاہیے۔ ہم نے اس آیت کی رو سے بلحاظ عنوان فصل مرزائی تقسیم کا کچھ نمونہ دکھانا ہے۔

اس فصل میں مرزا صاحب کے مغتر یا اقوال دکھائے جائیں گے۔ گویا یہ بتایا جائیگا کہ آیت میں جن تین قسم کے مغتریوں۔ ظالموں اور کاذبوں کا ذکر ہے۔ مرزا صاحب اپنے اقوال کی رو سے ان میں سے پہلی قسم میں آتے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے یہ امر ظاہر کرنا ہی ضروری ہے۔ کہ مرزا صاحب نہ صرف یہ کہ مغتری علی الصمد ہیں۔ بلکہ وہ دوم اور سوم قسم کے ظالموں اور کاذبوں میں ہی داخل ہیں۔

مرزا صاحب کو قسم دوم میں داخل کرنے کے لئے اس کتاب کی تیسری اور آخری فصل دیکھ لینی کافی ہوگی۔ کتب آسمانی اس حقیقت پر متفق ہیں۔ کہ جو شخص ایسی باتیں اللہ کی طرف سے بیان کرے۔ جو غلط نکلیں اور پوری نہ اتریں۔ وہ جھوٹا اور مغتری ہے۔ عام طور پر عقلمند اور شائستہ لوگوں میں اس شخص کی سچی باتوں کو بھی فروغ نہیں ہو سکتا۔ جو جھوٹے بولنے کا عادی ہو۔ قانون مروجہ عدالتہائے موجودہ الوقت کی رو سے بھی جس گواہ کے بیان میں کوئی بات غلط اور جھوٹ آجائے۔ اسکی گواہی مجروح۔ ناقابل افعال شہادت۔ اور پایہ اعتبار سے ماقط تصور ہوتی ہے۔

پس جب مرزا صاحب کے الہامات (دیکھو فصل ۳) خصوصاً وہ توحیدی کی پیشگوئیاں جو ان کے صدق و کذب کا مہیا رہتیں۔ (دیکھو فصل ۱۰) غلط نکلیں اور جھوٹی ثابت ہوئیں۔ تو وہ صاف طور پر قسم دوم میں آتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان باتوں کو دہی والہام کہتے تھے۔ جو دراصل اچھے دلی دساوس تھے۔

تیسری قسم کے متعلق بھی مرزا صاحب کو مدعوئے تھا۔ جسے ذرا تفصیل سے لکھنے کی

مزدت ہے۔ گو یہ مضمون عنوان فصل سے تعلق نہیں رکھتا۔ لیکن مضمون آنت کی تکمیل کے لحاظ سے اس موقع پر درج کرنا ضروری خیال کیا گیا ہے۔

مرزا صاحب کے ایک مستعد مولوی عبدالمجید صاحب بی۔ اے حسین پوری۔ ٹرنسلیٹر گورنمنٹ بنگال نے ۲۰ جون ۱۹۱۲ء کو

مرزا صاحب کی تعلیم کے متعلق ایک خط اپنے برادر خور و مولوی عبدالحمد صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی کو لکھا تھا جسے مولوی عبدالمجید صاحب مرزائی بہاگلپوری نے چھپوایا تھا۔ اس خط میں وہ مرزا صاحب کی نسبت لکھتے ہیں کہ:-

قرآنی تہدی کے ساتھ کتاب کلہک پریش کرتا ہے۔ کہ ہندوستان کے علماء و سائنس دانوں کے تو عرب۔ شام۔ مصر۔ بیروت سے مددگار بننا کر جواب دو۔ کم سے کم ہمارے اس الہام کو غلط کر دو کہ کوئی جواب دینے کے لئے کہہ نہ سکیگا۔ اُدھر سے وہی جواب دیرینہ دیا جاتا ہے۔ کہ کتاب فیض نہیں ہے۔ بلین نہیں ہے۔ مرنی نخوی غلطیاں ہیں۔ سب کچھ تو ہے۔ مگر کوئی فیض یعنی سبحان وقت ان الہامات کو چھوٹا کرنے کے لئے لگے نہیں آتا ہے۔“

خود مرزا صاحب حقیقۃ الامویؓ میں تحریر کرتے ہیں کہ رسالہ العجب زالمسح جنتی علی میں میں نے لکھا۔ تو خدا تعالیٰ سے الہام پا کر میں یہ اعلان شائع کیا۔ کہ اس رسالہ کی نظیر اس فصاحت و بلاغت کے ساتھ کوئی مولوی پریش نہیں کر سکیگا۔ تب ایک شخص پیر پھر سی نام ساکن گولڑہ نے یہ لاف و گزاف مشہد کی۔ کہ گویا وہ الیہا ہی رسالہ کلہک پریش لکھا۔ اس وقت خدا کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا۔ منقہ مما نفع من السماء یعنی ایک مانع نے آسمان سے اسکو نظیر پریش کرنے سے منع کر دیا۔ تب وہ الیہا ساکت اور لا جواب ہو گیا۔“

اس کے مقابلہ میں مرزائی اگر اخبار الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۴ء میں لکھا ہے کہ:-

”ناظرین کو اہل حالت اور کوائف پر پوری اطلاع پانے کے لئے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اعجاز المسیح حضرت جملۃ المدیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی تعریف ہے۔ جو شہرہ دار

کے اندر باوجودیکہ چار جز کا وعدہ نہا۔ ساڑھے بارہ جزیر شائع ہو گئی۔ ۱۲۳ فروری ۱۹۰۱ء کو پیر گولڑی کو بعینہ جبرٹری بھیجی گئی۔ اور بالمثل پیر صاحب کی طرف سے شردن کے اندر چار جز اور ساڑھے بارہ جز تو کجا۔ ایک آدھ صفحہ بھی اعلیٰ عربی تفسیر کا شائع نہیں ہوا۔ اور اس طرح پیر الہام منع مانع من السماء پورا ہو گیا۔ پیر گولڑی کی عین عربی دانی و فرائد دانی کا راز طشت از بام ہو گیا۔

الحکم کی یہ تحریر حقیقتہ الٰہی کی محولہ بالا تحریر سے بہت پہلے کی ہے۔ لیکن دونوں میں بہاری اختلاف ہے۔ اور میں چھ مے سرابم و طنبورہ من چھ مے سراپد کی مصداق ملاحظہ ہو۔

الف، الحکم کہہ رہا ہے کہ اس مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ سے الہام پاک نہیں شائع کروایا تھا۔ کوئی مولوی اس کی نظر پیش نہیں کر سکتا۔ یہ کوئی مولوی والی شرط کہاں سے حقیقتہ الٰہی میں آگئی۔ کیا کوئی الہام۔ علم شام بیروت وغیرہ کو مخاطب کرنے کا موجود ہے؟ ہرگز نہیں۔

۱۲۳ فروری ۱۹۰۱ء کو تفسیر کی ریشٹری کرائی گئی۔ اور یہاں کہ آگے ذکر آئے۔ ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء کو اس کا جواب لکھنے کی میناد ختم ہو گئی۔ تو جواب پیر صاحب کب دیتے؟ جواب کی میناد پوری ہونے تک تو تفسیر ان کے ماتھے میں پہنچی ہی نہیں تھی۔ انجائز کا کچھ ٹھکانا ہے !!!
۱۲۳ اس تفسیر کو دیکھو تو معلوم ہو گا کہ یہ مسنون معمولی طریق پر لکھنے سے غایت درجہ تین جز میں سما سکتا تھا۔ مگر بناوٹ کے لئے اس کو موٹے موٹے حروف میں پاستاں چھپوا کر ساڑھے بارہ جز بنایا گیا ہے۔ گہرا روپیہ ہوتا۔ تو ایسا اسراف و تبذیر نہ کرتے۔ مگر یہاں تو مال مفت دل بے رحم و الامعامل تھا۔

حقیقتہ الٰہی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تفسیر لکھنے کے
بد مرزا صاحب نے اعلان کیا۔ تب پیر گوٹری تفسیر
لکھنے کے لئے کھڑے ہوئے۔

حقیقتہ الٰہی کا بیان ہے۔ کہ جب پیر گوٹری
نے تفسیر لکھنے کا ارادہ کیا۔ تب اہام منع مانع
من المساء ہو چکا تھا۔ جو کتاب کی اشاعت کی
تاریخ ۲۳ فروری ۱۹۰۱ء کو پورا ہو گیا۔

اب، احکم کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے
کہ فریقین میں پہلے سے بہ قرار پایا تھا۔ کہ ستر
دن کے اندر چار چار جز کی تفسیر فریقین لکھیں
ارج، احکم کی تحریر سے پایا جاتا ہے
کہ تفسیر شائع ہونے سے پہلے ہی اہام منع مانع
من المساء ہو چکا تھا۔ جو کتاب کی اشاعت کی
تاریخ ۲۳ فروری ۱۹۰۱ء کو پورا ہو گیا۔

یہ حالت تو مرزائی تحریر ان کی ہے۔ اور ادھر قصہ یہ ہے۔ کہ نہ پیر صاحب گوٹری کی تفسیر
لکھنے کا مقابلہ قرار پایا۔ نہ انہوں نے اسے منظور کیا۔ نہ کوئی میاواں کے ساتھ مقرر ہوئی۔
نہ انہوں نے کبھی اس تفسیر کا جواب لکھنے کا وعدہ کیا۔ نہ تفسیر لکھنے سے پہلے علمائے عرب و شام
و ہند و مصر تو کجا۔ علمائے ہند کو ہی جبر دگئی۔ اور دعوئے اعجاز کا ہے !

اصلیت اسکی یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب نے پیر محمد علی شاہ صاحب کو لکھا تھا۔ کہ میرے دعوئے کو
تسلیم کرو۔ یا مجھ سے مناظرہ کرو۔ اور خود ہی صورت مناظرہ یہ تجویز کی تھی۔ کہ لاہور میں ایک
عام جلسہ کے اندر قرآن شریف کی منتخبہ ۷۰ آیت کی تفسیر مرزا صاحب اور پیر صاحب دو دو کر لیں
جسکا فیصلہ بین عالموں سے کرایا جائے۔ جو پہلے سے حکم مقرر کر دیئے جائیں گے جسکی تفسیر کو
اچھا کہا جائے گا۔ وہی حق پر سمجھا جائیگا۔ پیر صاحب نے اس مناظرہ کو منظور کر لیا۔ اور ۲۵ اگست
۱۹۰۱ء تاریخ مقرر ہوئی۔ مرزا صاحب نے یہ بھی لکھا تھا۔ کہ اگر میں جلسہ میں نہ آیا۔ تو جھوٹا
اور ملعون ہوں۔ ۲۴ اگست کو پیر صاحب لاہور پہنچ گئے۔ اور ۲۹ اگست تک وہاں رہے۔
مگر مرزا صاحب نے نہ آنا تھا۔ اور نہ آئے۔ آخر سب علمائے جو اس مناظرہ کو دیکھنے کے لئے جمع
ہو گئے تھے۔ متفق ہو کر قرار دیا۔ کہ اس قسم کے اشتہاروں سے مرزا کو سوائے اپنی شہرت

اور علماء کو مبالغہ کرنے کے اور کچھ مقصود نہیں۔ اسلئے ائیدہ کوئی ذی علم ان سے خطاب نہ کرے۔

(دیکھو روڈ و جلسہ اسلامیہ لاہور)

اس شرمندگی اور بدنامی کو مٹانے کے لئے مرزا صاحب نے پیر صاحب کو لکھا کہ سورہ فاتحہ کی تفسیر چار جز ستر دن میں میں بھی لکھتا ہوں۔ تم بھی لکھو۔ مگر پیر صاحب جو بے اثر و جلسہ مذکور تھا۔ نہیں ہوئے۔ مرزا صاحب نے خود ہی تفسیر لکھ کر ان کے پاس بھیج دی۔ اور لفظ یہ کہ ۲۳۔ فروری ۱۹۰۱ء کو تفسیر پیر صاحب کے نام رجسٹری کر لی گئی۔ اور اسی دن ستر دن کی میعاد بھی ختم ہو گئی کتنی زبردست جالاک ہے۔ جو خاص دوکانداروں کا خاصہ ہے۔

ایسا ہی ایک قصیدہ اعجازیہ مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرت سری کے مقابلہ میں لکھ کر ۲۰ دن کے اندر اسکا مطبعہ جواب مانگا۔ جو ۹ سو فی کتاب نظم و شعر میں ہے چونکہ مرزا صاحب کو عجائز کے باطل ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ اسلئے ۲۰ یوم کی قید لگائی۔

قصیدہ مذکور کا مولوی صاحب کے پاس پہنچا۔ اور مولوی صاحب کا اسکا جواب تلمیذ کرنا اور پھر اسکو صاف کرنا کر مطبع میں بھیجا۔ اور مطبع والے کا اس میں دیکھ کے اندر اندر چاہا کہ مکتب کے پاس بھیج دینا۔ اور پھر مصنف کا اسے بعضہ رجسٹری مرزا صاحب کے نام رو دیا کرنا۔ اور ڈاک والوں کا اسے مرزا صاحب کے ہاتھ میں پہنچانا۔ یہ سب مرٹے اس بیس دن میں ہی طے ہونے لازمی تھے۔ اب جاننے والے جانتے ہیں کہ ان ساری باتوں کا اس تھوڑی سی میعاد میں یوراپرنا کس طرح ممکن تھا۔

اور پھر اگر یہ سب اختیار کیا ہی جاتا۔ تو کیا مرزا اور مرزا بیوں نے اپنی فن ترانیوں کے بار آ جانا تھا۔ بس میعاد کے اندر جواب نہ ملا۔ تو اعجاز۔ اعجاز کا غل چا دیا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے پاس یہ قصیدہ پہنچا۔ تو انہوں نے مرزا صاحب کو لکھا کہ قصیدہ کا فصیح و بلیغ ہونا تو بڑی بات ہے۔ اس کے اندر انواع و اقسام کی غلطیاں ہیں۔ آپ ان غلطیوں کو جو میں پیش کروں۔ پہلے صاف کر دیں۔ پھر میں آپ کے زانو بڑاؤ

بیٹھ کر عربی نویسی کر دنگا۔ (یعنی جواب دوں گا) یہ کیا بات ہے کہ آپ مگر سے سارا زور خرچ کر کے ایک مضمون ابھی خامی مدت میں لکھیں۔ جبکہ مخاطب کو علم نہیں مگر مخاطب کو محدود وقت کا پابند کریں، لیکن مرزا صاحب نے مولیٰ صاحب کی اس تحریر کا کوئی جواب نہیں دیا۔ یہ قصہ ہے۔ مرزا صاحب کی اعجازی تصانیف کا جبہیں قرآنی تحدی کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ خداوند کریم نے جس طرح نازل شریف کو بے مثل و بے نظیر بنایا ہے۔ ویسے ہی عجمی از شیخ اور قصیدہ اعجازیہ کو بھی بے مثل و بے نظیر ہوئے گا مرتبہ بحث ہے۔ اب غور طلب بات ہے۔ کہ قرآن مجید نوافل اکرسل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اور ایسے وقت میں نازل ہوا۔ جبکہ بڑے بڑے فضلاء عرب عربی قصیدہ لکھ کر خانہ کعبہ پر چسپان کیا کرتے تھے۔ مگر قرآن مجید کے نزول پر حالانکہ وہ صرف نثر میں ہی نازل ہوا تھا۔ ان تمام فضلاء نے اپنے قصائد کو اس کلام پاک کے مقابلہ میں بھیج اور ذلیل سمجھ کر خانہ کعبہ سے علیحدہ کر لیا۔ اور اپنے آپ کو اس کلام باری کے روبرو عاجز و ناتوان مگر مرزا صاحب اپنی نبوت و رسالت ثابت کرنے کے زعم میں اپنی نظم و نثر کو بطور قرآنی تحدی کے پیش کر کے نہایت صاف طور سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی فضیلت ثابت کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ وہ کلام پاک صرف نثر تھا۔ اور مرزا صاحب کا کلام نظم و نثر دونوں دوں کرتا ہے۔ اپنے اس فعل سے مرزا صاحب نے قرآن مجید کے اعجاز کو ہی باطل ثابت کرنا چاہا تھا۔ کیونکہ یہ بات غیر مذاہب والوں کے لئے طے اعتراض کی ہے۔ کہ ۱۳۰۰ برس میں تو قرآن مجید کا مثل نہ ہو سکا۔ آج مسلمانوں میں سے ہی ایک شخص اپنے ہی کلام کو قرآنی تحدی کے طور پر پیش کرتا ہے۔ گویا قرآن مجید کا نظیر ممکن ہو گیا۔ کیونکہ جب مرزا صاحب نے اپنے کلام کو ویسا ہی سمجھا۔ اور اسے قرآن شریف کی طرح بے نظیر بتایا۔ تو بالفرض کمال درجہ فصیح و بلیغ اور بے نظیر ہونے میں اپنے کلام کو ویسا ہی سمجھا۔ اس لئے قرآن شریف بے نظیر نہ رہا۔ ان کے اس دعوے سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوا کہ وہ اسلام کی تخریب کے درپے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ وعدہ فرمایا تھا ہے۔ کہ۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَخَفِيضُونَ

اس لئے اگر اے ایسے دس ہزار مرزا صاحب بھی بدلا ہوں۔ تو بھی اس کلام مقدس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ لا یضرہم من خالفہم ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔
تمناید مرزائی صاحبان مرزا صاحب کی اس توحیدی کو جانر اور درست سمجھنے ہوں۔ اس لئے انکی تسفی کیلئے خود مرزا صاحب کا ہی فتوے پیش کیا جاتا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ:-

جسکو ذرا بھی عقل ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ جس چیز کو قوائے بشریہ نے بنایا ہے۔ اسکا بنانا بشری طاقت سے باہر نہیں ہے۔ در نہ کوئی بشر اس کے بنانے پر قادر نہ ہو سکتا۔ جب تم نے ایک کلام کو بشری کلام کہا۔ تو اس ضمن میں تم نے آپ ہی قبول کر لیا۔ کہ بشری طاقتیں اس کلام کو بنا سکتی ہیں اور جس صورت میں بشری طاقتیں اسکو بنا سکتی ہیں۔ تو پھر وہ بی نظیر کیونکر ہوا۔ ایسے یہ خیال سراسر سودائیوں اور مخبوط الحواس کا سا ہے۔“

اس سے آگے ایسے خیال والوں کو بتا دو ان عقل و ایمان کی بجھکنی کرنے والا غافل عقل کا اندھا۔ مگس طینت۔ ناقص الفہم۔ مغرور۔ کور باطن۔ منکر وغیرہ وغیرہ کلمات سے یاد کیا ہے۔ (دیکھو برائیں احمدیہ ۱۵۹ سے ۱۹۵ تک)

نیز ۳۹۵ بقیہ حاشیہ در حاشیہ ۳۷ میں دیں لکھتے ہیں۔

”پھر خدا نہ کرے۔ کہ کسی پڑھے لکھے آدمی کو ایسی عقل ہو“

اب میرزائی صاحبان کو اختیار ہے۔ کہ اپنے پیروں کے فتوے کو رد کر دیں۔ یا انکی تصانیف کے اعجاز سے انکار کریں۔ ایک جگہ مرزا صاحب کا جڑوٹ فرو ماننا پڑے گا۔

باوجود اس کے کہ مرزا صاحب کی ہر دو تصانیف اس قابل نہ تھیں۔ کہ علمائے کرام اُدھر توجہ کرتے۔ تاہم بمقتضا شے درو غلو رہنچا نہ باہر سامید مولانا محمد عصمت اللہ صاحب نے سو پول نلع ہا گلپور سے ۲۲ نومبر ۱۹۱۳ء کو فقیہہ اول لیتے حکیم نور الدین صاحب سے بذریعہ

لے لے لے ہمارا بھی اس پر صاف ہے۔

خط دریافت کیا۔ کہ اعجاز اسج و قصہ و اعجاز کے جواب دینے کی مدت ختم ہو گئی۔ یا ابھی باقی ہے۔ تو انکی جانب میر محمد عارف صاحب نے ۲۷ دسمبر ۱۹۱۲ء کو جواب دیا۔ کہ اعجاز احمدی کا جواب لکھنے کی میعاد ۱۹ دسمبر ۱۹۰۲ء تک تھی اور اعجاز اسج کی ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء تک تھی اس سے ظاہر ہے۔ کہ ان ہر دو اعجازی کتابوں کے جواب کی میعاد ۲۰ یوم اور ۷۰ یوم کے اندر ہی محدود تھی اس کے بعد اعجاز باطل ہو گیا۔

آب مرزا صاحب کے کلام سے اُن کی افترا پرواز یوں کے چند نمونے محض دو امور کے متعلق دیئے جاتے ہیں۔ حسب دو اقوال میں اتنے افتراء موجود ہیں۔ تو باقی کا قیاس بھی اسی نمونہ سے کر لینا چاہئے۔

قیاس کن زگلستان سن بہار طرا

اول صاحب مرزا صاحب کو ان کے غلط الہامات اور جھوٹی پیشگوئیوں کی وجہ سے منفرد کہا گیا۔ تو آپ کہتے ہیں۔ کہ ا۔

(۱) قرآن یفتر کے نفوس قطعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا منفری و نما میں نہ ہرست سزا لیتا ہے۔ خدائے قادر و عیور اسکو امن میں نہیں جھوڑتا۔ اسکی غیرت اسکو جلد ہلاک کرتی ہے۔ (انجام اتم ۴۷)

(۲) خدائے تعالیٰ پر افترا کرنے والا جلد مارا جاتا ہے۔ (انجام اتم ۴۸)

(۳) ہم نہایت کامل تحقیقات سے کہنے ہیں کہ ایسا افترا کسی کسی نما میں جل نہیں سکا۔ اور خدا کی پاک کتاب صاف گواہی دیتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ پر افترا کرنے والے جلد ہلاک ہو گئے ہیں۔ (انجام اتم حاشہ ۶۳)

یہ ہر سہ اقوال بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں۔ قرآن شریف میں کہیں ذکر نہیں۔ کہ منفری جلد ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ خدا پر افترا کرنے والے بعض جلدی مارے گئے۔ بعض پہلے نہایت غریب تھے۔ مگر افتراء و سلی اللہ کرنے کے بعد ملو شاہ بن گئے۔ اور عمرہ تک۔ اور شاہت کے ساتھ اپنے افتراء کی ہی اثبات

کہتا ہے۔ یہی حال سچے نبیوں کا ہوا ہے۔ کہ بعض کو دشمنوں نے جلد ہی شہید کر دیا۔ جیسے حضرت یحییٰ، حضرت زکریا علیہما السلام۔ اور بعض زیادہ عرصہ تک ہدایت پھیلاتے رہے۔
عبداللہ صاحب افریقہ۔ ابن قسرت۔ صالح بن طریف نے نبوت اور نزول وحی کے دعوے کئے۔ اور عینوں بادشاہ ہوئے اور عرصہ تک بادشاہت کرتے رہے۔ انکی اولاد اور امت میں بھی عرصہ دراز تک حکومت و سلطنت رہی۔ (مفصل دیکھو فصل اول کتاب ہذا)

اب یہ کہنا کہ قرآن شریف کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ کہ ایسا منقری جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ قرآن شریف میں ایسی بے سرو پا باتیں بھی ہیں۔ جو واقعات کی رو سے غلط ہو سکتی ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید کی کسی ایک آیت سے بھی ایسا ظاہر نہیں ہوتا۔ نصوص جمع کثرت ہے۔ عربی کے قاعدہ کے بموجب ایسی گیارہ آیتیں۔ یا گیارہ جملے اس کے ثبوت میں ہونے چاہئیں مگر قرآن مجید میں ایک جگہ بھی ایسی خلاف واقعہ بات نہیں ہے۔ کہو کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ بلکہ قرآن شریف سے تو ایسے لوگوں کو مہلت دیئے جانے کا ثبوت ملتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ **وَأَنذَرْتُ لَكُمْ** **إِتِّكِدْتُمُ الْمَثِئِثَ** ان کہ ابراہن اور منقریوں کا ذکر نہایت معتبر کتب تاریخ کامل ابن اثیر اور تاریخ ابن خلدون وغیرہ میں درج ہے۔ جو مشہور کتابیں ہیں۔ ممکن نہیں کہ مرزا صاحب نے ان کو نہ دیکھا ہو۔ بلکہ وہ ایسی کتابوں کے دیکھنے کا اقرار کر چکے ہیں۔ (دیکھو شروع فصل اول کتاب ہذا) پھر یہ کہنا۔ کہ ہم نہایت کامل تحقیقات سے کہتے ہیں۔ کہ منقری فوراً سزا پاتا ہے۔ کیا مرتجع جوڑ نہیں۔ اور اس جوڑ کو قرآن شریف کے حوالے سے بیان کرنا صاف طور پر اقرار اعلیٰ اللہ نہیں تو اور کیا ہے؟

تین افتراء تو یہ ہوئے۔

دوم۔ محمدی بیگم کے نکاح کے تعلق مرزا صاحب نے بڑے پر زور مضامین و صریح دعوے کئے تھے۔ ان دعووں کی بنیاد معتدہ دلائل پر رکھی تھی۔ مگر مرزا صاحب اس حرج

ماہم ان کو ڈھیل دیتے ہیں بلکہ اس مہلت کے بعد (ہماری گرفت بہت سخت ہے۔

کو دل میں ہی ایسا کر اس دنیا سے چل دیئے۔ اور محمدی بیگم بفضلہ تعالیٰ اپنے خاوند کے گھر میں اب تک موجود ہے۔ اس پیشگوئی کے متعلق جید افراد علی الصدیق یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

۴۴۔ اس خدائے قادر و حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (امید بیگ) کی دفتر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کرے (شہزادہ ارج لائی ۱۸۵۸ء)

چونکہ نکاح نہیں ہوا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب سے ایسا نہیں کہا تھا۔ اگر کہا ہوتا۔ تو پورا ہی کرتا۔ لہذا یہ افراد ہے۔

۴۵۔ ان دنوں جو زیادہ تفریح کیلئے بار بار توجہ لیتی تھیں۔ تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے۔ کہ وہ مکتوب الید کی دفتر کلاں کو جسکی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ ہر ایک مانع دور کر نیکی بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لاویگا (شہزادہ کور) یہاں الہام علی افراد علی الصدیق ثابت ہوا۔ خدائے ہرگز ایسا مقرر نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہ مرزا صاحب کی خواہش نفسانی کے اثرات تھے۔

۴۶۔ بلکہ اصل امر یہ حال خود قائم است ویچاکس با حیلہ خود اور اردو توال کر دے۔ و اس تقدیر از خدائے بزرگ نفقہ پذیر مبرم است و منقریب وقت آن خواہ آمد۔ پس قسم آن خدا میر کہ حضرت محمد مصطفیٰ علی الصلوٰۃ وسلم را برائے ما مبعوث فرمود۔ و اورا بہترین مخلوقات گردانید۔ کہ ایں حق است۔ و منقریب خواہی دید۔ و من ایں را بر اصدق خود یا کذب خود معیار مے گردانم۔ و من گفتیم الا بعد از انکہ از رب خود خبر دادہ سندہ را انجام آہم (۲۲۳)

در ترجمہ بروئے شرح مرزا صاحب، اصل بات اپنے حال پر قائم ہے۔ (یعنی امید بیگ) کے داماد کا مرزا صاحب کے سامنے مرزا اور محمدی کا مرزا صاحب کے نکاح میں آنا کوئی شخص کسی تدبیر سے اسے مانہیں سکنا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ تقدیر مبرم ہے۔ جو بغیر پوری ہوئے ٹل ہی نہیں سکتی۔ اور اس کے پورا ہونے کا وقت منقریب ہے۔ اس خدائی قسم ہی

جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا بنی کیا۔ اور ساری مخلوقات سے اہلس ہنر بنا یا
 جس کو کہہ رہا ہوں۔ وہ حق ہے۔ عنقریب تو اسے دیکھ لیگا۔ لئے احمد بیگ کے دادا دلے مرنے میں
 جو کچھ تاخیر ہوئی۔ وہ ایک وجہ سے ہوئی۔ مگر میرے سامنے اس کا مرجانا اسمیں شبہ نہیں ہے۔
 عنقریب تو دیکھ لیگا۔ کہ وہ میرے سامنے مر گیا۔ اور میں اپنے سچے باجھوٹے بیٹے کی کسوٹی اسے
 ٹھہراتا ہوں۔ اگر وہ میرے سامنے مر گیا تو بس سچا ہوں۔ اور اگر ایسا نہ ہوا۔ اور میں اس کے
 سامنے مر گیا تو میں جھوٹا ہوں۔ اور جس امر کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ وہی میں نے کہا
 ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں کہا۔

مذہبہ الامارات کی کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔ مرزا صاحب کی ہر ساری الہامی عبارت
 جس میں اللہ تعالیٰ کی قسم ہی شامل ہے۔ بالکل غلط نکلی۔ پس یہ محض افتراء علی الدتہا۔ اور اس کی کچھ
 اصلیت نہ تھی۔ احمد بیگ کا دادا اب تک زندہ ہے۔ محض مرزا صاحب کا نفس اس کی موت
 چاہتا تھا۔ جو مرزا صاحب پر ہی وارد ہوئی۔

۱۷، کَذَّبُوا بِالآيَاتِ وَكَلَّوْا بِمَالِهِمْ هَٰؤُلَاءِ فَسَيُكَفِّرُهُمُ اللَّهُ وَيَرْزُقُهُمْ آلِيَهُمْ
 أَفَرَمِعْتُمْ لَهُمُ الْآيَاتِ إِمَّا كُنَّا فَاعْلَمِينَ رَوَّحْنَا لَهُمُ

ترجمہ :- انہوں نے یہ آیات انہوں کو کذب کی۔ اور صاف ٹھکایا۔ سو خدا ان کو میری
 طرف سے کھات کرے گا۔ اور اس سورت کو تیری طرف واپس پائے گا۔ یہ امر واپس لانا ہماری طرف سے
 ہے۔ اور ہم ہی اس کے کر نو لے ہیں۔ واپسی کے بعد ہم نے نکاح کر دیا۔ (الہام از انجام آیت ص ۷۱)
 ان الہامات کی عبارت صاف ہے جبکہ مطلب ایک ہی ہے۔ کہ محمدی بیگم کا نکاح ضرور
 مرزا صاحب ہو گا۔ بلکہ مرزا صاحب کا خدا کہتا ہے۔ کہ میں نے خود تیرا نکاح محمدی بیگم سے
 کر دیا۔

۱۸ مرزا صاحبان۔ دیکھتے ہو۔ کس معانی سے میاں صدق کذب قائم ہوا تہذہ فرمائے۔ کون
 مر گیا؟ اور کس کے سامنے اس بیان پر تو لکھتی ہیں اللہ تعالیٰ کی ہے۔

چونکہ مرزا صاحب سے نکاح نہیں ہوا۔ اسلئے یہ سب انہماکات بھی افتراء علی اللہ تبارک و تعالیٰ ہوں۔ یہ امر دریافت طلب ہے کہ کہ آسمانی نکاح محمدی بیگم کے نکاح (سمبر) مرزا سلطان محمد بیگ سے پہلے ہوا تھا۔ یا بعد۔ اگر پہلے ہوا تھا۔ تو مرزا صاحب کی وہ زوجہ مکرمہ منظرہ جیسا نکاح خود اللہ عزت نے پڑھایا۔ اور انہماک میں صاف فرمادیا کہ نہ تو جہنا گھٹا۔ (جیسی ہم نے نکاح کر کے محمدی بیگم کو تبری بیوی بنا دیا) وہ بیوی مرزا صاحب کی خدمت میں ایک دن ہی نہ آئی۔ تمام عہد و سر شخص ہی بغول مولانا شاد اللہ صاحب مرزا صاحب کی چھاتی پر مونگ و قندار۔ یہ مرزا صاحب جیسے رسول اور کی امت کے لئے بڑی شرم اور غربت کا مقام ہے۔ اور اگر محمدی بیگم کے نکاح سے بعد یہ کہانی نکاح پڑھایا گیا۔ تو کس شریعت و دلوں کی رُو سے کسی کی منکوحہ بیوی سے نکاح جائز ہو سکتا ہے۔ کوئی مذہب یہی اسکی اجازت نہیں دیتا۔ بھر مرزا صاحب کا خدا ایک فعل عین کا مرتکب ہوتا ہے جس کے نتیجہ سے وہ لاعلم تھا۔ سچ خدا کے نوریہ افعال نہیں ہو سکتے۔ کہ ایسے رسول کو ساری عمر ایک عورت کے نکاح کا منتظر رکھ کر اجبر میں نے نیل مرام اسکا خاتمہ کر دے۔ اور وہ رسول یہ شعر پڑھتا ہوا دنا سے بھدھرت و پاس سدھرت۔

میں منتظر وصال وہ آغوشِ غیر میں قدرتِ خدا کی در کھیں اور دو اکہیں!

(۸) ازالہ اوہام صفحہ ۲۹ میں اس بیسگوئی (نکاح والی) کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ۔ جب یہ بیسگوئی معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ تو اسکے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے ذریعہ پہنچ گئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر میت ہی کر دی گئی۔ اسوقت گویا بیسگوئی آنکھوں کے سامنے آگئی۔ اور معلوم ہوا کہ اب تاحری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس بیسگوئی کی نسبت خیال کیا۔ کہ شاید اس کے اور مرنے ہوں گے۔ جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت تریب الموت میں مجھے الہام ہوا۔

یہ محمدی بیگم کے نکاح کی خبر ارمزِ سما کوئی قصہ نہیں۔ شخص اپنی مطلوبہ کامرورت ہی طرح خیال کیا کرتا ہے

اَلْخَمِيْنُ رَاٰكَ فَلَا تَكُوْمَنَّ الْمُهْتَرِيْنَ ۝ لَبِنے بہ بات ترے رب کی طرف سے سچ ہے
 تو کون سک کرتا ہے؟ سو اسوقت مجھ پر بہہ بہہ کھلا۔ کہ کیوں خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کریم
 کو سران کریم میں کہا۔ کہ تو شک مت کر۔ میں نے سمجھ لیا۔ کہ حقیقت یہ آیت ہی
 نازک وقت سے خاص ہے۔ جیسے یہ وقت تنگی اور ناامیدی کا میرے پر ہے؟ الخ۔
 اس واقعہ سے ثابت ہے۔ کہ مرزا صاحب کو اس نزع کے عالم میں یہی آیت قرآنی الہام
 ہو کر اس پیشگوئی کا یہی مطلب بتلایا گیا۔ جو مرزا صاحب پہلے بار بار لکھ چکے تھے۔ لینے مرزا سلطان محمد
 بیگ کا مرزا اور سکی بیوہ محمدی بیگم کا مرزا صاحب کے نکاح میں آنا۔

لیکن جب نکاح نہیں ہوا۔ تو یہ الہام بھی افسرۂ علی الذنابت ہوا۔
 (۵) اسی نکاح کے متعلق منہمہ انجام آہم ملہ میں لکھتے ہیں۔ کہ۔

راہین احمدیہ میں ہی اس وقت سے ۱۸ برس پہلے اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے
 جو اسوقت میرے پر کہو لایا۔ وہ الہام یہ ہے۔ یا احمد اسکن انت دنر و جلا الجنة
 یا صریح اسکن انت دنر و جلا الجنة یا احمد اسکن انت دنر و جلا الجنة
 اسجگہ تین جگہ زور کا لفظ آیا۔ اور میں نام اس عاجز کے رکھے گئے۔ پہلا نام آدم یہ وہ بتلایا
 نام ہے جبکہ خدا تعالیٰ نے اپنے لقمہ سے اس عاجز کو روحانی وجہ بخشا۔ اسوقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا
 پھر دوسری زوجہ کے وقت میں مہر کم نام رکھا۔ کہونکہ اسوقت مبارک اولاد دی گئی۔ جسکو حضرت مسیح
 سے مشابہت ملی۔ تبسری زوجہ جبکا انتظار ہے۔ انکے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا۔ لفظ احمد
 اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ اسوقت حمد اور تریف ہوگی۔ یہ ایک چھپی ہوئی پیشگوئی ہے۔ جبکا
 سر اسوقت اللہ تعالیٰ نے مہر کہول دیا

مرزا ابی جو اس پیشگوئی میں مرزا صاحب کی اجتہادی غلطی مانتے ہیں۔ وہ اس آیت قرآنی
 کے الہام پر غور کریں۔ کہ اس کے بعد کونسی کسر رہی۔ کیا اس الہام کی رو سے مرزا صاحب
 کا اجتہاد صحیح نہیں ٹھہرتا؟
 بلکہ شیل مسیح کا دعویٰ تو آپ نے خود کیا۔ یہاں اولاد کیشیل مسیح بتاتے ہیں۔ یا للعجب!

دیکھئے مرزا صاحب اپنے خیال خام اور خواہش نفس کو کن رنگ آمیز یوں اور عظمت و شوکت سے بیان کرتے ہیں۔ لیکن اصل حالت کیا ہے؟ پہلی بیوی جس کے ساتھ جنت میں رہنے کا الہام تھا۔ اُس سے تو آپ نے قطع تعلق کر لیا۔ بلکہ اس کے بیٹوں مرزا سلطان احمد اور فضل احمد کو بھی عاق کر دیا۔ گو نگہ یہ لوگ محمدی سیگم کے حصول میں مرزا صاحب کے مدد و معاون نہ بنے۔ بلکہ سدا رہ ہو گئے۔ (دیکھو اشتہار نعمت دین و قطع تعلق از اقارب مخالف دین)۔ جب یہ بیوی بقول مرزا صاحب بے دینی کی وجہ سے مطلق ہو چکی۔ تو الہام اول غلط ہو گیا۔ کیونکہ اب مرزا صاحب سے اسکی محبت نہیں ہو سکتی۔ اسکی بیدینی کی وجہ سے رسول نے اسکو مطلق ٹھیرا کر علیحدہ کر دیا تو جنت میں وہ مرزا صاحب کے ساتھ کس طرح رہ سکتی ہے۔

تیسری منتظرہ بیوی نے تو مرزا صاحب کو السبا سوا اور بدنام کیا۔ جسکی انتہا نہیں۔ دنیا کو محسوم ہے۔ کہ وہ اس بیوی کے ٹٹے سے محروم ہے۔ پس اس الہام مستکی غلطی میں ہی کیا تہہ برد اور اسکی تشریح میں جو الہام کی عظمت بڑھانے کو لکھ دیا تھا۔ کہ۔

” یہ ایک چھپی ہوئی پیشگوئی ہے۔ جسکا ستر اسوقت خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا۔ یہ بھی غلط اور افتراء اسلئے المذنب ثابت ہوا۔ گویا و الہام اور ایک قول سر اسرافتر علی الدائم ثابت ہوئے۔ اور بجائے حمد و تحسین کے یا و نظرف سے وہ لے دے ہوئی۔ اور پوری ہے۔ کہ الاماں۔ اس پیشگوئی کا بیان سننے سے بھی مرزائی صاحبان کی روح پر مقدمہ ہوتا ہے۔ جب نکاح نہ ہوا تو آب احمد بھی نہ ہوئے جسکا دعویٰ تھا۔

۱۵

۱۰، اس ایک ہی پیشگوئی کے متعلق اور یہی کئی چوتھے الہام اور افتراء علی اللہ ہیں

۱۱، جسکا کہ ہر ماہ و سہ ماہ مرزائی انتہا میں کمری تاریخ ہی طرح ہی (کو مقام پٹیا بہر جلسہ میں مولوی اسلام بول آفت ربیکے اور مولوی ابراہیم بقا لدی بلسن مرزائیت اور اس کے حوالوں نے خود غوغا کر کے ہے اس پیشگوئی کا بیان کرنے سے روک دیا۔ کیونکہ دعویٰ کی بول سکتی تھی۔ (موقوف)

۱۲، یہ خیال کہ کتابا کہ دن قراؤں کی قند اور یوری نہیں ہوتی تھی۔ مگر یہ کئی الہام کا دعویٰ کر دیا کہ وہیں اور بہت چھوڑ دیئے ہیں۔ جو سب افتراء علی اللہ ہیں۔ اور دیگر امور کے مسئلے بھی بہت افتراء سنا کئے جاسکتے ہیں۔

جنہیں مناسبت کتاب ہر اکے خیال سے نظر انداز کر کے ایک افتراء علی الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی درج کجا جاتا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب منصبہ انجام اکہم مٹا دینے میں لکھتے ہیں کہ ۱۔

۲۔ اس پیشگوئی کی تصدیق کئے محاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے۔ کہ **بَنَزَرُ ذُو جَدٍ وَلَوْلَا ذُو جَدٍ** یعنی وہیج موعود موسیٰ کرے گا۔ اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزدوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مستثنو نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شاہی کرنا ہے۔ اولاد ہی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ صرح سے مراد خاص تزدوج ہے جو بطور نشان ہوگا۔ اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے۔ جسکی نسبت اس عاقل کی پیشگوئی موجود ہے گویا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں کہ۔ باتیں ضرور یوری ہو گئی۔

جس طرح سازوں کے مہینہ میں پیدا ہونے والے کو چاروں طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آنے کی مثل منہور ہے۔ مرزا صاحب بھی ایسے فغانی محمدی بیگم ہو گئے تھے۔ کہ ان کی ہر ایک طرف سے سوائے اس نکاح کے اور کچھ دیکھائی نہیں دیتا تھا۔

سیاہ پوش جو کعبہ کو قبش نے دیکھا
ہوا نہ ضبط وہ چلا اٹھا کہ آ لیلے

اس حدیث میں سے بھی محمدی بیگم کی بسارت نکال ہی لی۔ اور الہامات متواترہ کیسا فقہ اس پیشگوئی کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرید مصدق و مستند کر دیا۔ لیکن الہامات کی طرح یہ بیان بھی غلط اور محض غلط ثابت ہوا۔ محمدی بیگم سے نکاح ہونا ہی چوڑا نکلا۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے استدلال بھی افتراء علی الرسول۔ مرزائی صاحبان بتلائیں کہ کیا یہ مرزا صاحب کا عظیم الشان کذب اور افتراء نہیں ہے؟ اگر کذب ہے۔ تو تسلیم کریں کہ مرزا صاحب سچ موعود نہ تھے۔ اور ان کا دعویٰ غلط تھا۔ اور سیرہ سیاہ دل ہی تھے۔

دوسرے۔ مرزا صاحب کے کلام سے ذات والا صفات حضرت محمد ﷺ علیہ وسلم پر کبریا
صریح الزام عائد ہوتا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیشگوئی فرمائی کہ وہ جھوٹ نکلیں گی۔
اگر مرزا صاحب کو سبج مانا جاوے۔ تو دشمنان اسلام علانیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول
کو چھوٹا کر سکتے ہیں۔ جبکہ جماعت مرزائیہ کے یاس کوئی جواب نہیں۔ مگر افسوس ہے کہ یہ لوگ مرزا صاحب
کو الزام سے بچانے کیلئے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی الزام لگانے سے نہیں چرکتے۔
ناظرین کتاب ہذا کی تقویت ایمان کے لئے اہل حدیث بیان کر کے اس سے مرزا صاحب کا کاؤب ہوتا ہی
ظاہر کیا جاتا ہے۔ اصل حدیث یوں ہے۔

عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ينزل عيسى ابن
مريم الى الارض فيتزوج وولد له ويمكث خمسين عاما واربعمائة سنة ثم يموت فيدفن
مع ابي قحري فاقم انا وعيسى ابن مريم من قبر واحد بين ابوبكر وعمر
(رواه ابن جوزي في كتاب الوفاة)

ترجمہ :- روایت ہے۔ عبد الباقی بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے۔ اتریں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے زمین کی طرف پس نکاح کرینگے۔ اور پیدا کی جاوے گی ان
کے لئے اولاد اور پھر بیٹے زمین پر پتیا پس سال۔ پھر مرینگے۔ اور میرے مقبرہ میں دفن کئے جائیں گے۔ پس
اٹھو لنگیں اور عیسیٰ ایک مقبرہ میں سے درمیان ابوبکر و عمر کے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی نبوت کے زمانہ میں کوئی ساٹاں دینوی نہیں کیا تھا۔ نہ نکاح
کیا۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جب دوسری مرتبہ وہ دنیا میں آئینگے
تو نکاح کریں گے۔ جبکہ شریعت محمدیہ کے پیرو ہونگے۔ بعض لوگ جیسے کہ مرزا صاحب اور ان کے
مرید مستشرقین۔ کہ اتنا لمبا عرصہ گزر جائے پر وہ نہایت ضعیف العمر ہو جائیں گے۔ اس حدیث میں
ان لوگوں کا بھی جواب آگیا ہے۔ کہ احوال طاق اور تغیر حالت عالم دنیا کا خاصہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام

صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ ردل من السار ہوگا۔ منکرین حیات مسیح عذر کریں !

دوسرے عالم میں ہیں۔ وہاں ان تغیرات کا کچھ پتہ نہیں جو یہاں متنب دروز دیکھے جاتے ہیں۔
حضرت یحییٰ علیہ السلام جس حالت میں اٹھائے گئے تھے۔ اسی حالت میں نازل ہوں گے۔ بہ نہ سمجھو کہ کبر
سنی کی وجہ سے وہ جڑ ہے اور کمزور ہو گئے ہونگے۔ مکہ کراچ کرنگے اور ان کے اولاد بھی ہوگی۔
یہ اشارہ ہے۔ یتزوج ویولد لکڑیں۔

پھر ارشاد ہوا۔ کہ بعد فوت ہونے کے وہ میرے مغرہ میں دفن ہونگے۔ اور قبامت کو ہم
وہ دو اس طرح اٹھیں گے۔ کہ الوبکر و عمر ہمارے دائیں اور بائیں ہونگے۔

مرزا صاحب نے اس حدیث کا ایک ٹکڑہ ہاں کر کے حدیث کی صداقت کو مان لیا ہے
پھر مرزائی بتائیں کہ حدیث کی باقی باتوں سے کیوں انکار ہے۔ اگر کہیں محمدی بیگم سے نکاح
ہو جاتا۔ تو حدیث کی معلوم نہیں کیا کیا تاویلس کجائیں۔ لیکن اب جبکہ مرزا صاحب کا یہ نکاح کجی
نہ ہوا۔ اور مرزا صاحب کو قادیان کی ہی مٹی نصیب ہوئی۔ مد نہ طیبہ تک جانا بھی نصیب نہ
ہوا۔ تو اس حدیث کی رُو سے وہ دلیل کس ثابت ہوئے۔

تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

مرزائی دوستو! مرزا صاحب کی آخری پروازوں کے بار میں سے صرف دو باتوں کے متعلق۔ جس پہلے پہلے فقر
بیان کئے گئے ہیں۔ ان پر غور کرو۔ اور آیت مسد جہنم میں فصل ہذا کی دوبارہ تلاوت کرو اور پھر سوچو کہ کفین آیت
کی رُو کو مرزا صاحب کتنے بڑے ظالم ثابت تھے ہیں۔ اور ظالموں کی جو سزا اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہے۔ اس سے ہی تم بے
خبر نہیں ہو۔ پہلے ظالم کی معیت سے تم کیا نفع حاصل کر سکتے ہو؟

آیت کے آخری حصہ میں ظالموں کے حسرتناک انجام کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب مقام لاچار
سفر کی حالت میں بمقتضائے ”مارا دیار عشرین مجھ کو وطن سے دور“
خلاف توقع اور دفعتاً نہایت حسرت و یاس کے عالم میں صرف ۱۱ گھنٹہ بیمار ہو کر چل بسے اور جو اس
بائیں ہتھیلی طاعون وغیرہ اپنے مخالفین کیلئے طلب کیا کرتے تھے۔ اس میں خود گرفتار ہو گئے۔ کیونکہ مرض ہریشہ
انکی موت کا باعث ہوا کسی نے تاریخ وفات لکھی ہے۔

اُس کے بیماروں کا ہوا کیا علاج؟ کارہ سے خود سیجا مر گیا۔

ساتویں فصل

دس جھوٹ اور دھوکے

جھوٹ جو بولیکا وہ پچتا ئے گا دروغ لے برادر گورز نیہار
 (۱) سچ بھی اسکا جھوٹ سمجھا جائیگا (۲) کہ کا ذب بود خوار صبا عباد
 قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں پر لعنت فرمائی ہے۔ چاہچہ۔ فرمایا۔ کہ ۔

لَعَنَ اللَّهُ عَلَى الْكَاذِبِينَ۔ ہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جھوٹے کو منافق
 فرمایا ہے۔ اور منافقوں کی سزا قرآن تریف میں اس طرح بیان فرمائی گئی ہے۔ إِنَّ النَّافِقِينَ
 فِي الذِّمَّةِ إِلَّا سَفِيلٌ مِنَ الْمَوَدِّ۔ (منافق لوگ دھوکے کے پیچھے کے طبقہ میں ہوں گے) یعنی
 جہاں عذاب سب سے زیادہ ہوگا۔

مرزا صاحب نے بھی جھوٹ کی بہت مذمت کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ ۔

دے جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی بڑا کام نہیں۔ تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۲۶

لیکن صطرح ماتہی کے دانت کھانے کے اور ہوتے ہیں۔ دکھانے کے اور ۔ مرزا صاحب کی

تحریرات میں جھوٹ کی بہت تلاوٹ پائی جاتی ہے۔ اور اس کے علاوہ نہایت بے باکی سے مرزا صاحب
 نے کتب آسمانی کے حوالجات دینے میں بھی کئی جگہ دھوکے دیے ہیں۔ فصل ہذا میں اسکی کچھ مثالیں
 درج کی جاتی ہیں۔

(۱) اعجاز احمدی ص ۱ سطر ۱۸ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اگر میری ان پیشگوئیوں

کے پورا ہونے کے تمام گواہ اکٹھے کئے جاویں۔ تو میں خیال کرتا ہوں۔ کہ وہ ٹھٹھا لکھو بھی زیادہ ہو

تب کی پیشگوئیوں کا حال جو ہوا ہے۔ وہ فصل مزا کتاب ہذا سے ظاہر ہے۔ اور صدق و کذب کے معیار، درسخدی کی تو لکھ بیٹگوئی ہی پوری نہیں ہوئی۔ اول تو ہی جھوٹ ہے کہ غلط پیشگوئیوں کو پورا ہونا کہتے ہیں۔ دوسرے، ساٹھ لاکھ کی گپ بھی قابلِ داد ہے۔ خود اپنی کتاب مردلِ سح میں لکھتے ہیں کہ سرے مردوں کی تعداد سنسٹر ہزار ہے۔ اب ظاہر ہے کہ مرید ہی گواہ ہو سکتے ہیں۔ جب ساٹھ لاکھ مرید ہوں تو ساٹھ لاکھ گواہ کہاں سے ہو گئے۔ پھر یہ کراماتی جھوٹ ہیں تو اور کیا ہے؟

(۲) سہادہ القرآن کے مسئلہ پر لکھتے ہیں کہ:-

”مثلاً بخاری کی وہ حدیث جس میں آخری زمانہ میں لعن خلعوں کی لیسہ خبر دی گئی ہے۔ کہ آسمان سے آواز آئے گی۔ کہ ہذا خلیفۃ المہدی اب سوچو کہ یہ حدیث کس یا یہ اور مرتبہ کی ہے۔ جو ایسی کتاب میں درج ہے۔ جامع الکتاب لحد کتاب اللہ ہے۔“

مرزا صاحب نے یہ بالکل جھوٹ لکھا ہے کہ ہذا خلیفۃ المہدی۔ بخاری کی حدیث ہے کوئی مرزائی صاحب ہمت کر کے بخاری میں بہ دکھائیں۔ اور اپنے مرشد کے سرے جھوٹ کا الزام اتار دیں۔ یہ فقرو محض غوام کو دھوکہ دیکر گمراہ کرنے کے لئے لکھا گیا ہے۔ مرزائی صاحبان بھی اس موقع پر لعنتہ اللہ علی الکاذبین پڑھ لیں۔

(۳) ابنین ۲ مسئلہ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:-

”موسیٰ غلام دستگیر صاحب قلعوری نے اپنی کتاب میں اور اسماعیل صاحب علی گڑھ والے میری نسبت قطعی حکم لگایا تھا۔ کہ اگر دو کا ذنب ہے تو ہم سے چٹے مرے گا۔“

یہ بھی محض جھوٹ ہے۔ ہر دو موسوی صاحبان کی تصانیف میں یہ بات کہیں درج نہیں ہے۔ کوئی مرزائی ثابت کرے!

(۴) حقیقتہ الامی ۲۱ میں لکھتے ہیں کہ:-

”یہ غیر معقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آئے گا۔“

کہ لوگ نماز کئے ساجد کس طرف دوڑ گئے تودہ کلسا کی طرف بھاگ بگا۔ اور سب لوگ قرآن شریف
 بڑھیں گے تودہ انجیل کہول بیٹھے گا۔ اور جب عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کرینگے
 تودہ سب المقدس کی طرف متوجہ ہوگا۔ اور شراب پیئے گا۔ اور سور کھاینگا۔ اور اسلام کے
 حلال و حرام کی کچھ پرواہ نہ کریگا۔

اس عبارت میں محفقرے ہیں۔ جو سب کے سب جہٹے ہیں مسلمانوں کا عقیدہ ۱۳۰۰
 برس سے یہ چلا آتا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام مکرر نزول کے بعد شریعت محمدی پر عمل کریں گے
 نیز علوم نہیں۔ کہ اس کے خلاف مرزا صاحب نے کس کتاب سے یہ فقرے نقل کر دیئے کیا کوئی
 مرالی بتا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس یہ سب جھوٹ باتوں کا مجموعہ اور محض ہرزہ سرائی ہے
 اور بکلام بندہ اگرچہ گندہ کی مصداق!

۱۵) مسٹر عبداللہ آٹھم عالمی کی موت کے متعلق ان الفاظ میں پیشگوئی ہے۔
 ۱) خود مرنے والا جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے۔ اور سچے خدا کو جھوٹا رہے۔ اور عاجز
 انسان کو خدا بنارہا ہے۔ وہ اہی دوں مباحثہ کے لحاظ سے لینے فی دن ایک مہینہ لیکر لینے ۱۵
 ماہ تک دویہ میں گرایا جاویگا۔ اور اسکو سخت ذلت پہنچگی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع
 نہ کرے۔ جنگ مقدس ۱۸۵۰

۲) آٹھم کی بابت پیشگوئی کے لفظ یہ تھے۔ کہ وہ ۱۵ مہینے میں ہلاک ہوگا۔
 حقیقتہ الہی ۱۸۵۰۔

ان دونوں حوالوں کا مطلب یہ ہے۔ کہ آٹھم ۱۵ ماہ کے اندر مر جائیگا۔ لیکن اس مآمانہ
 بیان کے برخلاف کشتی نوح کے مٹا بر سر بحر کرے ہیں۔ کہ پیشگوئی میں یہ میاں بہنا۔ کہ شخص
 اسے غیب سے کی رو سے جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔

اب دیکھ لیجئے کہال ۱۵ ماہ کا عین۔ اور کہاں جھوٹے کا سچے سے پہلے مرنا۔ یہ پچھلا فقرہ
 بالکل جھوٹ اسلئے تراشا گیا ہے۔ کہ آٹھم میعاد مقررہ میں حو نہیں ہوا تھا۔

(۶) جن دنوں مولوی عبد الکریم - مرزا صاحب کا رونی نالی مرض الموت میں مبتلا ہوئے انکی صحت کھلنے مرزا صاحب نے سجد دعائیں کیں۔ حکما حال الحکم۔ ۱۸ اگست ۱۹۰۵ء۔ ۵ ستمبر ۱۰ ستمبر ۲۴ ستمبر۔ ۳۰ ستمبر وغیرہ سے ظاہر ہے۔ ان دعاؤں میں مرزا صاحب کو دعا کی قبولیت اور انکی صحت کی بشارت ہی دو بار ملی۔ (مفصل دیکھو فصل ہشتم کتاب ہذا) والی حکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء ص ۱۱ و ۲۲ ستمبر ۱۹۰۵ء جس میں اشارات صحت درج ہیں۔ لکس مولوی عبد الکریم ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو مر گئے۔ اور قبولیت دعا کی اشارات علط ثابت ہوئیں۔

ان بشارات کے مقابلہ میں مرزا صاحب کا سفید جھوٹ ملاحظہ ہو۔ حقیقتہ الہی کے ۳۲۶ میں لکھتے ہیں کہ:-

۱۱ ایک غلط دوست ایسے مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم اس بیماری کا رنبل لینے سرطان سے فوت ہو گئے تھے۔ ان کے لئے میں نے بہت دعا کی تھی۔ مگر ایک الہام بھی ان کے لئے نسی بخش نہ تھا! اور پھر بھائے ایک کے دو الہاموں کے حوالے درج کر دیئے گئے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں حقیقتہ الہی کا بیان کتنا صاف جھوٹ ہے !!!

(۷) صاحب نکاح والی پیشگوئی کے پورا ہونے سے مرزا صاحب مایوس ہو گئے۔ اور قلبی صدمہ کے علاوہ مرزا صاحب کو اعتراضوں کی بوجھاڑ اور خوف کا خیال ہوا۔ تو آپ نے آخری وقت کی تعینف منتمہ حقیقتہ الہی ص ۱۳۲ و ۱۳۳ میں لکھتے ہیں۔ کہ نکاح کے لئے ایک شرط تھی۔ جب ان لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا۔ تو نکاح فسخ ہو گیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا، اگلے چکر کہتے ہیں۔ کہ

۱۲ اس شرط کی تقبل اور مرزا صاحب اور ان کے پیما مذگان کی توجہ تہی عدم نکاح کا مشرح اور مسکنس جراب فی بعد اسما فی مصنف علامہ سید ابوالاحمد رحمانی مونیگری۔ اس دا گیا ہے۔ تا یقن اس کتاب کے رسم حصص کو مرور ملاحظہ کریں۔ اور ہماری اس کتاب کی فصل ششم کے منہم تا۔ ا کو دیکھیں۔ کہ کیا انیں کوئی شرط مائی عاتی ہے؟ شرط والا الہام پیشگوئی نکاح سے دو سال پہلے کہے۔ پھر اسکو شرط نکاح بتانا کی طرح جائیز ہو گتا ہے۔

مکبا یونس علیہ السلام کی بیشگوئی نکاح بڑھنے سے کچھ کم تھی جب میں بتایا گیا تھا کہ آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ ۴۰ دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا۔ مگر عذاب نازل نہ ہوا۔ حالانکہ اس میں کسی شرط کی تصریح نہ تھی۔ پس وہ خدا جس سے ایسا ناسحق فیصلہ منسوخ کر دیا۔ اس پر شکل تھا کہ اس طرح نکاح کو ہی مسوخ یا کسی وقت پر ٹال دے۔

اس قول میں مرزا صاحب نے پٹا مھر کر چھوٹا لٹا ہے۔ ملک ایک نہیں کئی جھوٹ بولے ہیں۔ اس طرح ضمیمہ اسحاق اتم ۴۷ سطر ۴ میں لکھا ہے۔ کہ میں نے حدیثوں اور آسمانی کتابوں کو آگے رکھ دیا۔ یعنی حضرت یونس کا قصہ حدیثوں اور آسمانی کتابوں سے نقل کیا ہے اب ذرا اس جھوٹ کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

مرزا صاحب کے نکاح کی پیشگوئی اور حضرت یونس علیہ السلام کی بیشگوئی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مرزا صاحب کا یہ کہنا۔ کہ آسمان پر فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر عذاب ۴۰ دن تک عذاب نازل ہوگا۔ محض غلط ہے۔ اس فیصلہ کا ذکر نہ قرآن میں ہے۔ نہ کسی صحیح حدیث میں۔ نہ تورات و انجیل میں۔ پر یہ قطعی فیصلہ مرزا صاحب کی زبان و رازی اور مدعی کوئی نہیں تو اور کہا ہے کہ جب اس فیصلہ کا ذکر کسی آسمانی کتاب میں نہیں۔ اور کسی صحیح حدیث میں نہیں۔ تو اس کے جھوٹ ہونے میں کبہ تردد ہو سکتا ہے۔ اگر کسی غیر منبر روایہ میں اس کا ذکر ہو بھی۔ تو اسے فیصلہ آسمانی نہیں کہا جاسکتا۔ نہ مرزا صاحب کا صریح فریب ہے۔ کہ ایسے جھوٹ پر مدعا ڈالنے کے لئے ایک بے اصل بات کو فیصلہ آسمانی سے بے موم کرتے ہیں۔ اور اپنی تصانیف میں بار بار اس کا ذکر کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔ کہ میں نے حدیثوں اور آسمانی کتابوں کو گنگے رکھ دیا۔

اسی طرح سے مرزا صاحب کا یہ کہنا۔ کہ یونس علیہ السلام کی بیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی۔ صاف جھوٹ اور کذب ہے۔ اول تو قطعی طور سے اس پیشگوئی کا ثبوت نہیں جسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ پھر شرطی اور غیر شرطی کا کیا مذکور۔ اور اگر بعض روایتوں سے پیشگوئی

کا حال معلوم ہوتا ہے۔ نوٹ لپی ہوئے کاتبوں بھی وہیں سے ملتا ہے۔ چنانچہ وہ روایات حسب ذیل ہیں۔

۱) شیخ خزادہ ج ۲ ص ۳۶۵ میں درج ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام پر وحی کی۔ کہ اپنی قوم سے کہیں۔ کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب آئے گا۔ حضرت یونس نے یہ پیغام الہی اپنی قوم کو پہنچا دیا۔ اور ان کے انکار کے بعد ان کے پاس سے چلے گئے۔

۲) روح المعانی جلد پنجم ص ۳۸۷ میں یوں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام پر وحی کی۔ کہ اپنی قوم سے کہو۔ کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب آئے گا۔ انہوں نے یہ پیغام پہنچا دیا۔ مگر یہ لوگ ایمان نہ لائے۔ پس حضرت یونس ان کے پاس سے چلے گئے۔ جب کفایت انکو نہ دیکھا۔ تو اپنے انکار پر مدام ہوئے۔ اور حضرت یونس علیہ السلام کی تلاش میں نکلے۔ مگر وہ نہ ملے۔

(۳) ایسا ہی تفسیر کبیر میں ذکر ہے۔

۱۔ ملاحظہ ہو۔ کہ تین کتابوں سے حضرت یونس علیہ السلام کی پیشگوئی میں شرط و کھلا دی گئی۔ تفسیر کبیر مرزا صاحب کے نزدیک ہی نہایت معتبر ہے۔ اور انجام آہم وغیرہ میں اس کے حوالے دیئے ہیں۔ پھر کس طرح جھوٹ کہے جانے ہیں۔ کہ پیشگوئی میں شرط نہیں تھی۔

باقی یہ امر۔ کہ نکاح والی پیشگوئی اور حضرت یونس علیہ السلام کی پیشگوئی برابر ہیں یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ لوجہات ذیل۔

۱۔ نکاح والی پیشگوئی قطعی اور یقینی ہے۔ اور اسکی بنا و متواتر الہامات پر رکھی گئی تھی۔ اور بعد میں بھی وقتاً فوقتاً الہام اسکی تائید میں ہوتے رہے۔ جیسا کہ فصل گذشتہ میں ذکر ہو چکا ہے۔ برخلاف اس کے حضرت یونس علیہ السلام کی پیشگوئی کا ثبوت نہ کسی الہامی کتاب سے ملتا ہے۔ نہ احادیث صحیحہ سے۔ اسکا ماحذ بعض ضعیف روایات ہیں

۲۔ مشکوٰۃ اسماء کے واپس آئے کا الہام ان الفاظ میں تھا۔ فسمیع فیکھم اللہ

وہیہ رحما اللہ انکاما علیہم اللہ ان معاملوں کے لئے تیر طرف سے کافی ہوگا۔ اور اس عودت کو تیری طرف واپس لائیگا۔ اور ہم ایسا ہی کر گئے، مگر حضرت یونس علیہ السلام کو اس طرح نہیں کہا گیا۔

(۳۱) مرزا صاحب کو الہام ہوا تھا۔ الحق میں سبک فلائکن من المہترین۔ (یعنی اس عودت کا واپس ہو کر تیرے نکاح میں آنا حق ہے۔ تو اس میں شک نہ کر) حضرت یونس علیہ السلام سے ایسا ارشاد نہیں ہوا۔

(۳۲) مرزا صاحب کے الہام میں ہے۔ لا تبدل کلمات اللہ۔ (یعنی خدا کی باتیں بدلا نہیں کرتیں) حضرت یونس علیہ السلام کو اس معاملہ میں اس طرح کہنا کسی معصوم روایت میں بھی مذکور نہیں۔

(۵۱) مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ مار بار کی توجہ سے یہ الہام ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ ہر ایک طرح دور کرنے کے بعد اس فرم کی کو انجام کار اس عاجز کے نکل جانے میں لائیگا، مگر حضرت یونس علیہ السلام نے ایسا نہیں فرمایا۔ کہ بہ پیشگوئی ہر حالت میں ضرور ہی ظہور میں آئیگی۔

(۶۱) مرزا صاحب نے محمدی بگم کے نکاح پر خدا کی قسم کہا ئی ہے۔ اور کوئی بھلا آدمی اسی بات پر قسم کہا سکتا ہے۔ جس کے وقوع کی اسے پیسہ اور وقت خبر دی گئی ہو۔ اور اسے آسمان سے یقینی اطلاع مل چکی ہو لیکن حضرت یونس علیہ السلام نے کوئی قسم نہیں کہا ئی۔ بس اس حلقہ پیشگوئی کا پورا نہ ہونا مرزا صاحب کے کذب کی صریح دلیل ہے۔

ان حالات میں ان دونوں پیشگوئیوں کو کسی صورت میں کساں نہیں کہا جاسکتا۔ اور مرزا صاحب کا یہ کہنا۔ کہ یونس علیہ السلام کی پیشگوئی ایک آسمانی جملہ بنا۔ اور اس میں شرط نہ تھی۔ اور میں نے آسمانی کتابوں اور حدیثوں کو آگے رکھ دیا۔ یہ تو بالکل جھوٹ اور مرزبان کذب ہے۔

(۸۱) مرزا صاحب یا درمی اٹھم اور نکاح آسمانی کی پیشگوئیوں کے پورا نہ ہونے پر

جب بہت دست پا چہ اور زنج ہوئے۔ تو تحفہ گو لڑدہ مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان ۳۹
پر لکھتے ہیں کہ ۱۔

یہ پیشگوئیاں ایک دو نہیں۔ بلکہ اسی قسم کی سو سے زیادہ پیشگوئیاں ہیں۔ جو کتاب
تزیین القلوب میں درج ہیں۔ پھر ان سب کا کچھ بھی ذکر نہ کرنا۔ اور بار بار احمد بیگ کے داماد یا
آتم کا ذکر کرنا کس قدر مغفوق کو دہر کا مینا ہے؟

اللہ! اللہ! یا قان ہر دو پیشگوئیوں کو عیسائیوں اور سامانوں کے لئے غلبہ نشان
نشان اور اپنے صدق و کذب کا سیار قرار دیتے تھے۔ (مفعل دیکھو فصل۔ کتاب ہذا) یا
اب مترود ہو کر اور برسوں منتظر بکرا سقر کر زدی دکھاتے ہیں۔ جو صریح دلیل کذب ہے
حوالہ نہ کریں آگے چل کر لکھتے ہیں کہ ۱۔

یہ ایسی مثال ایسی ہے کہ مثلاً کوئی شریر النفس اس تین ہزار معجزات کا کسی ذکر نہ کرے۔
جو ہمارے بنی مصلیٰ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے۔ اور حدیث کی پیشگوئی کو بار بار ذکر کرے
کہ وقت انکار کردہ ہر پوری نہ ہوئی؟

عبارت زیر خط۔ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا کہا کہ اسلہ اور ناپاک لہ
ہے۔ جو قادیانی بنی کا زب کے منہ سے ہی نکل سکتا ہے۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کوئی پیشگوئی بعقیدہ وقت نہیں فرمائی۔ جو اپنے وقت پر پوری نہ ہوئی ہو۔ چونکہ اس
الزام دینے میں مرزا صاحب نے بڑی چالاکی اور بیباکی سے اپنے ایمان کا نمونہ دکھایا ہے
اس لئے اصل قصہ ذرا وضاحت سے درج کیا جاتا ہے۔ تاکہ ناظرین حضرت بنی مصلیٰ اللہ
علیہ وسلم کا صدق اور مرزا صاحب کا کذب بخوبی دیکھ لیں۔

ذیقعدہ ۱۲۸۰ء میں جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا ارادہ فرمایا۔
اس وقت کہ مکرّمہ ابھی کفار کے ہی زیر قبضہ تھا۔ لیکن کفار مکہ اپنے مذہبی خیال سے کسی
رج اور عمرہ کرنے والے کو نہیں روکتے تھے۔ اور شوال۔ ذیقعدہ۔ ذی الحجہ اور ربیع

ہیئوں میں لڑائی کو منع جانتے تھے۔ آپ عمرہ کے لئے تشریف لے چلے اور چودہ پندرہ سو صحابہ ساتھ ہوئے۔

حدیبیہ پہنچ کر مارواگی سے قبل آپ نے خواب دیکھا۔ کہ ہم سب تمام اصحاب کے بلا خوف و خطر مکہ معظمہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اور ارکان حج ادا کئے ہیں۔ یہ ابکا خواب ہے کوئی الہامی پیشگوئی نہیں۔ انہیں کوئی وقت مقرر کیا گیا ہے۔ یہ خواب آپ نے صحابہ کرام سے بیان فرمایا۔ چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سال عمرہ کا ارادہ فرما رہے تھے۔ اور انبیاء علیہم السلام کے خواب سچے ہوتے ہیں۔ اس لئے بعض اصحاب کو یقین ہوا۔ کہ ہم اسی سال حج کرینگے۔ بہ خیال نہیں رہا۔ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سال کا تعین نہیں فرمایا۔ حدیبیہ میں کفار مانع آئے۔ مگر کچھ شرائط کے ساتھ اس پر صلح ہو گئی۔ کہ اس سال نہ جائیں۔ آئندہ سال عمرہ کریں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ سے واپسی کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب کا حوالہ دیکر عرض کیا۔ کہ آپ نے تو فرمایا تھا۔ ہم خانہ کعبہ میں جائینگے۔ اور طواف کریں گے۔ اس پر حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہاں ہم لے کہا تو تھا۔ مگر کیا یہ کہا تھا۔ کہ اسی سال ہم داخل ہونگے۔ حضرت عمر نے عرض کیا کہ نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ خانہ کعبہ میں داخل ہو گے۔ اور طواف کر دے گے۔ یعنی ہمارے خواب کا ظہور کسی وقت ہوگا۔ دیہ روایت صحیح بخاری باب الشرط فی الجہاد میں ہے، خدا تعالیٰ نے آئندہ سال میں اس خواب کا ظہور کہا دیا۔ ہر ایک سال بعد فتح مکہ ہوئی۔ اور نہایت کامل طور سے اسکی حراقت کا ظہور ہوا۔ عرض دو سال کے اندر وہ خواب یا پیشگوئی کامل طور سے پوری ہو گئی۔

یہاں یہ بتانا بھی ضرور چاہیے کہ سترہ عمر میں حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کا ارادہ اس خواب کی بنا پر کیا تھا۔ بائیں طرف عمر و کا شوق اور کفار مکہ کی حالت کا معلوم کرنا اس کا مقصود تھا۔ کامل تحقیق اس امر کی شہادت دیتی ہے۔ کہ عمر و کرنے کا خیال اس سفر کا باعث ہوا تھا۔ کیونکہ کسی روایت سے ثابت نہیں ہوتا۔ کہ خواب کا دیکھنا موجب سفر ہوا

صحیح روایت تو یہی ہے۔ کہ حدیث ہجرت حنفیہ اور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خواب دیکھا تھا۔ اس کی محنت بجا نظر آوی کے اور ما عبدنا قلیلین کے ہر طرح ثابت ہوئی ہے۔ اس کے راوی مجاہد ہیں۔ جو حضرت عبدالمدین بن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد و کاتب اور نہایت ثقہ ہیں۔ اور اس روایت کو اکثر مفسرین اور محدثین نے نقل کیا ہے۔ تفسیر درستیوں میں اس روایت کو پانچ محدثین سے اس طرح نقل کیا گیا ہے۔ کہ:-

عن مجاہد قال اری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو بالحدیبینہ ۱۱ یدخل مکة وهو واهلہ امنین ۱۲
مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں تشریف فرما تھے۔ کہ آپ نے خواب دیکھا۔ کہ آپ اور آپ کے اصحاب بے خوف و خطر مکہ معظمہ میں داخل ہوئے ہیں۔

علیٰ ہذا التفسیر جامع البیان طری۔ فیح الباری۔ عمدۃ الفاری۔ اور ارشاد الساری میں بھی اسی طرح ہے۔ کہ یہ خواب حدیبیہ میں دیکھا گیا۔

جس روایت میں حدیبیہ شریف میں اس خواب کا دیکھا جانا بیان کیا گیا ہے۔ وہ صحیح ہے اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ حنفیہ اور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سفر اس خواب کی وجہ سے اختیار فرمایا۔

بہر حال اس بیان سے ظاہر ہے۔ کہ مرزا صاحب کا حنفیہ رسالہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ الزام کہ حدیبیہ والی پیشگوئی وقت انداز کردہ پر پوری نہ ہوئی۔ محض غلط اور جھوٹا ہے اور بقول مرزا صاحب کوئی شر پر النفس ہی ایسا کہہ سکتا ہے۔ اور یہ جھوٹ مرزا صاحب نے محض اپنی جھوٹی پیشگوئیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے تراشا ہے۔ اخیر میں قرآن شریف سے بھی اس خواب کی صداقت ظاہر کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَقَدْ نَادَانَا اللَّهُ مُنْظَرًا مَرْدِيًّا جَانِحِي ۝۴۱

اب دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے رسول کے خواب کو تاکید کے ساتھ سچا بیان فرما رہا ہے

اور مرزا صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حبسِ خاکی اور غلط فہم رنغ و بالہ منہا قرار دے رہے ہیں۔ اس نصِ قرآنی کے مقابلہ میں جواب رسالت کی نسبت مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ حدیبیہ والی پیشگوئی وقت انداز کردہ پرپوری نہیں ہوئی۔ کس قدر حسارت اور بے ایمانی کی بات ہے!

د ۹، مرزا صاحب نے اپنا جھوٹ پھیلانے کے لئے آسمانی کتابوں کو بھی خالی نہیں رکھا چنانچہ اس نمبر میں بائبل کے اور آئینہ نمبر میں قرآن کریم کے متعلق مرزا صاحب کے دو جھوٹ بیان کئے جا رہے ہیں۔

رسالہ ضرورۃ الامام مغیرہؑ پر لکھتے ہیں کہ:-

بائبل میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ۷۰۰ عیسیٰ کو شیطان الہام ہوا تھا۔ اور انہوں نے الہام کے ذریعے حوایک سفید جن کا کرتب تھا۔ ایک بادشاہ کی فتح کی پیشگوئی کی۔ آخر وہ بادشاہ بڑی ذلت سے اس لطائی میں مارا گیا۔ اور بڑی شکست ہوئی۔

اس واقعہ کو نہ صرف ضرورۃ الامام میں۔ بلکہ ازالہ اوہام ص ۲۶۹ اور تقریر و پذیر ص ۱۷ میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔ اور اس سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی جھوٹے الہام ہو جاتے ہیں۔ معاذ اللہ منہا۔ اگر نبیوں کو بھی شیطان الہام ہوتے۔ اور ان کی پیشگوئیاں اسی طرح غلط تکلیتیں۔ جبکہ مرزا صاحب کی پیشگوئیاں عموماً غلط تکلیتیں۔ تو پھر نبیوں اور مالوں اور یا تہوں میں کیا فرق رہا۔

لیکن ناظرین۔ مرزا صاحب کے اس بیان میں صداقت کا ایک ذرہ بھی نہیں۔ بعض دھوکا ہے۔ اور صرف یہ ایک واقعہ ہی مرزا صاحب کے کذب کی مزید دلیل ہے۔ اور اگر مرزائی خوف خدا کو مد نظر رکھ کر اس پر غور کریں۔ تو فوراً ان سے الگ ہو جائیں۔ اور ان کی تعلیم کو خیر باد کہیں۔

مرزا صاحب نے محض بائبل میں لکھا ہے۔ تحریر کر دیا۔ ورنہ کوئی حوالہ نہیں دیا

اور چوٹ لکھنے کے لئے انکی یہی عادت تھی۔ کہ قرآن میں یوں لکھا ہے۔ حدیث میں یوں آیا ہے۔ آجس سے ایسا ظاہر ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ لکھا یا کرتے تھے۔ ورنہ اصل واقعہ دیکھ کر فوراً ان کا ہر وہ خط ظاہر ہو جاتا۔

اب بائبل میں اس واقعہ کو تلاش کیا جاوے تو کتاب سلاطین اول باب ۱۶ تا ۲۱ میں اس طرح سے لکھا ہے۔ کہ یہ ۱۰۰ شمعیں کبل بیت کے یکاوی تھے۔ جو اس وقت کی اصطلاح مروجہ کی روش سے نکل کے بنی کہلاتے تھے۔ بادشاہ وقت کو جو بیل پرست تھا کسی دشمن سے مقابلہ پیش آیا۔ اس نے اس بنوں سے دریافت کیا کہ تو انہوں نے پیشگوئی کر دی۔ کہ قہاس دشمن پر فتحیاب ہوگا۔ ان کے مقابلہ میں ایک سچا بی بھی اس زمانہ میں تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے پکارا کہ اس بادشاہ سے کہا۔ کہ تو گت کہا کر مارا جا جیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بینیا کہ اس متقانی بنی نے کہا تھا۔ اور ان چار سو بچاریوں کا قول غلط نکلا۔ جسکو مرزا صاحب ۴۰۰ بیوں کا اہام بتا رہے ہیں۔ ہاں اگر مرزا صاحب اپنی موت کا سلسلہ بھی ان ۴۰۰ بنوں کے ساتھ ملاتے ہیں۔ تو ہم بھی اسکی تصدیق کرتے ہیں۔

(۱۰) ازالہ دہم ص ۲۶ میں مرزا صاحب نے اس امر پر بحث کی ہے۔ کہ جسم خاکی آسمان پر نہیں جاسکتا۔ اسکا ثبوت قرآن شریف کی آیت ذیل سے دیتے ہیں۔ اذ ترقی فی السموات قل سبحان ربی ہل کنت الا بشئ مرہو لا ط

اسکا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں۔ یعنی کفار کہتے ہیں۔ کہ تو آسمان پر چڑھ کر ہمیں دکھلا۔ تب ہم ایمان لے آویں گے۔ انکو کہہ دے۔ کہ میرا خدا اس سے پاک ہے کہ اس دارالاجتلا میں ایسے بھلے بھلے نشان دکھاوے اور میں بجز اس کے نہیں کہ ایک آدمی۔

منشاء اور مطلب ان کا اس حوالہ سے یہ ہے۔ کہ بب اشرف الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود دروغا ست کفار آسمان پر نہیں جاسکتے تو دوسرا یہی کوئی نہیں جاسکتا۔ لہذا مسیح علیہ السلام کا آسمان پر جانا غیر ممکن ہے۔

ترجمہ میں جس عبارت پر خط کھینچا گیا ہے۔ وہ کسی قرآنی لفظوں کا ترجمہ نہیں۔ سوائے اسکے کہ اسکو تفسیر ہارلے یا ایجادِ نذہ کہا جائے۔ مگر ترجمہ میں تصرف کے علاوہ مرزا صاحب نے یہاں ایک بڑا بھاری دھوکا دیا ہے۔ اور کلام الہی میں چوری کی ناپاک کوشش کی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم کی اصل آیت کا ایک جز وہی حذف کر دیا۔ جو اس آیت کی جان ہے۔ اصل آیت سودہ بنی اسرائیل کے دسویں رکوع میں اس طرح پڑ ہے۔

أَوْرَثْنِي الْمَسْكَاةَ وَلَكِنْ لَوْ عِني لَرَفَيْتُ عَنْهَا فَنَزَّلَ عَلَيْنَا لِكُنَّا أَفْرَادًا فَلَمْ يَجْعَلْ لَنَا فِيهَا آلًا لَّتَشْرَاَنَّا سِوَالَهُ آيَةٌ كَادَهُ حَسْبُ بِرِخْطٍ كَيْفَ خَلَا يَهُودِيَّوْنَ أَوْ عِيسَايَؤْنَ بِرِخْطٍ سَوْنِ الْيَكْلَمِ عَنْ مَوَاقِعِهِمُ الْإِزَامُ كِيؤْنَ لَكَا بَاغِيَا تَبَا۔ (اور کہا مرزا صاحب ہی اپنی جیسے ملزم نہیں ہیں ؟)

مرزا صاحب کی اس چالاک اور جرات کی توفیق کے لئے اس قصہ کو ذرا تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔ اس آیت کو قَالُوا لَنْ نَذْبُنَ لَكَ حَتَّى تَغْفِرَ لَنَا سے شروع کرو۔ اس معلوم ہو گا۔ کہ کفار کن کن مجزوں کے طالب تھے۔ وہ کہتے تھے۔ کہ :-

يَا اِيَّاهُ نَعْبُدُ۔ ياتيرے واسطے ایک بگڑا کھجور کا ہونہ اور تو اس میں نہریں چلا دیوے یا تمہیں کہ تو کہا کرتا ہے۔ ہم پر آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ یا اے خدا اور فرشتوں کو مٹا دینا کر لے۔ یا تیرے لئے ایک تھرا گھر ہو۔ یا تو آسمان پر چڑھ جاوے۔ اور ہم تو تیرے شخص چڑھنے پر ہی ایمان نہ لاویں گے۔ جب تک تو ہمارے لئے ایک تو شستہ نہ اتار لاوے جسکو ہم سب پڑھ لیں۔

واللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یوں دلایا۔ کہ اے محمدؐ تو کہہ دے سبحان السدا

میں تو خود ایک بشر اور رسول ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ کفار چھ قسم کے معجزے مانگتے تھے۔ ان میں سے نمبر ۱ و ۲ وہ تو ایسی باتیں ہیں۔ جو نبوت کی شان سے گری ہوئی ہیں۔ اور ان کو معجزے نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ یہ امور طاقت بشری سے باہر نہیں ہیں۔ اس لئے یہ درخواستیں تو بول فصولی ٹھہریں۔ اور درخواست نمبر ۳ و ۴ عادت اللہ کے برخلاف ہیں پس ان کی صرف ایک درخواست میرا ایسی ہی جو منظور ہو سکتی تھی۔ یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر جا چکے ہیں۔ اس لئے اس کے ساتھ ہی یہ شرط لگا دی۔ جس پر حط کھینچا گیا ہے۔ (امدی وہ شرط ہے جسے مرزا صاحب نے حذف کر دیا ہے) اور اپنی کتاب میں درج نہیں کیا یہ کیسی بے معنی درخواست تھی۔ کہ کفار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر کے طالب تھے۔ کہ ہم کو بھی صاحب کتاب رسول بنادے۔ جو کسی حالت میں قابل منظوری نہ تھی۔ اس لئے جواب دلوادیا گیا۔ کہ۔

(ہیو تو قوا!) میں تو خود ایک بشر اور رسول ہوں۔ دیکھا مجھ میں خدائی طاقتیں ہی ہیں۔ جو تم کو بھی اپنے جیسا رسول بنا دوں (

مرزا صاحب نے آیت کا یہ حصہ چمڑا کر یہ ثابت کرنا چاہا تھا۔ کہ آسمان پر جانا حفوظ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی باوجود درخواست کفار ناممکن قرار دیا گیا جیسا کہ انہوں نے ترجمہ میں تصرف کیا ہے۔ لیکن جب اس شرط کو سائق ملا کر آیت کو پڑھا جاوے۔ تو جہاں کفار کی درخواست فصولی ٹھہرتی ہے۔ وہاں مرزا صاحب کی چالاکی اور چوری کا حال بھی طشت از بام ہو جاتا ہے۔ اور ان کا اصل مطلب بھی فوت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مہمور اسلام معراج جبرائی اسحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل ہیں۔ مرزا صاحب اور مرزائی نہ مانیں۔

گر نہ بیند بر ویشیرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

۱۔ لٹ منہ، ۹ پر ملاحظہ کریں۔

تِلَاۃُ عَشْرَ كَامِلَةٌ

ناظرین! اس فصل میں مرزا صاحب کے چھ مسم جوٹ اور دو جوٹ انبیاء کرام کی شان میں اور دو چالاکیاں کتب آسمانی کی نسبت بیان کی گئی ہیں۔ جو مرزا صاحب کی تحریرات کا ایک نمونہ ہے۔ اگر
مرزائی صاحبان کے دل میں خدا کا خوف اور طبعیت معنی
رس اور سلیم ہے۔ تو غور کریں۔ کہ کیا کسی سچے
مسلمان سے ان حرکات و تحریرات
کا ہونا ممکن ہے؟
ہرگز نہیں!

مرزا صاحب اور مرزائی معراج جسمانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ اسکو روحانی سمجھتے ہیں۔ اور اس میں مرزا صاحب کو بھی شامل کرتے ہیں۔ خود مرزا صاحب کا قول ہے۔ کہ مجھے بارہا معراج روحانی ہو چکی ہے۔ سرسید احمد خاں علی گڑھی اور بعض اشخاص بھی اس طرف گئے ہیں۔ کہ یہ معراج روحانی تھا۔ لیکن جیسا کہ ہم پہلے علماء کا اتفاق ہے۔ معراج روح اور بدن دونوں کے ساتھ تھا۔ دیکھو زاد المعاد ص ۳۱۵
اس عروج جسمانی کا انکار بعض لوگوں نے مروجہ خشک فلسفہ اور سائنس کے خیالات کی بنا پر کیا ہے۔ چند سال پیش یہ لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہوائی تخت کے متعلق بھی ایسے ہی شبہات رکھتے تھے۔ لیکن مروجہ ہوائی جہاز و شے جو نہ صرف انسانوں کو بلکہ سیکڑوں میں جان جنگلہ بڑا و میل اڑائے پھرتے ہیں۔ انکا یہ کفر و توہم و کلام اللہ تعالیٰ کی طاقت و اتنی زبردستی کہ انکو ہر احرام مساوی کو جبکا وزن اندازہ سے باہر ہے۔ غلامیں تمام کھانے کے ایک چھوٹے جسم انسان کا آسمان پر لیٹا نا اس کے لئے کیا مشکل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی سادگی کا نام براق ہے۔ جو برق سے مستحق ہے۔ اس برق (الکڑی سٹی) کی طاقتوں کا حال زمانہ دیکھ رہا ہے۔ افسوس! کہ یہ نام کے گھٹے پڑے لوگ اللہ تعالیٰ کو معمولی انجینئروں اور کاریگروں سے بھی عاجز خیال کرتے ہیں۔ خود اللہ تعالیٰ نے انکو
لیکن مرزا صاحب کا معراج جسمانی سے انکار خاص مروجہ سوسائے ہے۔ کہ وہ حضرت عیسیٰ صلی علیہ وسلم کی آسمانی زندگی کو انکاری ہیں۔ اگر معراج جسمانی کو مان لیتے تو صارت ورف حضرت مسیح علیہ السلام کا بھی انکو قائل ہونا پڑتا۔

آٹھویں فصل

مرزا صاحب کی دس مردود دہائیں اور ان کا خود تجویز کردہ کفر

کبھی نصرت نہیں ملتی درمولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

(مرزا صاحب)

دعائیں عجز اور اخلاص کی مقبول ہوتی ہیں
کبھی عزت نہیں ملتی وہاں پر خود پسندوں کو

(رٹولف)

مرزا صاحب نے بڑے زور شور سے متعینانہ پیشگوئی کی تھی۔ کہ قادیان میں ہرگز
طاغون نہ ہوگی۔ (دافع السلاطین) اور پھر پیشگوئی کی تھی۔ کہ میرے مرید طاغون
سے محفوظ رہیں گے۔ کشتی زور مالا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرزا صاحب کی یہ دونوں
شیخیاں ہی دوسری پیشگوئیوں کی طرح بالکل غلط اور جھوٹ ثابت ہوئیں۔ مرزا صاحب نے

۱۸۵۷ء میں قادیان کی طاغون کے متعلق مرزا صاحب حقیقتہً الہی میں لکھتے ہیں۔ پھر طاغون کے دنوں میں جسکے طاغون زور سے ظاہر
ہوا کہ شریف امرہ ہمارا ہو گیا اور مردوں میں حب طاغون کا زور ہو۔ تو کہتے ہیں کہ۔ اس وقت تمام جماعت کو بیعت کی جاتی ہے۔
کہ اپنی جماعت کے اندر طاغون کے تیار ہواؤں و رشیدوں کے ساتھ پوری ہمدردی اور اخوت کا سلوک کرنا چاہیے۔ تاہم کبھی
اس کے بعد۔ اراکین شریف کو مرزا صاحب نے اپنی جماعت سے علیحدہ کر دیا۔ کہ میرا مرید جو طاغون سے وٹ ہو گیا
اسکو اسی کے کپڑوں میں دفن کرو۔ اور ایسی میت سے تنویر کے حاملہ پر کھڑے ہو کر اسکا جنازہ پڑھو۔

اصل پیشگوئیاں اور یہ نتائج پڑھ کر بے اختیار منہ سے نکلتا ہے

جانب بھر کو دیکھو کہ کیسا سراسر اٹھاتا ہے

کبیرہ دہری سے ہے کہ فردا ڈٹ جاتا ہے

اپنی سلطانِ تعلیمی کے گہنڈ میں تمام علماء و سجادہ نشیناں و انجمن ہائے اسلامیہ کو مخاطب کیا۔ کہ وہ بھی پلیگ سے محفوظ رہنے کی دعا اور پیشگوئی کریں۔ اور محفوظ رہیں۔ لیکن تم ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ چنانچہ انجمنِ حمایتِ اسلام لاہور کو ان الفاظ میں مخاطب کیا۔ کہ:-
 ”تم میرے منکر ہو۔ تمہاری دعائیں طاعون کے بارہ میں قبول نہ ہونگی۔ کیونکہ تمہارے حسبِ حال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَمَا دَعَا الْكَافِرِينَ الْإِنِّ ضَلَالٌ** [دافع السلام] (مطبوعہ اپریل ۱۹۰۲ء)

اس قول میں مرزا صاحب نے علمائے اسلام کو وجہ انکار خود کا قرار دیکر آنتِ قرآنی کا حوالہ دیا ہے۔ کہ کافروں کی دعائیں ہمیشہ نامقبول و مردود ہوتی ہیں۔ بمقابلہ اس کے اپنی دعاؤں کی قبولیت کا مرزا صاحب کو بڑا بہاری دعوے تھا۔ اور نہ صرف دعوے۔ بلکہ اسکو اپنا معجزہ بتلایا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کے اشارہ میں الہام ہیں۔ کہ:-

۱. اٰجیبِ کلِ دعا کاٹِ الاشْ شر کاٹِ - لینے خود عام اپنے شرکوں کے متعلق کرو۔ اس کے سوا تمہاری اور سب دعائیں منظرِ کج بانیں گی۔ (الہام ۱۸۸۷ء) مندرجہ حقیقتہ الٰہی (۲۲ نومبر ۱۸۸۷ء)

۲. بحسنِ قبولی دعا نیکر۔ کہ چہ زود دعا قبول سے کنم۔ (الہام ۲۷ جنوری ۱۸۸۷ء) مندرجہ البتہ الٰہی

۳. ادعویٰ استجب لکھ۔ محمد سے مانگو میں تمہیں دوں گا (الہام مندرجہ حقیقتہ الٰہی ۱۸۸۷ء)

ان ہر سہ الہامات سے واضح ہے۔ کہ مرزا صاحب الہامی اور اعجازی مستجاب الدعوات تھے۔ اظہارِ اہم عتق میں لکھا کہ کھلا کھلا دعوئے ہے۔ گو یا مرزا صاحب اور مرزا یثیوں کے نزدیک ان کا صاحبِ معجزہ و استجاب دعا ہونا مسلمہ ہے۔ اور۔ مرزا صاحب کے ہی قول متعلق علماء انجمنِ حمایتِ اسلام لاہور کی رو سے ان کا یہ بھی مسلمہ اصول بلکہ نصِ قرآنی ہے۔ کہ کافروں کی دعائیں نامقبول اور مردود رہتی ہیں۔

۴. اور آپ کی طرح ذلیل ہوں۔
 ۵. مرزا فی الرحمن دیو و آت رہلجنز ماہ مئی ۱۹۰۷ء لکھا ہے۔ کہ:- (بہنوٹ صفحہ ۱۰۰ چیک کریں)

یس اگر ہم یہ ثابت کر دیں کہ یہ ادعائے قبولیت دعا بھی مرزا صاحب کی ایک شوخانہ جلال کی اور مرزا دعویٰ ہی دعویٰ ہے نہ تھا۔ اور اس کے ثبوت میں مرزا صاحب کی نامقبول و مردود دعاؤں کی فہرست بھی پیش کر دیں۔ تو بطرح مرزا صاحب اپنے الہامات متذکرہ مالاکی رو سے اپنی امت میں الہامی استجاب الدعوات مانے جاتے تھے۔ ہمارا یہی حق ہے۔ کہ ہم ان کو مردوعے نص قرآنی و غیر مسلمات مرزا صاحب الہامی کا فرقہ نام سے موسوم کریں۔ اور یہ ہمارا مقصود نہیں بلکہ (بمقتضائے ازماعت کہ برماست) مرزا صاحب کا خود تراشیدہ اصول ہے ذیل میں مرزا صاحب کی مردود دعاؤں کے نمونے ملاحظہ ہوں۔

۱) مولوی عبدالکریم سیالکوٹی مرزائی مشن کے دست راست تھے۔ جو بمرض کاربیکل پھوٹا بیا رہوئے۔ ان کے علاج کیلئے جیسا کہ چاہیئے تھا۔ سخت کوشش کی گئی۔ اور علاج کے علاوہ دعائیں تو اتنی کی گئیں۔ کہ غالباً مرزا صاحب نے کسی دوسرے امر کیلئے نہیں کی ہوگی چنانچہ۔

الف، اخبار الحکم۔ ۳۰ رگست ۱۹۰۵ء میں لکھا ہے۔ کہ مولوی عبدالکریم صاحب کی گردن کے پٹھے پشنت پر ایک پھوٹا ہے۔ جسکو چیرا دیا گیا ہے۔ (مرزا صاحب نے) فرمایا

(بقایا نوٹ نمبر ۹۹) حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) دعا کی قبولیت کا ایک ایسا قلعی ثبوت پیش کرتے ہیں۔ جو آج دنیا میں کسی مذہب کا کوئی ملنے والا پیش نہیں کر سکتا۔ اور وہ ثبوت یہ ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور میں دعا کرتے ہیں۔ اور اس دعا کا جواب پاتے ہیں۔ اور جو کچھ جواب میں ان کو بتایا جاتا ہے۔ اسکو قتل از وقت شائع کر دیتے ہیں۔ پھر ان شائع شدہ امور کی بعد کے واقعات نا بُند کرتے ہیں۔ اور یہ تائید ایسی ہوتی ہے کہ جس پر کوئی انسانی کوشش اور منصوبہ نہیں پہنچ سکتا۔ اور ایسے ہی اعجازی اور فوق الطاققت طور پر وہ امر ظہور پذیر ہوتا ہے۔ وہ مدت سے اسبات کو شائع کر رہے ہیں کہ ان کے متخائب و مدبر ہونے کا سبب بڑا ثبوت یہ ہے۔ کہ انکی دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔ ۱۹۷ء استجاب دعا کے معجزہ پر کیسا بختہ ایمان اور دعویٰ ہے۔ مگر فصل ہذا میں اس سب سے بڑے ثبوت کی ایسی طرح قلعی کہولی گئی ہے۔ (شولف)

کریں نے ان کے واسطے رات دعا کی تھی۔ روایا میں دیکھا کہ مولوی نور الدین صاحب ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے ہیں۔ اور روسے ہیں۔ (فرمایا) ہمارا سچرہ ہے۔ کہ خواب کے اندر دونا اچھا ہوتا ہے۔ اور میری رائے میں طبیب کا رونا مولوی صاحب کی صحت کی بشارت ہے؟

(ب) الحکم ۵ ستمبر ۱۹۰۵ء میں مرزا صاحب مولوی عبد الکریم کی بیماری کو نہایت خوفناک اور انکی حالت مایوسی خیز بلکہ قریب الموت مان کر کے لکھتے ہیں کہ۔۔۔
اس دعا میں میں نے بہت تکلیف اٹھائی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بشارت نازل کی۔ اور عبد السموری والا خواب دیکھا۔ جس سے نہایت دھڑکناک دل کو تسفی ہوئی؟

(ج) الحکم ۱۹ ستمبر ۱۹۰۵ء میں بھی مولوی صاحب کی حالت اور اپنے غمخوش الہامات کا ذکر کر کے الہام الہی کی بناء پر لکھتے ہیں۔ کہ قضا و قدر تو ایسی ہی بمولوی صاحب کی موت کی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحم سے رو بلا کر دیا؟

(د) الحکم ۲۴ ستمبر میں لکھا ہے۔ کہ خود غلغلتہ (مرزا صاحب) کا بہت بڑا حصہ دعاؤں میں گزرتا ہے۔ (۲۴ کالم ۳ و ۴) اور کالم ۵ میں لکھا ہے۔ کہ خدا کے سچ کی دعائیں اس کے ساتھ ہیں۔ اور اس کالم میں ۲۱ ستمبر کا ایک الہام بھی درج ہے۔ جو دعا کے بعد ہوا۔
طلع المیزان علینا من تنیات الوداع (یعنی ہم پر بدر طبع ہوا پہاڑ کی گھاٹی سے)
(۵۵) الحکم ۳۰ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ ۲۴ ستمبر کو جماعت کو نعت کی۔ کہ کل جنگل میں جب کہ مولوی صاحب کے لئے دعا کریں۔ اور خود ہی ۲۸۔ کو مع ہی باغ میں گئے۔ اور کئی گھنٹہ تک تغلیب میں دعا کی۔

مگر افسوس! کہ مرزا صاحب کی یہ شبانہ روز کی سب دعائیں روہو گئیں۔ اور اگر اکتوبر ۱۹۰۵ء کو مولوی صاحب اس دنیا سے کوچ کر گئے۔ اور مرزا صاحب کے ہم نام اتوں دونوں تک ناحق ان کو جھٹکایا۔ یہاں تک کہ اسی آتش میں دو تین بار قبولیت دعا اور صحت کی

۱۰۰ بشارت صحت کا ذکر گئے آتا ہے۔ ۱۰۰ جیسا کہ گئے ذکر ہوتا ہے۔

بشارتیں بھی ہوئیں۔ کئی الہام مایوسی بخش بھی تھے۔ کیا یہ صریح طور پر ابن صدیق کے الہاموں کی مثال تھیں؟

(۳) مرزا صاحب کا لڑکا مبارک احمد سخت بیمار ہوا۔ اسکی ضببت الہام ہوا۔ قبول ہو گئی۔ نودن کا بخار ٹوٹ گیا۔ یعنی یہ دعا قبول ہو گئی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میں صاحب موصوف کو شفا دی۔ (سیکڑین ستمبر ۱۹۰۶ء) لیکن میگزین اکتوبر ۱۹۰۶ء سے ظاہر ہے کہ کیا مبارک احمد کا ۱۶ ستمبر ۱۹۰۶ء کو انتقال ہو گیا۔ اور قبولیت دعا کا الہام صریح غلط ثابت ہوا۔ کیا یہ وعدہ رحمانی تھا۔ یا القائل شیطان؟ اوپر ایک مخلص دوست محمد وم الملتہ مولوی عبدالکریم کے لئے دعائیں کی تھیں۔ اوپر الہامی فرزند ارجمند کی محنت کے لئے مگر کوئی بھی قبول نہ ہوئی۔ حالانکہ الہام قبولیت کے بھی ہو چکے تھے۔

(۴) ضمیمہ انجام معتم ۲۱ء میں لکھتے ہیں کہ۔

خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا۔ اور دو دروے اس کے دوست جمع کرے گا۔ جنکا شمار اہل بدر کے شمار کے برابر ہوگا۔ یعنی تین سو تیرہ ہونگے۔ اور ان کے نام بقید مسکن و خصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہونگے۔ اب ظاہر ہے کہ کسی شخص کو پہلے اس سے یہ اتفاق نہیں ہوا۔ کہ وہ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرے۔ اور اس کے پاس چھپی ہوئی کتاب میں اس کے دوستوں کے نام ہوں۔ لیکن میں اس سے پہلے ہی آئینہ کمالات اسلام میں تین سو نام درج کر چکا ہوں۔ اور اب دوبارہ تمام محبت کے لئے تین سو تیرہ نام ذیل میں درج کرتا ہوں۔ تاکہ ہر ایک معتدّف سمجھ لے۔ کہ یہ پیشگوئی ہی میری حق میں پوری ہوئی۔ اور بموجب منشائے حدیث کے یہ بیان کر دینا پہلے سے ضروری ہے۔ کہ:-

۱۵ بشارات محبت اور قبولیت دعا کے الہام کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ لیکن اس کے مقابل مرزا صاحب کا عقیدہ چوڑا دیکھئے۔ حقیقتہً انوی ۳۲۶ میں کہتے ہیں کہ رسولی عبدالکریم کیلئے میں نے بہت دعا کی تھی۔ مگر ایک الہام بھی اس کے لئے تسلی بخش نہ تھا۔ کیا معافی ہے! علیہ السلام علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ نے رو بلا کر دیا۔ اور بشارت نازل کی۔ سب غٹ رہا!!

یہ تمام اصحابِ خصلتِ صدق و صفا رکھتے ہیں اور حسبِ مراتب جسکو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے بعض بعض سے محبت اور انقطاع الی اللہ اور سہ گری دین میں سبقت لے گئے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ اسب کو اپنی رضا کی راہوں میں ثابِت قدم کرے۔

آخری دعا کے لئے دیکھنا ہے کہ قبول ہوئی یا نہیں۔ جن لوگوں کے لئے یہ دعا تھی اور جن کے لئے پہلے سے لکھ دیا تھا۔ کہ یہ تمام اصحابِ خصلتِ صدق و صفا رکھنے ہیں۔ ان میں سے کئی آدمی جیسے ڈاکٹر عبدالحکیم خاں وغیرہ مرزا صاحب سے پہر گئے۔ اور صرف میر ہی گئے۔ بلکہ مرزا صاحب کی محافت میں عمر بھر کوشش کرتے رہے۔ اسلئے جہاں مرزا صاحب کی یہ دعا نامقبول ٹھہری۔ وہاں یہ (۳۱۳۶) والا ڈکھوسلہ ہی باطل ثابت ہوا۔ اور کم از کم جو پیشگوئی مرزا صاحب نے اپنے اوپر چسپان کی تھی۔ اس کی رو سے مرزا صاحب ہمہ دی ثابت نہ ہوئے۔

(۴) سید امیر شاہ رسالہ ریحان سے پانچ روپیہ پیشگی لے کر ان کے بیٹا ہونے کی دعا کی۔ جسکی سیاد ۱۵ اگست ۱۸۸۹ء کو ختم ہوئی۔ مگر یہ قیمتی دعا بھی مردود اور نامقبول ہوئی۔ (مرزا صاحب کا خط ۱۵ اگست ۱۸۸۹ء۔ مددِ رحمتِ عسائی مینسٹی حلقہ)

(۵) ۲۰ جون ۱۸۹۰ء سے ۲۲ جون تک تقریبِ جشنِ جوہلی ملکہ معظمہ قیصرِ قسند مرزا صاحب نے بھی اپنے مریدوں کو جمع کر کے قادیان میں ایک جشن منایا۔ اور دو تین دن خوب پیر تکلف و عیش اڑیں۔ غرابو کو کھانا کھلا باگیا۔ رات کو روشنی ہوئی۔ مبارکباد کی تار بخدمتِ دائرے صاحب بہادر روانہ کی گئی۔ اور ایک کتابچہ پہلو کر بنام تحفہ قیصریہ مقتدر حکام اور ملکہ معظمہ کی خدمت میں بھیجی گئی۔ ۲۰ جون ۱۸۹۰ء کو خصوصیت سے بدرگاہِ رسالتِ ابرو۔ فارسی۔ عربی۔ پشتو۔ پنجابی اور انگریزی زبانوں میں نہایت خسوع و خفوع

لے چہ زبانوں میں ایک ہی دعا کے الفاظ کو ادا کرنا کیا فضول اور ناٹکی کاروائی نہیں ہے کیا مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ کی نسبت کسی زبان سے ناواخت ہوئے کا بھی خیال تھا۔

سے گورنمنٹ کے اقبال، دولت کی ترقی کی دعائیں مانگی گئیں۔ اور انہیں جس ملکہ معظمہ کے اسلام لانے کے لئے ان الفاظ میں دعا کی گئی۔ کہ :-

”اے قادر تو انا ہم تیری بے انتہا قدرت پر نظر کر کے ایک امد و عکس کے لئے تیری جانب جرات کرتے ہیں۔ کہ ہماری محمد قیصرہ ہند کو مخلوق پرستی کی تار بکی سے چھڑا کر لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پر اسکا غائب کرے“
اے عجیب قدر فوں والے اے عین تصرفوں والے۔ الیہ اہی کر یا اٹلی یہ تمام دعائیں قبول فرما۔ تمام جماعت کہے کہ آمین“

یہ دعا مانگ کر اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ :-

اے دوستو! اے پیارو۔ خدا کی جانب بڑی قدر توں والی جانب ہے۔ دعا رکے وقت اس سے نوید ملت ہو۔ کیونکہ اس ذات پاک میں بے انتہا قدرتیں ہیں۔ اور مخلوق کے ظاہر و باطن پر اس کے عجیب تصرف ہیں۔ سو تم نہ منافقوں کی طرح بلکہ سچے دل سے یہ دعائیں کرو وغیرہ وغیرہ (دیکھو روڈ اور جلسہ احباب جس جوبلی مل)

ادھر سالہ ستھ فیسریہ میں مسئلہ جہاد کی اڑ لیکر اپنی جماعت کو دفا دار اور دنیا کے اسلام کو باغی قرار دینے کی ناپاک کوشش کرتے ہوئے ان الفاظ میں قبول اسلام کا پیغام دیا۔ کہ :-

”لیکن اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند ہم عاجزانہ ادب کے ساتھ تیری حضور میں کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں کہ تو اس خوشی کے وقت میں جو شہمت سالہ جوبلی کا وقت ہے۔ یسوع کے چھوڑنے کے لئے کوشش کر۔“ (ستھ فیسریہ ۱۹۰۵ء)

۱۰ مرزا صاحب کی اس مٹو بات اور طعنہ انتہا اس اوجوشن کی نمائندگی کا روایا ایل اور رشتہ دار برقی وغیرہ نے شہرہ
کامتا با جعفر کو انتہا علی اللہ علیہ وسلم کی خود داری اور حضور کے ان آزادانہ پیغاموں کا رد جو منور بادشاہان وقت
کے نام ارسال فرمائے تھے۔ اور یہ دیکھ کر کیا حد کے امور اور کرل لایہی طریقہ تبلیغ حق کا نیا چاہی کہ طرح طرح کی جاہلوں
اور خوشامد اور ترغیظ کے ٹیٹ بھاکر دین جن کی دعوت ان ذیل الفاظ میں پیش کرتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
توہر قتل بادشاہ کو صاف الفاظ میں تحریر فرما دیا تھا کہ اسلم تسلیم لینے نو مسلمان ہو جانت تیری کلامتی ہوگی

مرزا صاحب کی مذکورہ بالا چھ ذبا توں والی دعا بھی بارگاہ الہی سے مردود ہوئی جسکی قبولیت کا اپنی جماعت کو اطمینان دلایا تھا۔ اور بقول خود دعا کے مردود ہو جانے سے منافق ثابت ہوئے۔ اور سالہ تحفہ قیصریہ میں جو مسلمانوں کی نسبت طرح طرح کے الزام و اتہام لگا کر اور اپنی جماعت کی وفاداری جتلا کر عجیب و غریب انفاطیل اور رنگ آمیز یوں سے۔ اور عاجزانہ ادب کے ساتھ ملکہ معظمہ کے حضور میں کھڑے ہو کر عرض کی گئی تھی۔ کہ وہ اسلام قبول کریں۔ یہ عرض ہی نا منظور ہوئی۔ حضور ملکہ معظمہ کو ایک سال کے اندر نشان آسمانی دکھانے کے لئے بھی لکھا تھا۔ اگر وہ پسند کریں۔ مگر انہوں نے ادھر بھی توجہ نہ کی۔

۱۲۶۷ اور نومبر ۱۸۹۸ء کو مرزا صاحب نے ایک اشتہار دیا۔ جس میں وجہ تھا کہ۔

میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے۔ کہ وہ مجھ میں اور محمد حسین میں آپ فیصلہ کرے۔ اور وہ دعا یہ ہے۔ اے میرے ذوالجلال پروردگار۔ اگر میں تیری نظریں ایسا ہی ذلیل چھوٹا اور مغتری ہوں۔ جیسا کہ محمد حسین ثاوی نے اپنے رسالہ اشاعت السنۃ میں بار بار مجھ کو کذاب و بادل اور مغتری کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ اور جیسا کہ اس نے اور محمد بخش جعفری نے۔ اور ابو الحسن تبسبی نے اس اشتہار میں جو ۱۰ نومبر ۱۸۹۶ء کو چھپا ہے۔ میرے ذیل کرنے میں کوئی قبیحہ اٹھا نہیں رکھا۔ تو نے میرے مولا۔ اگر میں تیری نظریں ایسا ہی ذلیل ہوں۔ تو بھیر ۱۳ ماہ کے اندر اپنے ہار و سہر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۸۹۹ء تک ذلت کی مار وار دکر ۱۵ اور اگر تیری جناب میں مجھے دعا بہت اور عزت ہے۔ تو میرے لئے یہ نشان ظاہر فرما۔ کہ ان تینوں کو ذلیل اور رسوا اور ضربت علیہم الذلۃ کا مصداق کر۔ آمین۔ ثم آمین۔

اس کے اخیر میں لکھتے ہیں۔ کہ۔

”یہ دعا سچی۔ جو میں نے کی۔ جواب میں الہام ہوا۔ کہ میں ظالم کو ذلیل اور رسوا کر دوں گا۔ یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ فریقین میں سے جو کاذب ہے۔ وہ ذلیل ہو گا۔ یہ فیصلہ چونکہ

۱۵ اس سے آگے کچھ عبارت چھوڑ گئی ہے۔ جو مرزا صاحب نے طاعت خود پر بطور تکرار کلام لکھی ہے۔

الہام کی بناء پر ہے۔ اس لئے حق کے طالبوں کے لئے ایک کھلا کھلا نشان ہو کر رہا ہے کہ
 راہ ان پر چلو گئے گا یہ دعا بھی بالکل بے نتیجہ اور مردود رہی۔ اور مرزا صاحب کے ہر سہ مخالفین
 کو کوئی واقعہ عظیم پیش نہیں آیا۔ جو اس پیشگوئی کا مصداق بن سکے۔ نہ ہی وہ کسی ذلت کی
 موت سے تباہ اور برباد یا رُسوا ہوئے۔

اس پر صفائی یہ ہے۔ کہ حقیقتہً الٰہی ۱۸۷۱ء پر لکھتے ہیں۔ کہ مولوی محمد حسین اور ان کے
 ساتھیوں کے لئے کوئی تاریخ مقرر نہ تھی۔ اس کذب بیانی کی بھی کوئی حد ہے؟ پھر دعویٰ
 ہے رسالت اور نبوت کا !!!

(۷) ۵ نومبر ۱۸۹۹ء کو ایک اور اشتہار دیا جس میں درج ہے کہ :-
 "اے میرے مولا! قادر خدا! اب مجھے راہ بتلا۔ اگر میں تیری جناب میں سچا ہوں
 ہوں۔ تو ایسا کر کہ جنوری ۱۹۰۲ء سے اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک میرے لئے کوئی اور نشان
 دکھلا۔ اور اپنے بندے کیلئے گواہی دے۔ جسے زبانوں نے کچلا گیا ہے۔ دیکھ! میں تیری
 جناب میں عاجزانہ ہاتھ اٹھاتا ہوں۔ کہ تو ایسا ہی کر۔ اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں۔ تو ان
 تین سالوں میں کوئی ایسا نشان دکھلا۔ جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہوگا
 اخیر میں لکھا۔ کہ :-

"میں نے اپنے لئے قطعی فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ اگر میری یہ دعا مقبول نہ ہو۔ تو میں ایسا
 ہی مردود۔ ملعون۔ کافر۔ بے دین اور خائن ہوں۔ جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے (۱۸) اشتہار مذکور
 یہ دعا بھی نامقبول اور مردود ہوئی۔ اور کوئی نشان تین سال کے عرصہ میں ظاہر نہ ہوا۔
 (۸) مرزا صاحب کی نسبت ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے موت کی پیشگوئی کی۔ اس کے
 مقابلہ میں مرزا صاحب کی زبان پر الہامی طور سے یہ دعا جاری ہوئی۔

یہاں فرق بین صادق و کاذب انت تری کل مصلح و صادق۔
 ترجمہ :- اے خدا! سچے اور جھوٹے میں فرق کر کے دکھلا۔ تو ہر ایک مصلح اور صادق کو جاننا ہے۔"

(حقیقتہ الوحی مشہور اور اشتہار خدا کے کا حامی ہو)

پھر مرزا صاحب کو ان کے معلم نے بشارت دی۔

”خدا قاتل تو باو۔ مرزا شر تو محفوظ دارا۔“ یعنی اے دشمن تو جو تباہ کرنے کا ارادہ

رکھتا ہے۔ خدا تجھے تباہ کرے۔ اور میرے شر سے مجھے نگاہ رکھے۔ (حقیقتہ الوحی مشہور)

پھر کچھ اہل ایمان الہی کہتے ہیں کہ۔

”دشمن جو میری موت چاہتا ہے۔ وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب الفضل کی

طرح نابود اور تباہ ہو گا (تجربہ ص ۵۰ نومبر ۱۹۰۶ء)

یہ الہامی دعا بھی سبکی قبولیت کے الہام ہو چکے تھے۔ مرزا صاحب کے نقطہ خیال سے مردود

ہوئی۔ کیونکہ مرزا صاحب ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی کے مطابق مرگئے۔ ان مسلمانوں کے خیال کے

مطابق مردود قبول ہو گئی۔ کیونکہ مرزا صاحب نے اپنا کاذب ہونا ثابت کر دیا۔

۱۹۰۶ء ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب کے مقابلہ میں دو اور دعائیں الہامی طور پر مرزا

صاحب کی زبان پر جاری ہوئیں۔

(الف) رب کل شیء خادماک۔ ربنا فاحفظنی والفرنی۔ دہرہ جہنمی

یعنی اے میرے خدا ہر چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے خدا شریک شرارت سے مجھے نگاہ

رکھ۔ اور میری مدد کر۔ اور مجھے رحم کر۔ (حقیقتہ الوحی مشہور)

(ب) اے ازل ابدی خدا۔ بیٹریوں کو کپڑے کے آ۔ اے ازل ابدی خدا میری مدد

کے لئے آ۔ (حقیقتہ الوحی مشہور) افسوس کہ مرزا صاحب کے خدا نے ان اپنی بتائی ہوئی

(الہامی) دعاؤں کا بھی کچھ خیال نہ کیا۔ اور دعاؤں کو مردود کر کے اس شخص کو فتح دیدی

جو اس کے مسیح کو کذاب و کفار۔ شیطان۔ دجال۔ شریر۔ حرام خور۔ خائن۔ ظالم پرست

لفس پرست۔ مفسد۔ مفتری وغیرہ کہتا تھا۔

(۱۰) ۵ اپریل ۱۹۰۶ء کو مرزا صاحب کا ایک اشتہار بعنوان مولوی شہناز الد

صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ شائع ہوا۔ مضمون غیر مزدوری پر طویل ہے۔ جس میں پہلے مولوی صاحب کے مضامین کی جو مرزا صاحب کی تکذیب میں نکلتے رہے ہیں۔ شکایت کی ہے اور بالآخر کہتے ہیں۔ کہ :-

”میں خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے۔ جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعوائے مسیح موعود ہوئے گا میرے نفس کا افترا ہے۔ اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں۔ اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے۔ تو اے میرے پیارے مالک۔ میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر۔ اور میری موت سے انکو اور انکی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین“ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا۔ اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے۔ حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں۔ کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔“ اخیر میں پھر لکھتے ہیں۔ کہ :-

”یا اللہ میں تیرے ہی تقدس کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتی ہوں۔ کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے“

آخری سطروں میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ :-

مولوی ثناء اللہ صاحب سے التماس ہے۔ کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں اس کے پیچھے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے“

عبارت مذکورۃ اللہ کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ مرزا صاحب کو اپنی اس دعا کی قبولیت پر اتنا گھمنہ تھا۔ کہ انہیں لکھ دیا۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے واقعی سچا سچا فیصلہ فرمادیا۔ کہ جھوٹے کو سچے کی زندگی میں

ہی ہلاک کر دیا۔ مولوی صاحب بلفصلہ توالی تمام مال موجود اور بدستور مرزائی ہفتوات کی تردید فرما رہے ہیں۔ اور مرزا صاحب نے مئی ۱۹۰۸ء میں بمرض ہسینہ صرف اگست بیمار رہ کر مقام لاہور وفات پائی۔ ان کے نقطہ خیال سے یہ مہتمم بالشان دعاء ہی نامقبول اور مردود ہوئی۔

تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

مرزائی صاحبان مرزائی کی ان دس عظیم الشان نامقبول و مردود دعاؤں کو ملاحظہ کریں۔ اور پھر مرزا صاحب کے بیان کردہ اصول و نفس قرآنی (و ما دعاء الکافرین الا فی ضلال) پر مکرر غور کریں۔ کہ مرزا صاحب تو صرف طاعوں کی دعا کے متعلق اپنے مخالفین علماء کو للکارتے تھے۔ کہ تم کافر ہو۔ اس لئے تمہاری دعائیں قبول نہیں ہوں گی۔ مگر یہاں مرزا صاحب کی نامقبول دعاؤں کا ایک مجموعہ دکھایا گیا ہے۔ تو پھر اس اصول کی رو سے مرزا صاحب کے کافر ہونے میں کیا شک ہے۔ جو ان کا خود مجوزہ ہے۔

۱۰ ایک میرزائی کو اختیار ہے۔ اور وہ کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ دعا منطور و مقبول ہوئی۔ کیونکہ دعائیں یہ الفاظ ہی تھے۔ کہ اگر یہ دعائے سیح موعود ہونے کا میرے نفس کا افتراء ہے۔ اور میں تیری نظیر میں مفسد اور کذاب ہوں۔ اور دن رات افتراء کرتا میرا کام ہے۔ تو اسے میرا پاک مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر۔ اور میری موت سے ان کو اور انکی جماعت کو خوش کر دے۔“

لیکن اس صورت میں اُسے مرزا صاحب کو کذاب۔ مفسدی اور مفسد مانا بیجا و دوسری صورت یہ ہے کہ دعا کو نامقبول اور مردود مانا جائے۔ اس حالت میں مرزا صاحب پر ان کا اپنا مجوزہ کفر عائد ہو گا۔ اور تجاب الدعوات ہوتا ہی مائل ٹھہرے گا۔“

نویں فصل

مرزا صاحب کے معتقد ایمانیہ اور انکی تعلیم و اخلاق کے نویں پونے

بنے کیونکر جو ہو سب کار اُلٹا

ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا

مرزا صاحب کا الہام تھا۔ مَا يَنْطِقُ عَنْ الْجَبْرِ إِنَّهُ هُوَ الْأَوْحَىٰ يُوَسِّىٰ

یعنی مرزا اپنی خواہش سے نہیں بولتا۔ بلکہ وہی کہتا ہے۔ جو اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور تجلیات الہیہ ۲۵-۲۶ میں مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ یہ مکالمہ الہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کیلئے ہی اس میں شک کروں۔ تو کافر ہو جاؤں۔ اور میری آخرت تباہ ہو جاوے۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ کم از کم دینیات اور روحانیات کے متعلق تو مرزا صاحب نے

جو کچھ لکھا ہے۔ وہ مزید ہی الہام الہی سے لکھا ہے۔ لیکن اس مختصر کتاب کے گذشتہ اوراق سے مرزا صاحب کے الہامات اور تحریرات کے صدق یا کذب کا ناظرین خود اندازہ لگا سکتے

ہیں۔ فصل ہذا میں عام اعتقادات اسلامیہ کے متعلق مرزا صاحب کے خیالات کا مزید اظہار

کیا جاتا ہے۔ جس سے ناظرین پر روشن ہو جائیگا۔ کہ مرزا صاحب کس قسم کے اسلام کو

مانتے تھے۔ اور ان کے اخلاق کہاں تک اسلامی اخلاق کہلانے کے مستحق تھے۔ اور کس حد تک

وہ مَا يَنْطِقُ عَنْ الْجَبْرِ... الخ کے ماتحت بولتے تھے۔

(۱) توحید و ذات باری کے متعلق مشرکانہ اقوال۔

(الف) فضل چہارم میں بیان ہو چکا ہے۔ کہ مرزا صاحب اللہ تعالیٰ کی اولاد ہونے کے قائل تھے۔ چنانچہ انکو تین الہام ہوئے۔ جن میں انہیں ولد کے لفظ سے مخاطب کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ توحید مرام^۲ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ:-
”مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے۔ جسے استغارہ کے طور پر بنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔“

یہ ولد اور ابن وہ الفاظ ہیں۔ جن کی قرآن شریف میں جابجا تردید و مذمت فرمائی گئی ہے۔ اور اس کے قائلوں کو گمراہ اور کافر کہا گیا ہے۔

(ب) قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقد صخر الذین قالوا

ان الله ثالث ثلاثة وہ لوگ ضرور کافر ہوئے۔ جنہوں نے کہا۔ کہ خدا تین میں سے ایک ہے۔ اس آیت سے عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث کی بھکنی منقوض ہوتی۔ لیکن مرزا صاحب پاک توحید کے ساتھ پاک تثلیث کے بھی قائل تھے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ کہ:-

اور ان دونوں مجتہدوں کے کمال سے جو خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر نزو مادہ کا حکم رکھتی ہے۔ اور محبت الہی کی آگ سے ایک تیسری چیز پیدا ہوتی ہے۔ جس کا نام روح القدس ہے۔ اس کا نام پاک تثلیث ہے۔ اسلئے یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ ان دونوں کے لئے بطور ابن اللہ کے ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۳۰)

واہ مرزا صاحب! کہاں تثلیث کا لغتی عقیدہ! اور کہاں اس کے ساتھ لفظ پاک! مرزا صاحب نے ایسے گندے عقائد کی پاک اور پاک دو قسمیں بنا دی ہیں۔ تو مرزا میوں میں پاک جھوٹ پاک شرک پاک جوئے وغیرہ کا بھی ضرور رواج ہونا چاہیئے۔

لہذا کم از کم عیسائیوں کو تو مرزا صاحب کا شکور ہونا چاہیئے جسکے تثلیث جیسے بھول بھلیاں عقیدہ کی مرزا صاحب نے تعریف کر کے اسے پاک فرما دیا ہے۔

(ج) قرآن شریف فرماتا ہے۔ لَئِنْ كُنْتُمْ كَافِرِينَ شَيْئًا رَأَيْتُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى كَىٰ مَشَالٍ
کوئی چیز نہیں ہے) مگر مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ :-

اس وجہ و اشکال کے بیشمار ہاں تھے۔ بے شمار میر ہیں۔ عرض اور طول رکھتا ہے۔ اور
تینہ دے کی طرح اس کی تاریں بھی ہیں۔ تو فیج المرام مثہ۔

(ح) قرآن شریف فرماتا ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ
نہیں سکتیں) مگر مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ :-

یہ (صاحب الہام لوگوں سے) خدا قریب ہو جاتا ہے۔ اور کسی قدر پر وہ اپنے پاک
اور روشن پہرہ پر سے جو نور محض ہے اتار دیتا ہے۔ اور یہ کیفیت دوسروں کو میسر نہیں
آتی۔ بلکہ وہ تو بسا اوقات اپنے تئیں ایسا پاتے ہیں۔ کہ گویا ان سے کوئی کھٹکھا کر رہا
ہے۔ (ضروریۃ الامام مثلاً)

(د) براہین احمدیہ کے مثہ ۵ پر کہتے ہیں۔ اَغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَاءِ
سرابنا عاج۔ اسکی تشریح میں کہتے ہیں۔ کہ ہمارا رب عاجی ہے۔ مگر عاجی کے معنی کی
بابت لکھا۔ کہ معلوم نہیں ہوئے :-

بارش کی طرح وحی نازل ہوتی ہے۔ اور اللہ سے ہمکلام ہونے کے مدعی ہیں۔
مگر الہام کے معنی نامعلوم ہی رہتے ہیں۔ اچھا ہم بتاتے ہیں۔

مرزا صاحب نے بنی اور محدث کے الفاظ کے لئے لغات کی کتابوں کو چہاں مارا
اگر عاج کے معنی ہی کتب لغت میں دیکھ لیتے۔ تو پتہ لگ ہی جاتا۔ سنو! عاج کے معنی
ہیں ہمتی و دانت۔ (ستخوان فیل۔ سرگین دگوبر) وغیرہ (دیکھو منتخب اللغات مثہ ۳)
اب مرزائی صاحبان کی مرضی ہے۔ کہ اس الہام کی رو سے اپنے خدا کو ہمتی و دانت کا بھج
لیں۔ یا گوبر گنیش۔ ع بریں عقل و ایمان تفاخر کیند!

لے کر شن بچ کا اونا رہنے والے کو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر یاد آ گیا ہوگا

بچے و بزرگ عاج در سو منات ۴ مرصع جو در جاہلیت منات

اللہ تعالیٰ کا یہ جلیبہ غالباً مرزا صاحب کی اس گہرے لکھنے میں درج ہوگا۔ جسے وہ شریا
سے اتار کر لائے کا ادا کرتے ہیں۔ ورنہ کلام اللہ میں تو ان باتوں کا کہیں پتہ نہیں۔
(۱) حقیقۃ الوحی ص ۲۵ میں لکھتے ہیں کہ:-

”پس روحانی طور پر انسان کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں کہ وہ استفادہ معنائی
حاصل کرے۔ کہ خدا تعالیٰ کی تصویر اس میں کھج جاوے۔“
توضیح المرام ص ۹۰ میں حضرت جبرئیل کی نسبت لکھتے ہیں کہ:-

”وہ خدا سے سانس کی ہوا۔ یا آنکھ کے نور کی طرح نسبت رکھتا ہے۔ اور خدا کی
جنبش کے ساتھ وہ بھی جنبش میں آجاتا ہے۔ اصل کی جنبش کے ساتھ سایہ کا ہلنا بھی طبعی طور
پر ضروری ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اسکی تصویر حکو روح القدس کے نام سے موسوم
کرنا چاہیئے۔ محب صادق کے دل میں منقش ہو جاتی ہے۔“

ناظرین! خدا تعالیٰ کی عکسی تصویر محبت کے دل پر گزشتہ ۱۳۰۰ سال میں مرزا
صاحب کے سوانے اور کسی نے کبھی نہیں کھینچی تھی۔ مرزا صاحب نے اپنی عکسی تصویر اتر واکر مریدوں
میں تقسیم کر دلی۔ بجائے اس کے اپنے دل پر سے خدا کی تصویر کا عکس ہی کیوں نہ اُتر وایا۔ تاکہ
عام لوگ اللہ میاں کی زیارت تو ان آنکھوں سے کر لیتے۔ جس سے از ابتدا اے آفرینش محروم
ہیں۔ واہ جناب! واہ!! اللہ کی ذات اور اسکی عکسی تصویر! کیوں نہ ہو مجھ و دین چھوٹے
بچہ بچہ جانتا ہے۔ کہ تصویر ہمیشہ خارجی و مادی وجود کی ہوتی ہے۔ خواہ دستی ہو یا عکسی
غیر مادی وجود کی تصویر بنانی ناممکن ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

اے برتر از خیال و خیال و گمان و دہم و از چہ گفتہ اند و نہ ندیم
دقت تمام گشت و پیاں رسید عمر ما ہچنانہ داول و صف تمانہ ایم

مرزا صاحب کا کشف ہے۔ کہ میں نے دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔ اور یقین کیا۔ کہ وہی ہوں مگر اللہ اللہ
ص ۹۰ اسلئے شائد خدا کو اپنا شکل سمجھ کر ہی اپنی تصویر مریدوں میں تقسیم کی ہو۔

جب اللہ کا جسم ہی نہیں۔ تو تصویر کیسی! اللہ کی ذات تشبیہ سے بالاتر ہے
تو ہر اسکی شبیہ کا ذکر شرک اور کفر نہیں تو اور کیسی ہے؟

حضرت جبرائیل کو خدا کا سانس۔ یا خدا کی آنکھ کا نور یا خدا کے جسم کا سایہ
بتانا اور اس پر اعتقاد رکھنا مرزا صاحب اور ان کی امت کو ہی مبارک ہو۔ مسلمان تو
ان مشرکانہ عقائد سے سخت بیزار ہیں۔

(۲) نبوت کا دعوے۔

اگرچہ مرزا صاحب کی تصانیف و الہامات میں نبی اور رسول کے الفاظ شروع سے
ہی موجود تھے۔ مگر حکمت عملی سے وہ اسکو حقیقت کے خلاف مجاز پر محمول کر کے اپنی نبوت کو
غلطی۔ بروہی۔ غیر حقیقی وغیرہ سے تعبیر کرتے رہے۔ مگر جوں جوں مرزا صاحب کے مریدوں
کی تعداد بڑھتی گئی۔ اس خیال کو بھی ترقی ہوئی رہی۔ اور گو پہلے پہل مدعی نبوت کو ملعون
کافر۔ و جال وغیرہ الفاظ سے موسوم کرتے اور خاتم النبیین (آئینہ قرآنی)، اور لابی بدیع
(حدیث شریف) کے معنی بھی کرتے رہے۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد کوئی نبی اور رسول نہیں۔ لیکن سنہ ۱۹۱۰ء میں ایک استعمار بنو ان ایک غلطی کا ازالہ
لکھ کر آپ نے نبوت کی ایک تمام بنیاد رکھ دی۔ اور بالآخر حکم کھلا نبوت کے مدعی بن گئے

ملہ نبوت کے بارے میں آپ کی امت کے دو فرق لائبریری اور قادیانی بن گئے ہیں۔ اول الذکر کو نبی نہیں
مانتے اور ابتدائی اقوال سے مستحکم کرتے ہیں۔ مگر آخر الذکر کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کو سنہ ۱۹۱۰ء تک سمجھا ہی نہیں
آئی کہ آپ نبی ہیں۔ یہ عقیدہ بھی ہونیکا ان پر سنہ ۱۹۱۰ء میں کھلا۔ (لاحظہ ہو حقیقتہ النبوة ص ۱۳۵-۱۳۸ و اقوال
الفصل ص ۱۲) جنہوں نے اقرار ہے کہ مرزا صاحب ۱۵ سال تک اپنی نبوت کے منکر رہے حالانکہ نبی اپنی وحی کا اول انبیاء
ہوتا ہے۔ فرقہ قادیانی کے پیشوا سے موجود یعنی مرزا صاحب کے پیروں مرزا محمود احمد نے نبوت کی بیساعام اول
ارزاں کر دیا کہ اس کے مسلمات کی رو سے تمام ایسے کتاب اور متنی جنہوں نے گذشتہ ۱۳۰ سال میں دعویٰ
نبوت کیا ہے سب نبی ٹھہرتے ہیں۔ اور آئندہ بھی مرزائیوں میں سے نبی بننے شروع ہو گئے ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحب
کے بعد چار اشخاص ذیل مدعی نبوت ہو چکے ہیں۔

(۱) مولوی جراح الدین جموی مصنف منارۃ السیر۔ (۲) مولوی عبد اللہ تیما پوری۔
(۳) میلان بی بخش ساکن جہار ایجنے ضلع سیالکوٹ۔ (۴) عبد اللطیف راجپوت ساکن گنجانہ ضلع جالندھر۔

جس میں کوئی شرط وغیرہ نہیں تھی۔ دو چھو اخبار بدرہ مارچ ۱۹۰۸ء و خط بنام انبار
عام ۲۰ رشی ۱۹۰۸ء) لیکن اس صاف دعوے کے ساتھ ہی غیرت الہی جوش میں آئی۔
اور وقتاً موت نے آپ کو آپکڑا۔

مرزا صاحب نے نہ صرف سیح موعود اور بنی ہونے کا ہی دعوے کیا۔ بلکہ ہر ایک بنی
کے وجود اور کمال کے منظر بن بیٹھے۔ اور اس کے ساتھ ڈھکوسلہ یہ لگا دیا کہ متابعت نامہ
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے یہ درجہ حاصل ہوا ہے۔ اور میرا وجود حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہے، (وکیو ایک غلطی کا ازالہ)
نیز وہ کہتے ہیں کہ۔

والف) آدم نیز احمد مختار	در برم حاتمہ ہمہ ابرار
آنچه دوست بر بنی راجہام	داد آں جام را مرا تمام
انبیا گرچہ بودہ اند بے	من بجز فال نہ کرتم ز کیے
کم شیم زان ہمہ بر کیے یقین	ہر کہ گوید دروغ است یقین

مطلب یہ کہ باو آدم صاحب سے لیکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جس قدر بنی ہوئے
ہیں۔ آپ سب کا مجموعہ ہیں۔ اور جو کمالات فرداً انبیائے کرام کو عطا ہوئے تھے۔ وہ
سب سب مرزا صاحب کو مل گئے ہیں۔ اور مرزا صاحب عرفان میں کسی بنی سے کم نہیں ہیں۔
اگر کوئی ایسا کہے تو وہ چوٹا اور ملعون ہے۔

اب خدا تبارک نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا منظر پیش کیا ہے۔ اور تمام نبوک
نام میرے پیش منسوب ہیں۔ میں آدم ہوں۔ میں شیث ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں
میں اسحق ہوں۔ میں اسمعیل ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں یوسف ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جو انبیاء کے کمالات جمع تھے۔ مرزا صاحب کل انبیاء کے کمالات کا مجموعہ
انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات میں جمع ہونا بیان کر کے گویا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
پر بھی فضیلت کے مدعی ہیں۔

داؤد ہوں۔ یسعی ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں منظر اتم ہوں۔ لینے
ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں (حقیقتہ الہی ص ۷۸ حاشیہ)

(ج) اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز مقدس نبی گذر چکے
ہیں۔ ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں۔ سو وہ میں ہوں۔ براہین
احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۔

اس مسئلہ نبوت پر قادیانیوں نے حقیقتہ النبوة اور لاہوریوں نے النبوة فی
الاسلام دو ضخیم کتابیں لکھی ہیں۔ جو ان کے معقداً کو ظاہر کرتی ہیں۔ اور فریقین مرزا صاحب
کے ہی اقوال و تحریرات سے سند پکڑتے ہیں۔ لیکن بات یہ ہے۔ کہ دونوں فریقوں کو گمراہ
مرزا صاحب نے ہی کیا ہے۔ جہاں ان کی بے شمار اقوال دعوائے نبوت کے منافی ہیں۔ وہاں
ساتھ کے ساتھ بیسیوں جگہ دعوائے نبوت موجود ہی ہے۔ شائقین کو شوق ہو۔ تو
کسی مرزائی سے لیکر ہر دو کتب مندرجہ بالا ملاحظہ کریں۔

ہم صرف اس قدر لکھنا چاہتے ہیں۔ کہ جو طے نبیوں کا اس امت میں حسب پیشگوئی مقرر
مصادیق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا ضروری تھا۔ جیسا کہ پچھلے زمانہ میں ہی
ہوتے رہے (دیکھو فصل اول کتاب ہذا) اس کے علاوہ اس جگہ انجیل سے ہی شہادت
پیش کی جاتی ہے۔ جس کے حوالے مرزا صاحب نے اکثر اپنی کتابوں میں دیئے ہیں۔

”جب وہ کسب ازتوں کے پہاڑ پر بیٹھا تھا۔ اس کے شاگرد اس کے پاس آئے اور
بولے۔ کہ یکب ہو گا۔ اور تیرے آئے گا اور دنیا کے اخیر کا کیا نشان ہے۔ یسوع نے جواب
دیکر انہیں کہا۔ ضرور ہو گا۔ کہ کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے۔ کیونکہ بہت سے میر نام پر آئیں گے
اور کہیں گے کہ ہم مسیح ہیں۔ اور بہتوں کو گمراہ کر دیں گے۔ اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ
سنو گے۔ ضرور امت گھبراؤ گی۔ کیونکہ ان سب باتوں کا واقعہ ہونا ضروری ہے۔ پر اب تک اخیر
تہیں ہے۔ کیونکہ قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھیں گی۔ اور کال۔ دباں اور ہنگام

زلزلہ ہونگے۔ اور بہت جھوٹے نبی اٹھیں گے۔ اور بہتوں کو گمراہ کریں گے۔ (اگے چل کر کہا ہے) کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھیں گے اور بڑے نشان اور کرامتیں دکھائیگی۔ یہاں تک کہ اگر ممکن نہ ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے۔ اس وقت انسان کے بیٹے کو باوجود بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آنا دیکھیں گے۔“

دیکھو انجیل مرتس ۱۳۔ باب ۲۲۔ لوقا ۱۷۔ باب ۲۷۔ ۲۸ تا ۳۱۔ اعمال ۲۔ ۳۰۔ یوحنا

۱۵۔ ۲۹۔ ۳۰۔ متی ۲۴۔ ۳۰۔ ایسا ہی انجیل برنباؤس میں لکھا ہے کہ ۱۔

یہاں نے جواب میں کہا۔ کہ کیا رسول اللہ کے آنے کے بعد اور رسول ہی آئیں گے۔

رسول یسوع نے جواب دیا۔ اس کے بعد خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے سچے نبی کوئی نہیں آؤں گے مگر جھوٹے نبیوں کی بھاری تعداد آئیگی۔ (دیکھو باب ۱۶، آیت ۷ تا ۹ انجیل برنباؤس)

خود مرزا صاحب بھی اپنی متعدد تصانیف انجام انجم۔ اربعین ۷۔ آئینہ کمالات

اسلام۔ نشان آسمانی جون ۱۹۲۷ء۔ حاتمہ البشر شری وغیرہ وغیرہ میں بوجہ حضرت خاتم النبیین

صلی اللہ علیہ وسلم کسی نبی نئے یا پرانے کا آنا نہیں مانتے۔ بلکہ مدعی نبوت کو بدبخت۔ مفری

ملعون۔ کا ذب اور کا فر قرار دیتے رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ۱۔

ہست اوخیر اکمل خیر الانام ہر نبوت را بروشاختام

ختم شد نفس پاکش ہر کمال لاہرم شد ختم ہر پیغمبرے

پس بمقابلہ ارشاد ربانی۔ احادیث صحیحہ۔ شہادت انما جمل مروجہ الوقت دائرہ خود

مرزا صاحب کا نبوت کا دعوے کرنا اور سلسلہ نبوت کو ہمیشہ کے لئے جاری اور غیر ختم ماننا

ناظرین غور فرمائیں۔ کہ کہاں تک اسلام کے موافق ہے۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فتوے یہ ہے کہ ۱۔

تہ جو مسلمان کسی مدعی نبوت سے معجزہ طلب کرے۔ وہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ اس کے

ستارہ پرستوں کی کتب سے عقلی دھوکے اٹھائے ہیں۔ اور فلسفیانہ تاویلات و حکیمانہ توجیہات سے اسلام پر دسائیر۔ صاحبیوں اور وید کی تعلیم کو ترجیح دی ہے۔ لہذا اول مرزا صاحب کے ان خیالات کا عقلی تحقیقات سے ہی موازنہ کیا جاتا ہے۔

تاکسیرین سے متعلق نہیں کہ زمانہ حال کے ماہر ان فنِ نجوم نے مالک جرمن۔ فرانس امریکہ وغیرہ میں دور بینوں وغیرہ کے ذریعہ اس امر کو مشاہدہ کر کے لکھا ہے کہ آفتاب مانتاب ستارے اور سیارے وغیرہ اجرام سماوی سب کے سب گرتے ہیں۔ اور انہیں سے بعض میں آبادیاں بھی ہیں۔ چنانچہ مرتزخ میں آبادی کا ہونا قریباً ثابت ہو چکا ہے۔ اس جدید تحقیقات علمی کے مقابلہ میں مرزا صاحب کا ملائکہ کو ستاروں کی اور اج کہنا کتنا مسخکہ خیز ہے! یورپ کے عالموں اور پروفیسروں نے یہ بھی تحقیق کیا ہے کہ ستاروں۔ سیاروں۔ شہاب ثاقب وغیرہ اجرام سماوی کا وجود مفصلہ ذیل اشیاء سے مرکب پایا گیا ہے۔ وہ۔ کافسی۔ گندہک۔ سک۔ گفیشیا۔ چونا۔ الوسنیم۔ پٹلس سوڈا۔ تانبا۔ کاربن وغیرہ۔ (دیکھو مور رانیہ جیولوجی مسقفہ و گٹر سیریل کنسٹریکشن) اس کتاب کے ملاحظہ سے مرزا صاحب کے علم و فضل کا حل خوب روشن ہوگا۔ اور ان کی اس نئی تحقیقات کی اچھی طرح قلعی کھل جائیگی۔ جیسا کہ کشف من الصد کی حقیقت گزشتہ مضامین سے کہل چکی ہے۔

ہندوؤں پر تو آپ کا اعتراض ہے کہ وہ تینتیس کروڑ دیوتاؤں کو الوہیت کے کاروبار میں خدا تاملے کا شریک ٹھہرتے ہیں۔ (برہمن احمیہ ص ۳۹۱-۳۹۲) (شاہیہ ص ۱۰) مگر خود ہر دولت ملائکہ کو ستاروں کی اور اج ماں کر کہتے ہیں۔ کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے۔ نجوم کی ہی تاثیرات سے ہو رہا ہے۔ تو فرق کیا رہا؟

ہندوؤں نے تینتیس کروڑ دیوتاؤں کو کاروبار الوہیت میں شریک کیا۔ اور آپ نے بے شمار ستاروں کو!!!

اس سے معلوم ہوا۔ کہ مرزا صاحب کی یہ تعلیم بالکل مشرکانہ مٹلاف عقل اور خلافِ واقعہ ہے۔

لیکن دوسری طرف مرزا صاحب عامل بالقرآن و حدیث ہونے کے ہی مدعی ہیں۔^۱ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے ملائکہ کے وجود کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔ جس سے مرزا صاحب کے اس باطل عقیدہ کی تکذیب ہو جائیگی۔ اگر مرزا صاحب دینی تعلیم کی کامیابی سے ان لفظوں میں انکار بھی فرما چکے ہیں۔ کہ۔

”مگر اس فلسفی الطبع زمانہ میں جو عقلی شائستگی اور ذہن کی تیزی اپنے ساتھ رکھتا ہے دینی کامیابی کی امید رکھنا ایک بڑی بہاری غلطی ہے۔“ ازالمہ ۲۶۸

قرآن شریف کو کہل کر مقامات ذیل کو دیکھو۔

- (الف) وَمَا جَاءَتْهُمْ مِنْ رُسُلِنَا وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ بَيِّنَاتٌ مِّنْ رَبِّهِمْ فَيَكْتُمُونَ
(ب) هَلْ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ حَتَّىٰ إِذَا دُرِّيٰ عَلَيْهِ رُسُلُنَا فَيَقُولُ سَوَاءٌ عَلَيْنَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا أَوْ لَا يُنْزِلُ ۚ إِنَّنَا مُنْزِلُونَ
(ج) إِنَّا نَقُولُ لِلَّذِينَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كُفْرُهُمْ وَلَسَّهُمْ جُزَاءٌ مِّنْ عَذَابِنَا أَلَّا يُدْعَوْا إِلَىٰ أُولَٰئِكَ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا لِّقَوْمٍ أَعْيُنًا
(د) فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ الْمُرْسَلِينَ كَذِبًا وَأَكْبَارًا تَمْتَلِجُ فِي الْكِبَرِ فَيُوَلُّوهُمُ الْأُمُورَ ۚ
قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا

اے جو چھٹی ہوئی۔ ناظرین! اپنے دیکھا کہ مرزا ابنا انجہانی نے اپنی نام نہاد عقلی تحقیقات کو کھوسوں کے سامنے تعلیم قرآن شریف و تعلیم دین کو کیسا عاجز خیال کیا ہے کہ بلا شرط ہتھیار ڈال کر دینی کامیابی سے ہی منکر ہو گئے ہیں!! عقلی دلائل کا ہی خوف تھا۔ جو آپ اسلام کے بیسیوں مسئلہ مسائل سے انحراف کر گئے!!!

لیکن دوسری طرف دیکھو۔ تو آپ نہ صرف احمی روحانیت و عرفان کے ہی مدعی ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے رو در رو باتیں کرنے۔ آسمان پر اپنا نکاح پڑھوانے اور خدا کے منظر ہونے کے اپنی دعویٰ دیا رہیں۔ افسوس! اگر کے وہ نہ گھاٹ کے۔

حوالہ الف میں فرشتوں کا حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آنا۔ آپ کو اطمینان ملا۔ اور اگلی صبح تمام سستی کو تباہ کر دینا۔ کیا یہ سب کچھ ارواح کو اکب کا کام ہے؟

حوالہ ب میں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر فرشتوں کا بطور مہمان آنا۔ آپ کا من مٹانے کا ناتیار کرنا۔ فرشتوں کا نہ کھانا، بیٹے کی ولادت کی خوشخبری دینا۔ کیا یہ ارواح کو اکب کے کام ہیں؟

حوالہ ج میں۔ پہلے تین ہزار تعداد فرشتوں کی بتانا۔ اور منزلین انکی صفت بیان کرنا۔ اور پھر پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ۔ در پہنچانا۔ اور سو میں ان کی صفت بتلانا۔ کیا یہ بھی ارواح کو اکب ہی تھیں؟

حوالہ د میں۔ جس وجہ سے حضرت مریم علیہا السلام سے گفتگو کی تھی۔ اور ان کے سلاط کا جواب دیا تھا۔ کیا یہ بھی کسی ستارہ کی ہی روح تھی؟

مرزائی صاحبان۔ مرزا صاحب کی قبر سے پوچھیں یا ان کے بیٹے (موجودہ گدی نشین) یا محمود احمد سے یا اپنے نور ایمان سے کام لیں۔ کیا قرآن شریف کے مندرجہ بالا حوالوں میں ملائکہ سے ارواح کو اکب مراد ہیں؟ جو اپنی جگہ سے بقول مرزا صاحب ذرہ برا جہنم نہیں کر سکتے۔ قرآن شریف میں بیسیوں جگہ ملائکہ اور ان کے کاموں کا ذکر ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرانے کا قہر مذکور ہے۔ مگر ایک متقی اور صاف باطن مسلمان کے لئے یہی چار حوالے کافی ہیں۔ باقی ضرورت ہو تو قرآن شریف پر تدبر کرنے سے مزید تکین تب ہو جائیگی۔

بہ ستارے۔ سوان کی غرض و غایت آیات ذیل میں مذکور ہے۔

نَرَيَنَّ السَّمَاءَ ذَاتَ السَّيِّئَاتِ بِمَقَابِخٍ (ترجمہ) ہم نے دنیا کے آسمان کو ستاروں سے

آراستہ کیا۔ قَبَلًا لَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُنَّ بِمَنْدُوقٍ زَمِيمٍ (ترجمہ) اور لوگ ستاروں سے رہنمائی حاصل

کرتے ہیں۔ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيْطَانِ (ترجمہ) اور ہم ستاروں کو شیطان کے لئے پتھر بنائیں گے

آپ ﷺ کی طرف رجوع کرو۔

(الف) سجاد بن جریس - ابو داؤد - ترمذی - نسائی - ابن ماجہ میں بروایت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک حدیث ہے کہ ایک سائل آیا۔ اسکی صورت سو فاع اور بال کھڑکھڑاتی تھی۔ منجھڑا ہوا تھا۔ اس نے اسلام اور ایمان کے متعلق کچھ سوال کئے اور چلا گیا۔ حضرت سجاد رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ فائدہ چیر میل (علیہ السلام) اتاکم لعلکم حدیثکم ایہ حضرت سجاد رضی اللہ عنہ تھے۔ اس لئے آئے تھے کہ تم کو تبارک و تعالیٰ سکھا جائیں) (ب) عثمان ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم یدلہا علیہا جبریل اخذہا من فمہ علیہ ارات الحرب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے دن فرمایا کہ یہ جبریل ہے۔ جنگ پیشہ گھوڑا پکڑے کھڑا ہے۔)

ان حوالوں میں جس وجود کا تادرس ہے۔ وہ ارواح کو اکب نہیں۔ یا اللہ کا فرشتہ ہے علی ہذا حضرت جبریل علیہ السلام کا لشکر فرعون میں گھوڑے پر چڑھ کر آنا۔ دیکھو قرآن شریف اور بائبل، اور حضرت جبریل کا وہ دن تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنا رمضان المبارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن مجید کا دور کرنا۔ وحی صحابی کی شکل میں آنا۔ اور صدیق اکبر اور ام المومنین عائشہ صدیقہ کو سلام پہنچانا۔ دیکھو احادیث صحیحہ کہ یہ سب ارواح کو اکب کے ہی کام ہیں۔ جو اپنے مستقر سے ایک لمحہ کے لئے بھی جدا نہیں ہو سکتے؟

اب ناظرین خود اندازہ کر لیں۔ کہ سچے مسلمان کے لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر دل سے ایمان لانا اور اس پر یقین رکھنا امن وامان کا سچا راستہ ہے۔ یا مرزا صاحب کے خرافات و معتقدات مجوسیہ صحیح ہیں؟ اور کیا اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانا اور ان سے انکار کرنا کسی مومن مسلمان کا کام ہو سکتا ہے۔

نبوت اور امانت تو چیز سے دیگر است۔

مگر لوگوں کو دکھانے کے لئے مرزا صاحب یوں بھی رقمطراز ہیں کہ:-
 از ملائک از خبرئے معاد
 آئندہ از حضرت احدیت است
 اسخبر گفت آل مرتل رب العباد
 لشکر آل ستم تخت است
 کیا مرزا صاحب کی مندرجہ بالا تحریر شائق ملاحظہ ان اشعار کی تائید کرتی ہے؟
 (۴) قرآن و احادیث پر مرزا صاحب کا ایمان۔
 مرزا صاحب از اوام ۲۱ میں لکھتے ہیں کہ:-

”میں قرآن شریف کی غلطیاں نکالنے کے لئے آیا ہوں“

پھر آگے چلکر اسی از اوام ۲۱ تا ۲۵ میں لکھتے ہیں کہ:-

”قرآن زمین سے اُٹھ گیا تھا۔ میں قرآن کو آسمان پر سے لایا ہوں“
 قرآن شریف کا زمیں سے اُٹھ جانا۔ اور اس میں غلطیوں کا ہونا جس قرآنی ائمہ
 نزلاً الذکر و اقالہ کما حفظون کے قطعی برخلاف ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف
 دنیا پر نازل فرما کر اسکی حفاظت کا خود وعدہ فرمایا۔ اور قرآن شریف میں کہیں نہیں فرمایا
 کہ کسی یہ قرآن آسمان پر چلا جائیگا۔ اور پھر مرزا غلام احمد قادیانی کے ہمنام زمین پر واپس
 بھیجا جائیگا۔ تو مرزا صاحب ساریہ ادعا۔ محض باطل ہے۔ باقی رہا آپ کا قرآن شریف کی
 غلطیاں نکالنا۔ اور اس کے اسرار و رموز بیان کرنا جسکی بابت بہت لمبے چوڑے
 دعوے کئے جاتے ہیں۔ اس کا نمونہ اس کتاب کے گذشتہ اوراق میں دیا گیا ہے۔ کہ
 خلاف تعلیم قرآن آپ نے کیسے کیسے باطل عقائد مسلمانوں میں پھیلاتے کی کوشش کی ہے۔
 قرآن شریف کی تحریف معنوی میں آپ نے خوب زور خرچ کیا ہے۔ قرآن شریف کی آیات کے
 معنی اور مطلب کچھ ہیں۔ اور آپ کچھ اور معنی کرنے ہیں۔ جنہیں علماء نے رد کیا ہے۔
 لے ہمارا ہی اس سے اتفاق ہے۔ لے یہ قرآن ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی کے محافظ ہیں۔

اگر اسی کا نام آسمان سے قرآن کا دوبارہ لانا ہے۔ تو ہم اسے دور سے ہی سلام کرتے ہیں۔
کشف کی حالت میں آپ کو انا انزلناہ قریبا من القادریات بھی قرآن میں لکھا ہوا
نظر آیا۔ مگر قرآن اس تشریف سے اب بھی پاک ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اپنی تفسیر کے متن میں تحریر فرماتے
ہیں کہ لا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْفُرُوا بِالْحَقِّ کے معنی یہی ہیں کہ قرآن مجید کے معنی
حسب تمنا ہش نفس کے کئے جاویں۔ اور سیاق و سباق کا لحاظ نہ رکھا جاوے۔ اور
مناظر کو خلاف قرینہ راجع کیا جاوے۔ جیسا کہ اکثر گمراہ فرماتے اسلام میں سے کیا کرتے ہیں
مرزا صاحب بھی قرآن شریف کے معنی کرنے میں ایسا ہی کرتے ہیں جیسا مسند حیات
مسح علیہ السلام میں انہوں نے مناظر کے ایر پھر سے کام لیا ہے۔ اور آیت قرآنی کے معنی
اپنے مسند مطلب نکالنے کی کوشش کی ہے۔

حدیث تشریف کے متعلق جو مرزا صاحب کی روش ہے وہ ان کے اس قول
سے ظاہر ہے کہ یہ۔

۱۔ جو حدیث ہمارا الہام کے خلاف ہو ہم اسے رسوی میں پھینک دیتے ہیں۔
راعبہ احمدیؒ وَاِذَا لَمْ يَكُنْ وَغَيْرِهَا ضَمِيرُهُ كَوْنُهُ

آپ کے الہاموں کی جو حالت ہے۔ روشن ہے۔ جن کا سر اسر غلط ہوا اس منکر رسالہ
میں بھی ثابت کیا جا چکا ہے۔ اور فصل آئینہ خدمت سے قابل ملاحظہ ہے۔ بجائے
اس کے کہ مرزا صاحب سب طریق سلف صالحین اپنے الہاموں کو قرآن و حدیث پر پیش
کرتے۔ اٹا حدیثوں کو اپنے الہاموں پر پیش کرتے ہیں۔ اور تقویٰ اور خوف خدا
کو چھوڑ کر غلب و تکبر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نفیلت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور
زبانی دعویٰ یہ ہے کہ میں فنا فی الرسول ہوں۔ اور بوجہ کامل اتباع عین محمدؐ بن گیا ہوں
میرے وجود میں محمدؐ کے سوائے کچھ نہیں ہے۔ (دیکھو اشتہار ایک فصل کا ازالہ) نیز کہتے ہیں

اقتدائے قول او در جان ماست ہرچہ ز وثابت شود ایمان ماست

اس دورنگی نے مرزا صاحب کو مخبر صادق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی کا مورد بنا دیا۔ اور آنحضرت کا فرمان ۱۳۰۰ برس کے بعد اپنے لفظوں اور معنوں کی رو سے بالکل صحیح ثابت ہوا۔ ارشاد مبارک یوں ہے۔

عَنْ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرَب قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِلَّا إِلَى أَوْتَيْتِ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ الْإِسْخَانُ رَجُلٌ شَغَانٌ عَلَى أَمْرِيكَ يَقُولُ
عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْقُرْآنِ فَهَذَا وَهَذَا ثُمَّ قَبِيرٌ مِنْ خَلَالِ أَهْلُكُمُ وَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ
حَرَامٍ فَحَرِّمُوا وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ لَمْ يَحْرَمْ اللَّهُ (رواه البوداؤد
والدارمی وابن ماجہ) (مشکوٰۃ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة)

یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے قرآن ہی دیا گیا ہے۔ اور قرآن کے ساتھ
اسکی مثل بھی۔ خبردار ہو۔ قریب ہے۔ کہ ایک پیٹ بھرا کھاتا پیتا منور شخص اپنی چھپرکٹ پر
بیٹھا ہوا یہ کہے گا۔ کہ تم صرف قرآن کو نہ۔ اور جو اس میں حلال ہو۔ اسکو حلال سمجھو۔ جو حرام ہو۔
اسکو حرام خیال کرو۔ تحقیق یہ ہے۔ کہ جسکو رسول اللہ حرام کرتے ہیں۔ وہ بھی ایسا ہی ہے
جیسا کہ خدا نے اسے حرام کیا ہے۔

اسی کتاب مشکوٰۃ شریف میں ایک اور حدیث اس طرح سے ہے۔
عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ الْفَيْتُ أَخَذَ
مَتَكِّئًا عَلَى أَمْرِيكَ يَا بَيْتَرَ الْأَمْرُ مِنْ أَمْرِي مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُولُ
لَا أَدْرِي مَا وَجَدْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ اتَّبِعْتُمُوهُ (رواه احمد والبوداؤد والترمذی وابن ماجہ
والبيهقي في وائل النبوة)

مطلب اسکا بھی یہی ہے۔ جو پہلی حدیث کا ہے۔ رَجُلٌ شَغَانٌ عَلَى أَمْرِيكَ

کی تعریف مرزا صاحب پر کسی صادق آتی ہے۔ آپ نے نہ خدمت دین کے لئے کوئی سفر کیا۔ نہ فرض حج ادا کیا۔ حالانکہ نہ صرف کھانے پینے سے ہی بطغیل مریدان و دیگر اہل اسلام آپ بے فکر تھے۔ بلکہ لاکھوں روپیہ کی جائیداد کے مالک تھے۔ مقویات و مسرعات نے آپ کے دماغ پر یہاں تک اثر ڈالا۔ کہ حدیث شریف سے ہی منکر ہو بیٹھے۔ اور پیشگوئی کی پوری پوری تصدیق کر دی۔

کاسس: امرضا صاحب آیت و مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ پر تذبذب کرتے۔ اور ارشاد باری تباری لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کو مد نظر رکھتے۔ لیکن انہیں قرآن و حدیث سے سروکار ہی کیا تھا۔ وہ تو ہر تحریر میں اپنے مطلب اور غرض کو ملحوظ رکھتے تھے۔ اور طرز عمل انکایہ تھا۔ ۷

ہم تو مانیں گے وہی جس میں ہو مطلب کا نشان
باقی سب لغو ہے اور جھوٹ حدیث و قرآن

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے معجزات کی توہین۔

حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے متعلق مرزا صاحب کی تحریرات ایسی دل آزار اور سنا نہ ہیں۔ کہ اس کے اظہار و تحریر سے ہی بدن پر رو گئے کھڑے ہوتے ہیں جس مقدس نبی کے حالات قرآن کریم میں تفصیل و تفسیر کے ساتھ درج ہوں۔ ان پر طرح طرح کے بہتان و افتراء بانر منا۔ اور اس کے ذلیل کرنے میں ایڑی چوٹی لگا کر نہ مگانا کچھ مرزا صاحب کے ہی منہ کو زیب دیتا ہے۔ جب اعتراض ہوا تو کہہ دیا۔ کہ یہ اعتراض بائبل کی بنا پر کئے گئے ہیں۔ بھلے آدمی! بائبل تو محرف ہے۔ اس کے بیان سے سنا کر پکڑنے کی آپ کو کیوں ضرورت پیش آئی۔ جبکہ قرآن کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پاکی بیان کرتا ہے۔ یہودی ہی تو ایسے ہی الزام لگاتے تھے۔ جن کی قرآن شریف نے تردید کی ہے۔ ایک جواب مرزا صاحب کی طرف سے یہ بھی دیا جاتا ہے۔ کہ یہ جو کچھ

کھا گیا۔ یسوع کی نسبت لکھا ہے۔ ناطسین ایہ بھی ایک مرزائی دھوکا ہے۔ ورنہ
تو فیج المرام مثلاً اور نور القرآن اور تحفہ قیصر یہ فتہ ۲۱-۲۲-۲۵ برہین حصہ پنجم مثلاً احاشیر
میں یسوع اور مسیح کے لفظ سے حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہی مراد لگائی ہے۔

ذیل میں مرزا صاحب کی حقیقت دکھانے کیلئے انکی ہرزہ درائی کی کچھ نقل کیجاتی ہے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت لکھتے ہیں کہ:-

۱) آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ
کی زنا کار اور کبھی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا دھو دھو پڑا ہوا کد مضمبہ
انجام آتھم

(۲) ایسے ناپاک خیال۔ متکبر۔ اور رہتا زوں کے دشمن کو ایک پہلامانس آدمی
بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اسے بنی کہا جائے۔ مریم کا بیٹا کتلیا کے بیٹے
کے زیادہ وقت نہیں رکھتا۔ (حوالہ ایضاً)

(۳) مسیح کے حالات پڑھو۔ تو یہ شخص اس لائق نہیں ہو سکتا۔ کہ بنی بھی ہو۔
(الحکم ۱۲ فروری سنہ ۱۹۰۲ء)

(۷) مسیح کی رہتباری اپنے زمانہ کے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوئی
بلکہ عیسیٰ بنی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہ پیتا تھا۔ اور کبھی نہیں سٹاگی
کہ کسی فاحشہ عورت نے اگر اپنی کمانی کا عطر اس کے سر پر ملا تھا۔ یا کتلیوں اور سر کے
بالوں سے اسکو چھو ا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ تو روافی
ابلاہ و پریل سنہ ۱۹۰۲ء) نیز لکھتے ہیں کہ:-

یہ بات پوشیدہ نہیں۔ کہ کس طرح پر وہ نامحرم جوان عورتوں سے ملتا تھا۔ اور
کس طرح ایک بازاری عورت سے عطر ملتا تھا۔ وہ ایک لڑکی پر عاشق ہو گیا۔ اور جب اسکو
کے سامنے اس کے حسن و جمال کا تذکرہ کر بیٹھا۔ تو اسنادے اسے عاق کر دیا۔ دیکھم

۲۱ فروری ۱۹۰۲ء

(۵) آپ کو کیتھر جھوٹ پورنے کی یہی عادت تھی۔ آپ نے ایک یہودی استاد سے توریت پڑھی تھی۔ یا تو قدرت نے آپ کو زیر کی سے بہت حصہ نہیں دیا تھا۔ یا استاد نے شرارت سے آپ کو سادہ لوح رکھا۔ بہر حال آپ علم اور عملی قوت میں بہت کچھ تھے۔ اسی لئے آپ کے بھائی آپ سے سخت ناواض رہتے تھے۔ اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں مزور فعل ہے۔“

(۶) آپ کو تین مرتبہ شیطان الہام ہوا۔ جس کی وجہ سے خدا سے منکر ہونے کیلئے تیار ہو گئے (مضبوبہ انجام اہتم مت ۷)

(۷) نہایت شرم کی بات ہے۔ کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز ہے۔ اس کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا۔ کہ یہ سیرتِ تعلیم ہے۔ (اگے لکھتے ہیں) کہ یہ ہے۔ کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں عقل اور کائنات سے دو نوں تعلیم کے سب پر طمانچہ مار رہی ہیں۔ (مضبوبہ انجام اہتم)

(۸) حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف بنجار کے ساتھ ۲۲ برس کی مدت تک بخدا کا کام ہی کرتے رہے۔ (ازالہ ادم ص ۳۰۳) نیز دیکھو توفیق مرام ص ۲۱-۲۲ جہاں ایک ہمارے گھر سے پیرایہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بنیر باپ کی بدیدائش کے قصہ کو استعارہ اور محاذ بنا دیا ہے۔ اور اسکو ایک روحانی اور عرفانی مرتبہ سے تعبیر کیا ہے۔ گویا ان کو یوسف بنجار کا بیٹا تسلیم کیا ہے۔

۲۰-۲۵ سال تک مرید رہے۔ مگر بعد میں مرزا کی تعلیم ان پر باطل ثابت ہوئی۔ اور نائب ہو گئے۔ لیکن میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ جبکہ عند الملاقات ایک روز انہوں نے مجھے اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو یوسف بنجار کے بیٹے تھے۔ بن باپ کی بدیدائش کا قصہ غلط ہے۔ یہ اثر ان پر مرزا کی تعلیم کا ہی نہ ہو اسطرح ہوا ہے۔

(۹) مسیح کا نبی وراثت اور توحید اور مذہبی استغاثوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ایسا کم و بھر رہا۔ کہ قریب قریب نام کام کے رہا۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۳۱۱ و ۳۱۲) وہ پورا نا توان اور بے علم تھا۔ اسکی رہنمائی میں کلام ہے یا الحکم ۲۱۔ (فروری سنہ ۱۹۰۲ء)

(۱۰) اگر مسیح کے اصل کاموں کو ان حوائش سے الگ کر دیا جائے۔ جو محض افزائے کے طور پر غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں۔ تو کوئی عجوبہ نظر نہیں آتا۔ بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر مستند اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کسی اور نبی کے انوار یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں۔ (ازالہ مٹ) مگر پھر بھی علوم الہیہ ایک انبار معجزات کا ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ (ازالہ مٹ) عیسائیوں نے آپ کے بہت سے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر و فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ (ضمیمہ انجام اتم ص ۷۰)

یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشد کا نہ ہے۔ کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور انہیں پھونک مار کر انہیں مسیح کے جانور بنا دیتا تھا۔ بلکہ عل تراب تھا۔ جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا۔ جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم سے تھا۔ اور وہ مٹی حقیقت ایسی مٹی تھی۔ جسے سامری کا گوسالہ (ازالہ مٹ ۳۲۲)

وہ ۲۲ سال تک اپنے باپ یوسف نجار کے ساتھ نجاری کا کام کرتا رہا۔ اس پیش میں کھلونوں وغیرہ کا بنا نا خوب آتا ہے۔ کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور پر ایسے طریق پر اسلحہ دیدی ہو۔ جو ایک کھلونے کو دبانے سے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر پرواز کرتا ہو۔ (ازالہ مٹ ۳۲۳)

۱۲ قرآن شریف کا ایسا حال ہمارا ہے۔ آگے منسلک ذکر آتا ہے۔

اگر یہ عاجز اس عمل و سریرم کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے اسید قوی رکھتا تھا۔ کہ ان اعموہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا تھا۔ (ازالافت ۳۱)
 (روح جیسے معجزات دکھلانے سے) تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے۔ اس
 (دکھلانے والے) کے بقدر سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے۔ (ازالافت ۳۱)

ناظرین! آپ نے دیکھ لیا۔ ایک پیغمبر کی ہتک اور اس کے معجزات کی
 بے وقعتی اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے۔ مرزا صاحب کے ان خیالات سے ظاہر ہے، کہ آپ
 کا قرآن کریم ہر باطل ایمان نہ تھا۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ وہ قرآن شریف کی مرتب آیتوں
 کے برخلاف کہتے۔ ذیل میں نمبر وار مرزائی ہفتوات مندرجہ بالا کی تردید میں آیات قرآنی ماحول
 دیا جاتا ہے۔ کلام الہی سب کماؤں کے پاس موجود ہے۔ اصل آیات دیکھ کر اپنے ایمان کو
 بازہ کر سکتے ہیں۔

(۱) آپ کے خاندان کی تفسیر۔ **وَإِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ...** (آل عمران رکوع ۴۷)

حضرت مریم علیہا السلام کی صفت و تطہیر **وَإِذْ قَالَتِ الْمَلِکَةُ يَا مَرْيَمُ...** (آل عمران رکوع ۵)

(۲ و ۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت۔ **إِنَّمَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ...** (آل عمران رکوع ۲۳)

(۴) آپ کے اہل اوصاف۔ **وَإِذْ قَالَتِ الْمَلِکَةُ لِمَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ بَشَرُکَ...** (آل عمران رکوع ۵)

(۵ و ۶) آپ کی تعلیم و حکمت۔ **وَلَقَدْ آتَمْنَاکَ الْکِتَابَ وَآلِکَ کُتُبًا...** (آل عمران رکوع ۶)

(۷) انجیل اللہ تعالیٰ نے برائے ہدایت عطا فرمائی۔ **وَقَفَّیْنَاکَ آثَارَهُمْ...** (آل عمران رکوع ۷)

لَمْ تَقْنَتِيْ بِكَ (المائدہ رکوع ۷)

(۸) حضرت عیسیٰ اور انکی والدہ کا آیت و نشان قدرت ہونا۔ وَاللّٰہِ اُحَقُّنْتَ وَنَحْنُ

كَفَعْنَا بَيْنَهُمَا مِنْ رَّوْحِنَا وَهَلَّلْنَاهَا وَابْنَحْنَاهَا اٰیۃً لِلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء رکوع ۷)

(۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مایاب انبیاء کے زمرہ میں داخل ہونا۔ وَتِلْكَ حُجَّتُنَا

اخیر رکوع تک (الانعام رکوع ۱۰)

آپ کا مویہ بروح القدس ہونا۔ وَاتِّبْنَا عِیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَ الْبِیَّتِ وَآیۃً نَّالِہِمْ

الْقُدُسِ (البقرہ رکوع ۱۱)

(۱۰) مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں سے کہیں تو صاف انکار کیا ہے۔

اور کہیں ان کے معجزات کو سمریزم اور مکر وہ افعال سے نامزد کیا ہے۔ ذیل میں قرآن شریف سے ان کی اس لغویابی کی تردید کی جاتی ہے۔

قول مرزا صاحب	تردید بر قرآن شریف
(الف) یس نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا۔ ان کے معجزوں پر بے حد شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ آپ کے ہمتد میں سوائے مکر و فریب کے کچھ نہ تھا۔	(الف) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاتِّبْنَا عِیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَ الْبِیَّتِ وَآیۃً نَّالِہِمْ الْقُدُسِ۔ (البقرہ رکوع ۱۱) نیز دیکھو کہ۔
(ب) یہ اعتقاد مشترک ہے کہ مسیح مٹی کے ہاتھوں بنا کر چونک مادہ تھا اور وہ پرند بنکر اڑ جاتے تھے۔ یہ سیریز تھا۔ یا تالاب کی مٹی کی تاثیر تھی۔ یا یوسف بنجار کی تنہیم سے کوئی کھوتا بنا لیا ہوگا۔	(ب) قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کا حال اس طرح لکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے احسانات حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اس طرح بتلاتا ہے۔
	(۱۱) ہم نے تم کو روح القدس سے مدد دی۔

قول مرزا صاحب	ترید بروئے قرآن شریف
<p>(۱) تم نے پنگھڑے میں پیدا ہوتے ہی، ہی اود بڑے ہو کر ہی لوگوں سے کیساں کلام کیا۔ یعنی بن باب کے پیدا ہو کر اپنی والدہ کی پاکبازی کی تصدیق کی۔ (۳) تدریت اور انجیل تم کو عطا کی گئی۔ (۴) مٹی سے ایک برآمد کی صورت بنائی۔ اور اس میں پتھریک ماری۔ تو وہ زندہ جانور ہو کر اڑ گیا۔ (۵) مادر زاد کوڑھی اور اندھے کو چنگا کیا۔ (۶) قبر میں سے مردے کو زندہ کر کے نکالا۔ (۷) ہم نے بنی اسرائیل کو تم پر دست درازی کرنے سے روکا۔ اور قتل و صلیب سے محفوظ رکھا۔ (۸) تم پر آسمان سے خان آتا رہا گیا۔ (دیکھو سورہ مائدہ رکوع ۱۵) اس قدر صاف اور صریح معجزات کے ہوتے ہوئے مرزا صاحب کا انکار کیا جاتا اور معجزوں میں شک و شبہ رکھنا صاف طوطا پر قرآن شریف سے دو گردانی نہیں تو اور کیا ہے؟</p> <p>(ج) یہ معجزے ایک کروہ قابل نفوت حرکات ہیں۔ ان سے تزکیہ نفس نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ افعال قابل نفوت نہ ہوتے تو ان سے بھی زیادہ شہد دکھلا سکتا تھا۔</p> <p>(ج) آپ بنی کا ذبا ہے۔ معجزے نہ پائے تو انکو رکھتے بتائے۔ لوگوں کے مرنے اور اپنے دشمنوں کی ہلاکت کی بیسیوں پیشگوئیاں آپ نے کیں۔ جن کو معیار صدق و کذب قرار دیا۔ ان میں ہی</p>	

آپ نے کیا خاک بچو بہ نمائی کی۔ (دیکھو فصل ۱۱ کتاب ۱)
اور پھر مسلمانوں کے ڈر سے دکھلاوے کے لئے
اس طرح ہی لکھتے ہیں۔

معجزات انبیائے سابقین
آنچہ در قرآن یا نشن بایسین
برہمن زبان دول ایمان ماست
ہر کارے کند از اشقیاست
دیکھو لیجئے! کیا اچھا ایمان ہے!!

چند اور تحریرات

مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام قریب قیامت واپس
تشریف لائینگے۔ مگر مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان الفاظ میں ڈالتے ہیں۔

(الف) ایک نم کو حب بشارات آدم ۛ عیسیٰ کی جا ست تا بہ ہند پا بہ منبر
(ب) ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اُس سے بڑھ کر غلام احمد ہے
(ج) پھر یو یو آف ریلیجز مچ ۲۵ جون ۱۹۰۲ء میں لکھتے ہیں کہ۔

یہ خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت
بڑھ کر ہے۔

نہ لے شک!

۱۱ ابن مریم کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ مرزا صاحب نے حکم کی تعمیل جو مرزا کرنا چاہیں گے۔ انکو
قرآن مجید کی خرات و سماعت چھوڑنی پڑے گی۔

(د) کشتی نوح میں لکھتے ہیں کہ:-

”گو خدا نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ مسیح محمدی۔ مسیح موسوی سے افضل ہے۔ لیکن
تاہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں“

بڑی مہربانی! نہایت تواضع!! عزت کرنے پر یہ حال ہے۔ جلاو پر مدح ہوا۔ اگر
کہیں ذلت کرنے لگے۔ خدا جانے کیا سے کیا کر دیتے۔ شاید مسیح علیہ السلام کا دنیا سے وجود
ہی اڑا کر ان کو استعارہ اور مجاز بنا دیتے!!!

جنائیں ہم پکیں اتنی مہربانی کی حالت میں
خدا جلنے اگر تم خشکیں ہوتے تو کیا کرتے

تَضَوُّوا بِرُوحِ رَّبِّكُمْ

دوسری طرف جب مرزا صاحب کو کچھ اور مطلب نکلنے کی ضرورت ہوئی۔ تو
۲۵ مئی ۱۸۹۷ء کو ایک رسالہ بنام تحفہ قیسریہ تیار کر کے بطور مبارک باد جشن جوہلی ملک
مظفر قیصرہ ہند کے حضور میں پیش کیا جس میں سلطنت کے ساتھ صرف اپنی جماعت کو
وفا دار اور دیگر کل اہل اسلام کو گورنمنٹ کی نظریں باغی و طاغی ٹاہر کیا۔ اور جہاد کو ناجائز
قرار دیا۔ اور اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں نہایت تعظیم و تکریم کے الفاظ استعمال کئے
چنانچہ لکھتے ہیں کہ:-

”اس (خدا) نے مجھے اس بات پر بھی اطلاع دی ہے۔ کہ حقیقت یسوع مسیح
خدا کے نہایت پیارے اور نیک بندوں میں سے ہے۔ اور ان میں سے ہے۔ جو خدا کے
برگزیدہ لوگ ہیں۔ اور ان میں سے ہے جن کو خدا اپنے ماتھے صاف کرتا اور اپنے نور
کے سایہ کے نیچے رکھتا ہے۔ خدا انہیں مگر خدا سے دامن ہے۔ اور ان کا طول میں ہے

جو تہوڑے ہیں۔“ ص ۲۱-۲۲۔ ایسا ہی ص ۲۳ و ۲۴ وغیرہ پہلے یسوع مسیح کو خدا کا پیلا اور کامل انسان لکھا ہے۔

غرض یہ رسالہ جو خاص مطلب کے لئے لکھا گیا تھا۔ اس میں اسی حضرت یسوع مسیح کی جس کے حق میں پہلے اتنی ذرا فحشانی فرمائی تھی۔ خوب تریف و توصیف کی۔

مرزا صاحب نے بروز کا مسئلہ نکال کر اس سے بھی خوب ہی فائدہ اٹھایا۔ اور اس فوٹو گرافی کے آٹھ کی برکت سے جو چاہا اور جب چاہا۔ اسی وقت وہی بن گئے۔ چنانچہ اس فصل کے فقرہ ۱۸ میں بیان ہو چکا ہے۔ کہ مرزا صاحب ہر ایک نبی کا منظر اور نمونہ ہونے کے مدعی تھے اور ہر ہندوؤں کے لئے آپ کرشن جی جہاراج کا بروز اور کلتی اوتار بن گئے۔ پھر نبوت کو مستحکم کرنے کے لئے ایک اشتہار ایک غلطی کا ازالہ لکھا۔ تو اس میں کامل اور مکمل طور پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منظر اترم ہونے کے وعویدار ہو گئے۔ اور یہاں تک کہ کیا کہیں کوئی علیحدہ وجود نہیں ہوں۔ بلکہ میں محمد ہوں۔ پھر میری نبوت کے دعوے سے کیوں گھبراتے ہو۔ محمد کی نبوت تو محمد کے ہی پاس رہی۔ اگر کسی غیر کے پاس چلی جاتی تو غیرت کا مقام تھا۔ دیکھو یہ غلطی کا ازالہ لیکن ان سب عقائد۔ بروز۔ قل۔ منظر اور نمونہ وغیرہ کی اصل بنیاد حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عدم نزول کو ثابت کرنے کے لئے رکھی گئی تھی۔ اس کا مزید علاج انہوں نے یہ سوچا۔ کہ آؤ مسیح کا چولا ہی پہن لیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ کہ۔

”حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے ایک نائب کی درخواست کی۔ جو انہی کی حقیقت و جوہر کا متحد و مشابہ ہو۔ اور بمنزلہ انہی کے اعتقاد و جوہر کے ہو۔ اللہ نے ان کی واپس قبول فرما کر میرے دل میں مسیح کے دل سے سچو نہکا گیا۔ تو مجھے تو جہات و ارادات مسیح کا ظرف بنایا گیا۔ حتیٰ کہ میرا جسم اس سے بہر گیا۔ اور اب میں وجود مسیح کی سلک میں اس طرح پرویا گیا ہوں۔ کہ ان کا کابد و روح میرے نفس کے اندر عیاں ہے۔ اور ان کا وجود میرے وجود کے اندر پنہاں۔ مسیح کی جانب سے ایک بجلی کو نقد کر آئی۔ اور میری روح نے اس سے کامل

طور پر ملاقات کی۔ یعنی وجود مسیح کے ساتھ جو انعام ہوا ہے۔ وہ تخیل سے بڑھ کر ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میرادل۔ میراجگر۔ میرے عروق۔ میرے اوتاد۔ مسیح ہی سے جڑ کر رہے ہیں۔ اور میرا یہ وجود مسیح کے جوہر وجود کا ہی ایک ٹکڑا ہے۔ (تبلیغ ص ۶۹۔ ۷۰)

ہم مرزا صاحب کی اس تحریر کی خوشگانی میں پڑنا نہیں چاہتے۔ اور اسکو تخیل سے بڑھ کر ہی مان لیتے ہیں۔ اور نتیجہ کے طور پر بقول مرزا صاحب یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ مرزا صاحب اور مسیح علیہ السلام کا ایک ہی وجود ہے۔ لیکن مسیح کی جو تشریف مذکورہ بالا دس فرقوں میں مرزا صاحب نے کی ہے۔ اسکو ملحوظ رکھ کر ہم چند سوالات کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ:-

۱، کیا مرزا صاحب اسی مسیح کا وجود ہیں۔ جسکی تین دایاں اور نائیاں۔۔۔۔۔ اور تہہ اور پہلا مانس ہی نہ تھا؟

۲، کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں۔ جو ہرگز اس قابل نہ تھا کہ اسے بنی کہا جائے؟

۳، کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں۔ جو رہتا نہ تھا۔ شراب پیتا تھا۔ اور بازاری عورتوں سے حرام کی کمائی کا مضر ملوث تھا۔ اور جو ان عورتوں سے میل جول رکھتا تھا۔ اور ایک لڑکی پر عاشق بھی ہو گیا تھا۔

۴، کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں جسکو جھوٹ بولنے کی یہی عادت تھی۔ اور علمی اور علمی قونے میں کچا تھا؟

۵، کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں۔ جسکو شیطانی ابھام ہوتے تھے؟

۶، کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں۔ جو عقل کی کتابوں سے معنائیں چراتا تھا۔ اور اپنی تصنیف ظاہر کرتا تھا؟

۷، کوئی محمدی بیگم کی شین ہوگی۔

(۸) کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں جسکو بخاری کی مشق کرتے کرتے معجزہ شہید ہے
دکھلانے کی طاقت ہو گئی تھی؟

(۹) کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں جس کا نسب بدائیت - توحید اور دینی امتعاتوں
کو دلوں میں قائم کرنے میں اتنا کم رہا کہ بالکل ناکام رہا۔ اور اسکی راستبازی میں کلام ہے
(۱۰) کیا آپ اسی مسیح کا وجود ہیں جس کے لئے خواہ مخواہ معجزوں اور نشانات کا
ایک اشارہ بیان کیا جاتا ہے مگر دراصل وہ سکارا اور فریبی تھا۔ اور اس کے نشانات کی
کچھ حقیقت نہیں ہے

ناظرین! حضرت مسیح صلی نبینا علیہ السلام کی شان تو بہت ارفع اور اعلیٰ ہے
لیکن ہم کو یہ کہنے میں ہرگز تامل نہیں کہ مرزا صاحب دباستثنائے چند جزوی تعریفات
مندرجہ فقرہ ۱- ۲- ۸- اسی مسیح کے کامل اور مکمل بروز اور منظر اہم تھے جن کی تعریف
انہوں نے خود کی۔ اور جسے ہم نمبر ہذا کے شروع میں دس فقروں میں نقل کر چکے ہیں
یہ منہ مانگی مشابہت اور مماثلت مرزا صاحب کو اس لئے حاصل ہوئی کہ انہوں نے
خدا کے برگزیدہ بنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں نہایت دلیری اور بے باکی سے
گستاخیاں کی تھیں۔ جو خود ان پر وارد ہو گئیں۔ سچ ہے۔ چاند پر تھوکا منہ پڑا ہے

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درو
میلش اندر طعنہ پا کاں برو
(۶) مرزا صاحب کی اخلاقی حالت۔

حضور سرور کائنات افضل موجودات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
مکارم اخلاق کا ایک اعلیٰ ترین نمونہ تھے۔ اس لئے قرآن کریم میں آپ کے اخلاق کی نسبت
إِنَّمَا كَانَ لِعَلِّ خَلْقٍ عَظِيمٍ فرمایا گیا ہے۔ آپ دونوں دشمنوں سب کے لئے رحمت تھے
اور سخت سے سخت موقع پر بھی کسی کے لئے بددعا نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ جنگ اُحد میں

جب لشکر اسلامی کو کچھ چشم زخم پہنچا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھی سر مبارک پر زخم آیا۔ اور دندان مبارک شہید ہوئے۔ اس وقت صحابہ نے عرض کیا کہ حضور عہد ہو گئی ہے۔ اب تو کفار کے حق میں بد و عافزادیں۔ حضور رحمۃ اللعالمین نے فرمایا کہ۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ قَوْمِي، وَاهْدِنَا قَوْمِي، فَاتَّقِمُوا لِقَائِهِمْ دِيَارَ الْمَدِينَةِ قَوْمٍ بِرِجَالِهِمْ
بخشش کر۔ اور اسکو ہدایت دے۔ یہ لوگ میری دعوت اسلام کی قدر نہیں جانتے (اس امر پر انھیں قرآنی ہی شاہد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ فَظَنَّ غَلِيظُ الْقَلْبِ
لَا أَتَقَاتُوا عَنْ حَوْلِ اللَّهِ (قرآن شریف)

یہ کچھ اسد کی ہی مہربانی ہے۔ کہ تو ان کو نرم دل مل گیا۔ اور اگر تو غصہ و راد و سخت دل ہوتا۔ تو یہ لوگ تیرے پاس سے بھاگ جاتے۔

سبحان اللہ۔ اللہ صلی علی محمد والہ و آلہ و صحابہ و دیار و سلمہ فتم من قال

تو ہر جسم ہے۔ تو رحمت کا ہے پتلا	ہر کس سے بیاں وصف سے لطف و کرم کا
کی ان کیلئے تو نے بہلائی کی دیا ہے	صبر و درندگی کو تر کمن سے تباہ پہنچا

قائل ہیں تری جہ و مروت کے مدد گار	کچھ اپنوں پر ہی وقف نہ تھی تیری جہی
کہانے میں جنھوں نے کہتے زہر دیا ہے	کی تو نے خطا عفو ہے ان کی نہ کشول کی

مرزا صاحب اپنے مشہور میاں مسیحو احقر رسالہ کتاب صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اتباع۔ اور فتاویٰ الرسول ہونے کے مدعی تھے۔ کہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز بنتے تھے۔ لیکن آپ کی اخلاقی حالت دیکھو۔ تو

چہ نسبت خاک را با عالم پاک!

ساری عمر اپنے انوکھے عقائد اور غیر اسلامی مسائل منوانے کے لئے اپنے سوا اختلاف رکھنے والوں کے حق میں سببِ دُشمنی اور بدعائن کر تے مر گئے۔ اُن زمانے کا داخلہ سب کچھ غلط چنانچہ رسالہ مَنُورۃ الامام کے مشہور لکھتے ہیں۔ کہ۔

”اول وقت اخلاق۔ چونکہ اماموں کو طرح طرح کے ادبائشوں، سفولوں اور بد زبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے ان میں اُعلیٰ درجہ کی اخلاقی فُوت کا ہونا ضروری ہے۔ تا ان میں طیش نفس اور مجبوتانہ جو ش پیدا نہ ہو۔ اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابلِ شرم بات ہے۔ کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاقِ رذیلہ میں گرفتار ہو اور ورثتِ بات کا ذرا بھی مستعمل نہ ہو سکے۔ اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کج طبیعت کا آدمی ہو کہ اونٹنے اونٹنے بات میں منہ میں جھاگ آتا ہے۔ انکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں۔ وہ کسی طرح اطمینان نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس پر آیت اَنَّا لَیْ عِنْدَ عَلَیْ عَظِیْمٌ کا پورے طور پر صادق آنا ضروری ہے ایسی ہی تیرے فیض اور نشانات و علامات لکھ کر صفحہ ۲۷ پر لکھتے ہیں۔ کہ۔

”وہ امام الزمان میں ہوں“

ہم کہتے ہیں کہ بے شک نہ صرف اماموں میں بلکہ ہر صحیح مسلم میں جو اس سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا مدعی ہے۔ جیسے آیت اَنَّا لَیْ عِنْدَ عَلَیْ عَظِیْمٌ نازل ہوئی تھی۔ انہی اوصاف و اخلاق کا ہونا لازمی ہے۔ لیکن باوجود اس صاف و مرتجح دعوے کے مرزا صاحب نے جو اخلاقی حالت دکھائی۔ اس کے دو تین نمونے درج ذیل ہیں۔

الف) اگر مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب المراسی کو رسالہ اعجاز احمدی میں دعوت دی تھی۔ کہ وہ میری پیشگوئیوں کی پڑتال کے لئے قادیاں آویں۔ اور ہر غلط پیشگوئی پر یکھد رو پیہ انعام لیں۔ اس کے ساتھ ہی بڑے زور سے پیشگوئی کی تھی۔ کہ مولوی ثناء اللہ ہرگز پیشگوئیوں کی پڑتال کے لئے قادیاں نہیں آئیں گے۔

اس پیشگوئی کو مولوی صاحب نے لیلِ غلطِ تعبیر کر دیا۔ کہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۲ء کو اسی فرض کیا

تاریاں پہنچ گئے۔ وہیں جاکر مرزا صاحب خط و کتابت شروع کی۔ تو مرزا صاحب نے بظاہر ان کو ٹٹا لٹا چاہا۔ چنانچہ ان کو لکھا کہ پڑھنا یہ طریقہ ہوگا۔ کہ آپ مجمع عام میں کسی پیشگوئی پر صرف ایک سطر یا دو سطروں میں اعتراض لکھ کر بھجو دیں۔ بولنے کا آپ کو ہرگز حق نہ ہوگا۔ منہ یا کھل بند رکھنا ہوگا۔ جیسے حکم مجھ میں گھٹ میں ہم آپ کو جواب دیں گے۔ انہی گھر پر بلا کر کیا ہی اچھا طریق پڑھنا بتلایا۔ کہ مولوی صاحب تو ایک دو سطریں اعتراض لکھ کر دیں۔ اور مرزا صاحب تین گھنٹہ تک اس پر تقریر کریں۔ اور مولوی صاحب کو ایک حرف بولنے کی اجازت نہ ہو۔

چنانچہ مولوی صاحب نے اول اس نا انصافی کی شکایت کی۔ اور پھر اسی شکل کو قبول کر کے اتنی رعایت طلب کی۔ کہ میں اپنی یہ دو تین سطریں مجمع میں کھڑا ہو کر سناؤں گا۔ اور ہر گھنٹہ کے بعد وہ منٹ سے۔ اسٹیمک آپ کے جواب کی نسبت رائے ظاہر کروں گا۔ انہی مرزا صاحب نے اس سے بالکل انکار کر کے تحریری جواب دیدیا۔ اس جواب کے لکھتے وقت مرزا صاحب کی جو حالت تھی۔ وہ خط کے لانے اور لے جانے والوں نے اس طرح تحریری بیان کی ہے۔

(شہادت) ہم خدا کو حاضر ناظر جان کر حکم لاؤ گے۔ الشہادۃ سچ کہتے ہیں کہ ہم جب مولانا ثناء اللہ صاحب کا خط لیکر مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو جناب ایک ایک فقرہ سنتے جاتے تھے۔ اور بڑے غصے سے بدن پر ریشہ تھا۔ اور وہاں مبارک سے خوب گالیاں دیتے تھے۔ اور جفا مجلس مرید بھی ساتھ کے ساتھ کہتے جاتے تھے۔ کہ حضرت واقعی ان مولوی لوگوں کو تمیز و تہذیب نہیں۔ چند الفاظ جو مرزا صاحب نے علماء کی نسبت عموماً اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی نسبت خصوصاً فرمائے تھے۔ یہ ہیں۔

۱۔ منہ بند رکھ کر آدمی سم دگنگا، تو ہو سکتا ہے مگر کچھ بھرا کس طرح ہو سکتا ہے؟

بستی دانشمندان -

علیم محمد رفیق ساکن جالندھر
محمود ریسم ساکن الزمر

نبیث - سور - کتا - گل غوار - بذات ہم اس کو کہی بولنے
نہ دہیں گے - گدھے کی طرح گھام دیکر بٹھائیں گے اور گندگی اس کے
منہ میں ڈالیں گے - لعنت ہی لیکر جائیگا - اسکو کہو - کہ قادیان سے
لعنت لیکر چلا جاوے - قادیان میں لعنت کا ہی ذخیرہ تھا - یوں
ذخیرہ وغیرہ - سننے اور دیکھنے میں بڑا فرق ہے - ہم حلفیہ بطور شہادت
کے کہتے ہیں - کہ ایسی گالیاں ہم نے مرزا صاحب کی زبان سے سنی
ہیں - جو کسی چڑھڑے چار سے بھی کہی نہیں سنیں - (امامات مرزا)

اب غور کی جاوے - کہ مولوی صاحب کو دعوت دیکر تو مرزا صاحب نے بلایا - اور جب وہ پہنچ
گئے - تو بلا قصور ان کی نسبت یہ درفٹانی فرمائی - اس طرح گھر پر بلا کر ایسی تو افیغ کرنا کہاں کا
اخلاق اور انسانیت ہے - ذرا اسکا مقابلہ ضرورۃ الامام کی عبادت عود والا سے تو کر کے دیکھو
سیچ ہے - کہ -

باقی کے پت کھانے کے اور تہڑے ہیں دکھائیے اور

(ب) علمائے اسلام نے چونکہ مرزا صاحب کے دعویٰ کو نہ مانا - بلکہ لوگوں کو ان کی چالاکیوں
اور خلاف شرع تعلیم سے آگاہ کر دیا - اس لئے مرزا صاحب ان کے بہت ہی خلافت ہے - اور انکو
نہایت غلیظ گالیوں اور گندہ الفاظ سے یاد کیا کرتے تھے - ممکن ہے - کہ بالمقابل ہی کسی نے
ترکی بتر کی خطاب کیا ہو - لیکن مرزا صاحب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز اور مظہر
اتم بنتے تھے - اور خود رسالہ ضرورۃ الامام میں بھی امام الزمان کے اخلاق کا نمونہ درج کر
چکے تھے - پھر ان کی طرف سے یہ سب و شتم اور گالی گلوچ کا سلوک کیوں ہوا - یہ بات
یاد رکھنے کے لائق ہے - کہ عام طور پر سخت کلامی اور دشمنی تحریر کی ابتدا مرزا صاحب کی
طرف سے ہی ہوتی تھی - ذیل میں مرزا صاحب کی مختلف کتابوں اور تحریروں سے ان کی
دی ہوئی گالیاں بلحاظ حروف ہیجی کتاب عصائے موسیٰ سے نقل کی جاتی ہیں - ناظرین

مرزا صاحب کی ان نئی ایجاد کردہ گالیوں کی مرزائیوں کو داد دیں۔ اور مرزا صاحب کی روح کو بھی اس حق ایجاد کا ثواب بخش دیں۔

لے بد ذات فرقہ مولویاں۔ تم نے جسے ایمانی کا پایا لہ پیا۔ وہی عوام کا لانا م کو بھی پلایا۔ اندھیرے کے کیڑا ایمان و انصاف سے دور بھاگنے والا۔ انجیم دہریہ۔ ابولہب۔ اسلام کے دشمن۔ اسلام کے عار مولوی۔ اسے جنگل کے وحشی۔ اسے نابکار۔ ایمانی روشنی سے سلب۔ احمق مخالف۔ اسے پید جال اسلام کے بدنام کرنے والے۔ اسے بد بخت مفتر۔ و۔ احمق۔ اشرار۔ اول کاخیز آو باش۔ اسے بد ذات نبی شا دشمن الد اور رسول کے۔ ان بیوقوفوں کے بھاگنے کی جگہ نہ رہیگی۔ اور صفائی سے ناک کٹ جائے گی ۷

الف

بے ایمان اندھے مولوی۔ پید طبع۔ پاگل۔ بد ذات۔ بد گوہری ظاہر نہ کرتے بیچائی سے بات بڑا نما۔ بدویانت۔ بے حیا انسان۔ بد ذات فتنہ انگیز۔ بد قسمت منکر۔ بد چلن۔ بخیل۔ بد اندیش۔ بد عمل۔ بد بخت قوم۔ بد گفتار۔ بد باطن۔ باطنی جذام۔ بخیل کی سرشت والے۔ بیوقوف جاہل۔ بیہودہ۔ بد علماء۔ بے بصیر۔

ب۔ پ

تمام دنیا سے بدتر۔ تنگ ظرف۔ ترک حیا۔ تقوے و دیانت کے طریق کو بکلی چھوڑ دیا۔ ترک تقوے کی شامت سے ذلت پہنچ گئی۔ کفیر و لعنت کی جہاگ منہ سے نکلنے کے لئے۔

ت

تمام فرقہ مولویاں کو بد ذات بتا کر مرزا صاحب اپنی نیکدلی کا ثبوت دیا ہے۔ مولویوں کا فرقہ وہی ہے جس کیلئے حفصہ علیہ الصلوٰۃ و السلام کا ارشاد ہے۔ کہ جس نے میری امت کے علماء کی عزت کی اس نے میری عزت کی۔ اور نبی اکرمؐ کی اہانت وہ تک کی اسے میری ہتک کی۔ ایک اور حدیث میں علماء کو دشمنیاد بھی فرمائی

ث	ثعلب (روٹھی) ثم اسلم ایہا الشیخ الضال والرجال البطل
ج ج	جھوٹ کی سنجاست کھائی۔ جھوٹ کا گوہ کھایا۔ جاہل دُشی۔ جادوہ صدق و ثواب سے منحرف و دور۔ مٹساڑ۔ جیتے ہی جی مر جانا۔ چوہڑے۔ چکار
ح	حمار۔ حقا۔ حق و راستی سے منحرف۔ حاسد۔ حق پوش۔
خ	خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا نمبر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ خنزیر سے زیادہ پلید۔ خطا کی ذلت انہی کے منہ پر۔ خالی گدھے۔ خائن۔ خیانت ہمیشہ۔ خائین خالیتہ من نور الرحمن۔ خام خیال۔ خفاش۔
و۔ ڈ	دل سے مجنوم۔ دھوکا دہ۔ دیانت ایمانداری رستی سے خالی۔ وصال و دروغ گو۔ ڈوموں کی طرح مستحضر۔ دشمن سچائی۔ دشمن قرآن دلی تاریکی۔
ذ	ذلت کی موت۔ ذلت کے ساتھ پردہ داری۔ ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو سوروں اور بندروں کی طرح کر دینگے۔
ر	رئیس الدجالین۔ رئیس سفید کو منافقہ سیاہی کے ساتھ قبر میں بجاٹینگے روسیہ۔ روباہ یاز۔ رئیس المتصلفین۔ راس المعتدین۔ رائی الخاویں
ز	زہر ناک ماوے والے۔ زہدین۔ زہر کہ لہشتوالی ملاحی الزور۔
س	سچائی جھوٹنے کی لعنت انہی پر برسی۔ سفلی ملا۔ سیاہ دل منکر رحمت بھیا سیاہ دل فرقہ کس قدر شیطانی افراؤں سے کام لے رہا ہے۔ سادہ لوح سادہ منہسی۔ سفا۔ سفلہ۔ سلطان الشکرین الذی اخلع ویدہ بالکب و التوہین۔ سنگ بچکان۔
ش	شرم و عیا سے دور۔ شرارت۔ خباثت و شیطانی کاروائی والے۔ شریف از سفلہ نے ترسد۔ بلکہ از سفلگی او سے ترسد۔ شریک شیشی سے بہرا ہوا۔ شیخ بخدی

ص	مصدر القناتۃ نبوش مدرک ضربہ ویرک رمائی بچارہ ماد۔
ض	ضال۔ ضرر۔ ہر اکثر من الیسی لدین۔
ط	طالع منجوس۔ طبعتم نفسا بالعدا لحتی والدین۔
ظ	ظالم۔ ظلمائی حالت
ع	علماء المسلمون۔ عداوت اسلام۔ عجب و پندار و ک۔ عدو النمل۔ عتارب عتب الکلب۔ عدو۔
غ	غول الافوی۔ غدار سرشت۔ غالی۔ غافل۔
ف	فیہمت یا عبد الشیطان۔ فریبی۔ فن عربی سے بے بہرہ فرعونی رنگ۔
ق	قبریں پاؤں لٹکائے ہوئے۔ قست فلوبجھڑ۔ قدس سبق اکل فی الکنت
ک	کتنے۔ گندہ۔ گندہ در۔ گندے اور پلیدہ موتے والے۔ کمینہ۔ گندی راوائی والے۔ کہاد (مادر زادہ) گندی عادت۔ گندے اخلاق۔ گندہ دہانی گندے اخلاق والے ذلت سے عزت ہو جا۔ کج دل قوم۔ گناہ لغز۔ کہو پری میں کیرا۔ کیرٹوں کی طرح خود ہی مر جاویں گے۔ گندی روح۔
ل	لاف و گراف والے۔ لکنت کی موت۔
م	مولیت کو بدنام کرنے والے۔ مولیوں کا منہ کالا کرنے کیلئے۔ متافق۔ مفتری۔ مور و غضب۔ مفسد۔ مہرے ہوئے کیرٹے۔ مخدہ دل بھجور مجنون۔ مفرور۔ مشکہ۔ محبوب مولوی۔ مگس طینت مولوی کی بک بک مردار خود مولوی۔
ن	نجات نہ کھاؤ۔ نااہل مولوی۔ ناک کٹ جاسیگی۔ ناپاک بیع لوگوں آمینا علماء۔ نمک حرام۔ نفسانی۔ ناپاک نفس۔ نابکار قوم۔ نفرتی و ناپاک قوم

تادان متعصب۔ ثلاثی۔ نفس امارہ کے قبضہ میں۔ نااہل حریف۔ نجاست سے
بہرے ہوئے۔ تادانی میں ڈوبے ہوئے۔ نجاست خواری کا شوق۔

حبشی لمع۔ وحشیانہ عقائد والے۔

المان۔ الکین۔ بندہ و زادہ۔

یہ چشم مولوی۔ یہودیانہ تحریف۔ یہودی سیرت۔ کیا یہاں الشیخ
الغفال والمفتري البطال یہود کے علماء یہودی صفت وغیرہ وغیرہ
(از عمائے موسیٰ)

اس کے علاوہ اخبار و مخفی لاہور میں بھی مرزا صاحب کی بد زبانوں کی ایک فہرست بھی
میں جس میں سے چند اقتباسات ذیل میں درج ہیں۔

پادریوں کی نسبت۔ پادریوں نے شرارت پر کمر باندھی۔ شوخی سے ناچنے پہر
ان کے نہایت پلید اور بد ذات لوگوں نے گالیاں نکالیں۔ لعنت ہے تم پر اگر نہ آوی
سڑے کے مردے (حضرت یح) کا میرے زندہ خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔

مولوی عبدالحق غزنوی کی نسبت۔ نامکرم رئیس الدجالین عبدالحق اور اسکا گرو
علیہم تعالیٰ لعن اللہ الف الف مرزا اے پلید و جال پیشگوئی تو پوری ہو گئی۔

صوفیائے کرام کی نسبت۔ بعض جاہل سجادہ نشین۔ اور فقیری اور
مولویت کے شتر مرغ۔ یہ سب شیاطین الانس ہیں۔ جس قدر فقر آدمی سے اس عاجز کے
مکفر یا کذاب ہیں۔ وہ تمام اس کامل نعمت مکالمہ الہیہ سے بے نصیب ہیں۔ اور محض یا وہ گ
اور تار خاد ہیں۔

ایک جگہ مولوی عبدالحق صاحب غزنوی۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔ مولوی احمد الدرد
مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی نسبت لکھتے ہیں کہ۔

یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔
یہاں تک تو نہر تھی۔ اب ذرا مستظوم گالیوں کا نمونہ بھی ملاحظہ ہو۔

مولوی سید عبدالصباؤ دیناوی کی نسبت

<p>اک سنگ دیوانہ لودیانہ میں ہے بدر زبان بدگوہر و بدذات ہے آدمیت سے نہیں ہے اسکو س سخت بد تہذیبیہ رسنہ زوہ ہے حقہ لائے کا وہ تفرمان ہے چیتا ہے بہرہ مثل حمار مغرور و مغرور لے لیا ہے اسکا کھا کچھ نہیں تحقیق پر اس کی نظر دو غلام استاد اس کا پیر ہے جہل میں جہل کا سردار ہے سخت دل نمرود یا شداو ہے</p>	<p>آجکل وہ خر شر خانہ میں ہے اسکی نظم و نثر و ابیات ہے ہے نجاست خوار و ہنشل گس منہ پر آنکھیں ہیں مگردل کو رہے آدمی کا ہے کوہے شیطان ہے ہو نکنا ہے مثل سنگ وہ بار بار بکتے بکتے ہو گیا ہے باولا اس کا اک استاد ہے والا گہر اسکی محبت کی یہ سب تاثیر ہے بولہب کے گھر کا بر خودار ہے جانور ہے یا کہ آدم زاد ہے</p>
--	---

مولوی سید عبدالصباؤ دیناوی کے چہرہ گرد داخل اسلام ہوئے تھے۔ دین حقہ کو محنت شاقہ سے حاصل کیا۔ عالم بنے۔ انکی چٹان محبت سے کئی شخص داخل اسلام ہوئے نہایت متبع سنت
ایسے شخص اور علماء کے لئے مرزا کی برگزینی و بار عزیزی میں بن نہایت استخسان سے
دیکھی گئی ہوگی۔ مرزا صاحب یہ حدیث بھی بھول گئے۔

لیس الصدیق لعاد

سخر ہے منہ پٹھا اوباش ہے
پھر محدث بتتے ہیں دو فوشریر
پھیرتا ہے اس سے منہ اب نابکار
جس طرح سے زہر مار و سگ میں ہے
لاکھ لعنت اس کے قیل و قال پر
ملگیا کفار سے وہ بے دلیل
پادری مروود کا ہے خوشہ چیں

ہے وہ نابینا دیا خفاش ہے
وہ متعلدا اور متعلدا اس کا پیسر
اسلوچر منہ ہے بخاری سے بخار
شورہ پشتی اس کی ہر ہر رگ میں ہے
ہائے صد افسوس اس کے حال پر
آدمی سے جنگیا بہت در ذلیل
وہ یہودی ہے نصارے کا میں

ایسا ہی بہت لو اسے - پھر عام مولویوں کو لکھتے ہیں

ورنہ ہوگا لعنتی ان کا لقب
شکل اپنی آکے دکھلا دے ذرا
اور وزیر آباد کا آدے ضریہ
وہ رسل بابا کہاں ہے عقل خام
ساتھ لاوے اپنے شاگرد جواں
ہینگنا مدت سے ہے مانہ خسر
کرتار مہتا ہے جو بد گوئی سدا
ہو گیا مروود و غاسر حس کا پیر
جو مچاتے ہیں بہت مدت سے غل
اور بڑا حق پوش بے عزت ہے وہ
گوگنے شیطان ہوں اگر ناموش ہوں
جو کہ بھاگے اس پہ لعنت صد ہزار

ہو اگر غیرت تو وہ مرجائیں سب
وہ بطلانی فتنہ گر آوے ذرا
آویں اب لودیانہ کے سارے شیر
اب وہ افتخانی کہاں ہے بدگام
احمد المہدیم لیسبل ہے کہاں
لوٹیرال کا کھیڑا آوے اوہر
اب مقابل ہو رہا شید کج ادا
اب مقابل ہو رہا بھوپالی بشیر
مولوی اور پیر زادے آئیں کل
جونہ آوے سخت بے فیرت گدہ
جیلہ بازی سے نہ اب روپوش ہوں
جونہ آوے اس پہ لعنت بار بار

جھوٹ کا سب اسکا تار و پود ہے
اور اگر بھاگے تو پھٹکارے گئے
اپنی کرتوتوں کا بدلہ پاؤ گے
عافیت سے ہوگا بیگانہ کوئی
آل اور اولاد ہی مر جائیگی
یا ہدایت دے انہیں یا انکو مار
آسمانی بیچ توان پر عذاب

اس جو بھاگے بڑا مردود ہے
گر مقابل آئے تو مارے گئے
خوک اور بندر بھی بن جاؤ گے
کوئی کوڑھی ہوگا دیوانہ کوئی
نامرادی یوں کسی پر آئیگی
جستقدریہ مولوی ہیں نایکار
ہر عددوٹے دیں گا کرفانہ خراب

الاحول والافعال (بسم اللہ)

ناظرین! یہ ہیں قادیانی مدعی رسالت کی گمراہ افشائیاں۔ اور ان کے اخلاق
کریمہ کی پٹھریاں اس پر دما میں نطق عن الہوی ان هو الا وحی یہی کا الہام ہی
ہے۔ شائد مرزا صاحب کا علم اس فن نگاری گلوں اور ہد زبانی کا کوئی بڑا استاد ہے۔ جو
مرزا صاحب کی زبان ایسی رواں ہے۔ اس اعجازی سحری نظم و نثر کے روبرو ہر چرکیں
کی شاعری۔ سودا کی جھو کوئی۔ جعفر زلی کی زلیات اور بیٹاریوں کی بکواس سب بات
ہیں۔ ذرا مزورۃ الامام مٹ کے حوالہ کو پھر دیکھنا!۔ انا للی خلق عظیم۔ کی یہ
کیا اچھی تفسیر ہے! کیا تحمل و بردباری کا نمونہ دکھایا ہے! اخلاق یہ اور دعویٰ
انوت و رسالت۔ !!!

مثل مشہور ہے۔ کہ جیسا منہ ویسے تھپیڑ۔ ذرا سنئے۔ خود مرزا صاحب
کے خسر میر نامر نواب دہلوی مرزا صاحب کی شان میں کیا فرماتے ہیں۔
یہ اشعار چونکہ گھر کے بھیدی نے کہے ہیں۔ اس لئے مستند بھی ہیں۔

منقول از نظم مندرجہ اشاعتہ السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۱۲

بومسلم آج احمد بن گئے

بدعاش اب نیک از حد بن گئے

ہر طرف مارے انہوں نے مال ہیں
 سارے عالم میں وہ گویا ایک ہیں
 مال پر لوگوں کے دنیاں تیز ہیں
 ہیں نئی تدبیر ہر دم سوچنے
 کچھ نیا اب شعبہ دکھائیے
 میوہ زر کی وہ ویدے انکو قاش
 ان کے دل کو اسنے پہنچایا سرور
 جو شفی دے انکو وہ ہے متقی
 کر کے تعریفیں اڑا لیتے ہیں سول
 اس قدر ہے ان کے دلیں حرص آرز
 دینداری کی نہیں ہے کوئی بات
 دولت دنیا ہے کھانے کے لئے
 ہنستے رہتے ہیں کمی روتے نہیں
 اپنی چالاکی بہ اتراتے ہیں وہ
 آیت قرآن ہیں گویا ان کے خواب

عیسے دوراں بنے دھال ہیں
 ظاہری افعال ان کے نیک ہیں
 عالم و صوفی ہیں اور شب خیز ہیں
 ہر طرح سے مال ہیں وہ نوچتے
 جس طرح ہو مال کچھ کھا جائیے
 ہو کوئی کیسا ہی گرچہ بد معاش
 پھر تو وہ مقبول رحاں ہے ضرور
 شقی ان کو نہ دے تو ہے شقی
 ہیں میروں سے بڑے میل جول
 جو کوئی دے نہ کر دینگے دانا
 ہیں امیر اور لیتے ہیں صدقہ زکوٰۃ
 علم ہے دنیا کمانے کے لئے
 دل میں اپنے منفعیل ہوتے نہیں
 غیظ میں بد مست ہو جاتے ہیں وہ
 اپنی تعریفوں سے بہرتے ہیں کتاب

(۲) ایفائے عہد اور حصولِ رزق۔ قرآن کریم اور احادیث شریف الیقاہد کی تاکیدوں پر ہیں
 اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اَوْفُوا بِالْعَهْدِ (دوسرے پر کیا کرو) اَوْفُوا بِالْعَهْدِ (افراؤ عہد کیا کرو)
 اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا (عہد و افراؤ کے) (ایفائی) بابت قیامت کے دن سوال ہوگا) وغیرہ
 احادیث صحیحہ میں بھی افراؤ عہد پورا کرنے کی تاکیدیں فرمائی گئی ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی علامات میں ایک علامت یہ ارشاد فرمائی ہے۔ کہ۔ اِذَا عَاهَدَا عَاهَدَا
 دینے منافق کی ایک یہ نشانی یہی ہے۔ کہ بد عہد ہی کرتا ہے) اللہ تعالیٰ انسانوں کو ایفائے عہد کی تلقین
 عطا فرمائیں۔ آمین!

مرزا صاحب کے ایفائے عہد کی حالت دیکھنے کیلئے انکی کتاب براہین احمدیہ کا قصہ ہی قابلِ غور ہے

ابستاد مرزا صاحب فلع سیکلوٹ کے دفتر میں ^{میں} روپیہ ماہوار کے ملازم بنے۔ تنخواہ کم تھی۔ گزارہ نہیں ہوتا تھا۔ تو غمناکی کا امتحان دیا۔ مگر فیل ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دوست نے ان کو مشورہ دیا۔ کہ آپ کو مذہبی مطالعہ کا شوق رہا ہے۔ بہتر ہو کہ مذاہب کی ترویج میں کتابیں لکھ کر فروخت کر دو۔ چین کر و گے۔ اس رائے سے اتفاق کر کے مرزا صاحب بالکل سے لاہور آکر سجدہ چینیانوالی میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے ملے۔ اور ارادہ ظاہر کیا۔ کہ میں ایک ایسی کتاب لکھنا چاہتا ہوں۔ جو کل ادیان کا بطلان کرے۔ اور حقیقت اسلام اس سے ظاہر ہو۔ مولوی صاحب نے بھی ان کی رائے کو پسند کیا۔ بلکہ عملاً مدد کو مستعد ہو گئے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے ایک اشتہار جاری کیا۔ کہ صداقت اسلام پر ایک کتاب لکھی جائیگی جس میں ^{میں} ثبوت دلائل حقانیت اسلام یہ ہوگی۔ اور قیمت اس کی پانچ روپے اور دس روپے بمشقی ہوگی۔

اسلام کے ہمدردوں اور شیدائیوں نے خدمت اسلام کو اپنا فرض سمجھ کر مدد دینی اور روپیہ بھیجنے شروع کئے۔ چاروں طرف سے روپیہ کی بارش ہونے لگی۔ مرزا صاحب مالا مال ہو گئے۔ اور قرضہ بھی اتر گیا۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں۔ کہ وہ جہاں مجھے دس روپیہ ماہوار کی امید نہ تھی۔ لاکھوں تک نوبت پہنچی بعض مسلمانوں نے بڑی بڑی رقیں بھی دیں۔ مثلاً خلیفہ سید محمد حسن خان صاحب وزیر اعظم بٹالہ پانڈہ روپیہ۔ بابو الہی بخش صاحب اکوٹ ٹنٹ ڈونڈ روپیہ وغیرہ کتاب بھی جزدی طریق پر نکلنی شروع ہو گئی۔ مگر اس کتاب کے لکھتے لکھتے مرزا صاحب کو

۱۷ ایک بیوی کے زیور کی ہی تفصیل کلمہ فضل رحمانی میں سچوالہ رہن نامہ رجسٹری شدہ منجانب مرزا صاحب قابل دید ہے۔ جسکی مجموعی میزان تین ہزار تین سو سینتیس روپیہ ہوتی ہے۔ مابوجود اس کے آپ دکات ہی لیتے رہے۔ گو اشاعت اسلام کے بہانہ سے۔

مجدد۔ ہمدی۔ نیشلسیج اور نبوت و رسالت کے خواب آنے لگے۔ اور انہوں نے اسکی جلد چھارم کے اخیر میں اشتہار دیدیا۔ کہ اب براہین کی تکمیل خدائے اپنے ذمہ لے لی ہے۔ اس فقرہ کے معنی عملیہ ہوئے۔ کہ کتاب کی اشاعت بند کر دی۔

اس کتاب کی پہلی جلد تو صرف اشتہار ہی ہے۔ دوسری اور تیسری جلد میں مقدمہ اور چوتھی جلد میں مقدمہ اور تمہیدات کے بعد باب اول شروع ہی ہوا تھا۔ کہ اشاعت ملتوی کر دی گئی۔ کل کتاب کے (۵۱۲) صفحہ ہوئے۔ اور تیسری جلد کے اخیر پر اشتہار تھا کہ کتاب میں سو جز تک پہنچ گئی ہے۔ اور اس دوران میں قیمت کتاب بھی دس روپیہ اور پچیس روپیہ کر دی۔

جب تک کتاب تیار ہو گئی ہوتی۔ یہ بھی کہی جا چھپی۔ اور ہزارہ جلدیں اسکی فروخت ہونے پر بیس کی قیمت دینے والوں نے تقاضا کیا۔ کہ جس کتاب کا وعدہ کیا تھا۔ خریداروں کے پاس پہنچی چلیے۔ ان لوگوں کو خاموشی کرنے کے لئے ایک عجیب غریب اشتہار شائع کیا گیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ:-

”اس توقف کو بطور اعتراض پیش کرنا محض لٹھو ہے۔ قرآن کریم بھی باوجود کلام الہی ہونے کے ۲۳ برس میں نازل ہوا۔ پھر اگر خدا تعالیٰ کی حکمت نے بعض مصالح کی غرض سے براہین کی تکمیل میں توقف ڈال دی۔ تو اس میں کوئی نساہت نہ تھا۔ اگر یہ خیال کیا جائے کہ بطور پیشگی خریداروں سے روپیہ لیا ہے۔ تو ایسا خیال کرنا بھی محض اور ناواقفیت ہے کیونکہ اکثر براہین احمدیہ کا حصہ مفت تقسیم ہوا ہے۔ اور بعض سے پانچ روپیہ اور بعض سے اٹھ آنے تک قیمت لی گئی ہے۔ اور ایسے لوگ بہت کم ہیں جن سے دس روپیہ لئے گئے۔ اور جن سے پچیس روپیہ لئے گئے ہوں۔ وہ تو صرف چند ہی انسان ہیں اور پھر باوجود اس قیمت کے جو ان حصص براہین احمدیہ کے مقابل جو منقطع ہو کر خریداروں کو دیئے گئے۔ کچھ عجب نہیں۔ بلکہ عین موزون ہے۔ اعتراض کرنا سراسر

کینگی اور سفاہت ہے۔ پھر بھی ہم نے بعض جاہلوں کے ناحق شور و غوغا کا خیال کر کے دو مرتبہ اشتہار دیدیا۔ کہ جو شخص براہین احمدیہ کی قیمت واپس لینا چاہے وہ ہماری کتابیں ہمارے پاس روانہ کر دے اور اپنی قیمت واپس لے لے۔ چنانچہ وہ تمام لوگ اس قسم کی جہالت اپنے اندر رکھتے تھے۔ انہوں نے کتابیں واپس کر دیں۔ اور قیمت لے لی۔ اور بعض نے کتابوں کو بہت خراب کر کے بھیجا۔ مگر ہم نے قیمت دیدی۔ کئی دفعہ ہم لکھ چکے ہیں کہ ہم ایسے کمینہ طبعوں کی ناز برداری نہیں کرنا چاہتے۔ اور ہر ایک وقت قیمت واپس دینے پر تیار ہیں۔ ہٹانچہ خدا تعالیٰ کا شکریہ ہے کہ ایسے ولی الطبع لوگوں خدا نے ہم کو فراغت بخشی (البدور، اگست ۱۹۰۶ء)

ناظرین! کیا آپ مرزا صاحب کے عقلی معجزہ کی داد نہ دیں گے؟ فرمائیے اس اشتہار کو پڑھ کر کن شریف اور ایما آدمی اسحق۔ ناواقف۔ کمینہ۔ سفینہ۔ جاہل کمینہ طبع اور ولی الطبع کہلا کر وہی قیمت کا مطالبہ کر سکتا تھا۔ مختصر تو یہی کافی ہے کہ مرزا صاحب نے جس غرض کے لئے روپیہ لیا تھا۔ وہ پوری نہ کی۔ اور اس روپیہ کو بے جا طور پر اپنے صرف میں لائے۔ یہ حلال تھا یا حرام؟ اس کا فیصلہ ناظرین کر سکتے ہیں۔ لیکن مزید توضیح کے لئے مرزا صاحب کے اس اسلان پر گنجہ اور روشنی ڈالی جاتی ہے۔

(۱) جب براہین احمدیہ کے نام سے قیمت پیشگی لی گئی تھی۔ اور اس کی اشاعت ہو گئی تھی ملتوی۔ تو دیانت کا تقاضا یہ تھا کہ مرزا صاحب حقہ رسد کی قیمت رکھ کر باقی روپیہ خریداروں کو واپس کر دیتے۔ یا انیسوس کے ساتھ اسلان کر دیتے مگر جو صاحب اپنا روپیہ واپس لینا چاہیں واپس لے لیں۔ اور یا اس روپیہ کو بعد امداد و اشاعت اسلام منتقل کر دیں۔ لیکن بجائے اس کے پیشبندی کے طور پر ایسے لوگوں کو اسحق۔ کمینہ۔ سفینہ۔ جاہل۔ ولی الطبع وغیرہ کے نام سے مطالبہ کیا گیا۔ اس

یہ فائدہ ہوا کہ بہت کم لوگوں نے ایسے خطاب قبول کئے۔ قیمتی کتابیں عموماً اہل ثروت ہی خریدتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے قیمت واپس لیکر کمیوں کیلئے اور اعمق اور عاقل وغیرہ بنانا تھا۔

(۲) ریاست پٹیالہ کے وزیر اعظم خلیفہ محمد حسن خان صاحب مرحوم نے پانچ سو روپیہ نو داؤن پچھتر روپیہ اپنے احباب سے جمع کر کے بدرابھٹی احمدیہ دیا تھا۔ بعد میں جب مرزا صاحب نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی توہین کی۔ تو وہاں سے سبزارٹوں گئے۔ اپنے روپیہ کا بھی مطالبہ نہیں کیا۔ کیا مرزا صاحب نے یہ روپیہ واپس دیدیا تھا؟

(۳) اول انرا کتاب چھپوانے کا مرزا صاحب نے کہا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ نے پھر کتاب کی اشاعت کے انزوا کا بار اللہ تعالیٰ کے ذمہ ڈال دینا۔ مرزا صاحب کو کہاں تک بری الذمہ کرتا ہے۔

(۴) مفت تقسیم اور ہر شرح سے قیمت لینے کا ذکر اول تو بے ثبوت ہے۔ کوئی نقد اور درج نہیں کی۔ کہ کتنے لوگوں کو کتاب مفت دی گئی۔ اور کتنے خریداروں کو ہر قیمت پر لیکن اگر اس کا بھی گیا۔ تو پیشگی قیمت دینے والوں کو تو پوری کتاب ملنی ضروری تھی۔ کیا یہ بد عہدی نہیں؟

(۵) کیا تین سو دلائل دینے کا وعدہ کر کے محض تمہید پر خریداروں کو ٹال دینا موزوں ہے۔ اور اس کو ایسا سے فہم کہہ سکتے ہیں؟

(۶) ذہن کریم ۲۲ سال میں ضرور نازل ہوا۔ مگر مکمل نازل تو ہو گیا۔ اور نیز قرآن شریف کی کوئی پیشگی یا بعد قیمت ہی تو نہیں لی گئی تھی۔ اس کے حجم کا کوئی وعدہ تھا۔ کہ اتنا ہو گا۔ یہ سین آپ کی براہین کی تین سو بے نظیر دلائل یا تین سو جز قریم آپ کے ساتھ ہی چلے گئے۔ پھر انہی اس دنیاوی تجارت کو قرآن شریف کے نزول سے تشبیہ دینا کہاں کی ایمانداری ہے؟

(۷) مرزا صاحب اپنی دانست میں اس اعلان کے ذریعہ حساب دیکر فارغ ہو بیٹھے مگر دیانت یہ تھی کہ اس الزام سے آپ اسی صورت میں بری ہو سکتے تھے۔ کہ کل شائع شدہ اور فروخت شدہ کتابوں کی تعداد۔ اور کل وصول شدہ رقم کی فہرست شائع کرتے۔ اور اس کے ساتھ تفصیل دیتے۔ کہ کس قدر کتنا میں مفت گئیں۔ اور کس قدر اٹھا آئے قیمت پر کتنے لوگوں نے کتابیں واپس کر کے قیمت واپس لی۔ اور کتنے لوگوں کا کتنا روپیہ امانتاً باقی رہ گیا۔ اور وہ کس معرف میں آیا۔ کیا کوئی مرزائی ہمت کر کے اپنے مرشد کا ڈیفنس پیش کر سکتا ہے؟

(۸) جب مشتہار یہ تھا۔ کہ تین سو بے نظیر دلائل سے حقانیت اسلام ثابت کی گئی ہے۔ اور اس کا علم بھی تین سو جڑ ہو گیا ہے۔ تو اس کے شائع نہ ہونے کی کیا وجوہات تھیں؟ حقانیت اسلام کو شائع ہونے سے روکنا خدا کا کام ہے۔ یا شیطان کا؟ اور کیا اس التوا کو خدا کے ذمہ ڈال دینا ایسا ہی نہیں۔ جیسا کہ کوئی چور یا خونی گرفتار ہونے پر کہہ دے۔ کہ خدا کو ایسا ہی منظور تھا۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔

۹۹ کتاب کی لاگت اس زمانہ کی زرغ کے لحاظ سے آٹھ آنہ فی جلد سے زیادہ نہیں تھی۔ پھر اس کی قیمت پانچ روپیہ سے پچیس روپیہ تک وصول کرنا پیسہ ہی ہے یا دوکانداری؟

(۱۰) اس کتاب کے تین سو بے نظیر دلائل کی نسبت اعلان تھا۔ کہ اگر ان دلائل کو روکیا جاوے۔ تو دس ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ بعد میں اس ویباچسہ اور تمہید پر معراج الدین عمر مرزائی نے اشتہار دیدیا۔ کہ ۲۷ سال سے کتاب شائع ہو چکی ہے۔ کسی کو جواب دینے اور انعام حاصل کرنے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ کیا یہی تین سو بے نظیر دلائل تھیں جنہیں انعام مشہر کیا گیا تھا۔ یا تین سو دلائل کا وعدہ محض جھوٹ اور تماشائی تھا؟

براہین احمدیہ کے علاوہ ایک کتاب سراج منیر مفت شائع کرنے کا
اسلان کرتے چند سو روپیہ چندہ مانگا۔ اور بہت سا روپیہ وصول بھی ہوا۔ مگر بعد
میں جب یہ کتاب چھپی تو قہقہہ مچ گئی۔

پھر ایک رسالہ مہواری قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ چھپوانے کا اشتہار دیا گیا۔
کہ وہ ۲۰ جون ۱۹۰۵ء سے مہوار نکلیگا۔ پھر نشان آسمانی ص ۳۳-۳۴ میں باہمت و شجاعت
سے مدد چاہی۔ کہ اسے مردانہ جوشید و برائے حق جوشید اور ہر ایک کتاب کی اشاعت
کے لئے امداد کی درخواست کی۔ اور لکھا کہ ذی مقدرات لوگ مددگات سے میری کتابیں خرید
کر تقسیم کریں۔ اور میری اور بھی تالیفات ہیں۔ جو نہایت مفید ہیں۔ مثلاً رسالہ

احکام القرآن۔ اربعین نئے علامات المتقین۔ سراج منیر۔ تفسیر کتاب عزیز
پہر جلد دسبر سلسلہ میں پریس کے لئے اڑھائی سو روپیہ مہواری کی ضرورت
پیش کی۔ اور فرمایا۔ کہ ہر ایک دوست اس میں بلا توقف شریک ہو۔ اور مہوار
چندہ تاریخ مقررہ پر بھیجتا رہے۔ اس سے بقیہ براہین اور اخبار اور آئینہ رسائل
کا کام جاری رہ سکتا ہے۔ یہ انتظام سب کچھ ہو گیا۔ مگر تفسیر کتاب عزیز۔ براہین آخر
اور رسائل مہوار سب کتم قدم میں ہی رہے۔ اور چندہ جو وصول ہوا۔ سب بلاؤ کار
ہضم کیا گیا۔ کیا یہ بد عہدی اور شکم پروری نبوت اور رسالت کی علامتیں ہیں؟ اور
کیا اس روپیہ کا جو خدمت اسلام کے لئے اور مفید کتابوں اور رسالوں کے لئے لیا گیا
تھا۔ اپنی ذاتی ضروریات میں صرف کرنا اور اس سے اپنی جائداد بنانا مرزا صاحب کے
لئے جائز اور حلال تھا؟

اس بارہ میں مرزا صاحب کے خسر میرزا غلام علی کے چند اشعار قابل غلط ہیں۔

منقول از اشعار

اور کہیں تصنیف کے ہیں اشتہار

یہ ہی لوگوں نے کیا ہے روزگار

پیشگی قیمت مگر لیتے ہیں وہ	سلی کو اس طرح دم دیتے ہیں وہ
بعض کھا جانے ہیں قیمت مساکیں	اس طرح کا پر ڈگیا بار و غضب
بمستیں کھا کر نہیں لیتے ڈکار	جیسے آتا تھا کہیں ان کا ادھار
جو کوئی مانگے وہ بے ایمان ہے	وہ بڑا ملعون اور شیطان ہے
بدگمانی کا اسے آزار ہے	سارے بد بختوں کا وہ سردار ہے
ایک تو پد سے اس نے زردیا	دوسرے بد نام اپنے کو سکایا
کھا گیا جو مال وہ اچھا رہا	کچھ گھٹا ہرگز نہ اس کا اتفاق

(۸) مرزا صاحب کا توکل علی اللہ تنزیہیہ باطنی اور نفس کشی
 کہنے کو مرزا صاحب فتاویٰ الرسول۔ فتاویٰ اللہ اور اس سے بھی ورا و اورے
 مدارج کے معنی تھے۔ اور کل پیغمبروں کے کمالات کا عطر مجموعہ۔ جیسا کہ کہتے
 ہیں۔ کہ۔

آدم نیز احمد مختار دربرم جامہ ہمہ ابرار
 اسچند و دست ہر براجام داداں جام را مرا تمام
 وغیرہ وغیرہ

لیکن حالات یہ ہیں۔ جو اوراق گذشتہ میں ذکر ہوئے۔ اس ضمن میں مرزا
 صاحب کے الہامات اور توکل علی اللہ اور نفس کشی کا مزید نمونہ پیش کیا جاتا
 ہے۔

ناظرین اس کتاب کی فصل ششم کا نمبر ۴ تا ۱۰ ملاحظہ فرمائیں۔ اور
 دیکھیں کہ نکل جسے متعلق کس زور شور کے الہام ہیں۔ جن میں شک اور شبہ کو
 دخل ہی نہیں ہو سکتا۔ لیکن ان الہامات کے ساتھ خارجی اور دنیاوی تدبیر

سے بھی مرزا صاحب بے فکر نہیں تھے۔ اور زمینی و آسمانی ہر قسم کی تدارک و ذریعہ سے محمدی بیگم کو حاصل کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ذیل میں ان کا ایک خط ملاحظہ ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شہدہ نصیحت۔ والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو۔ کہ مجھ کو خبر

پہنچی ہے۔ کہ حیدر روز تک محمدی مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے۔ او

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں۔ کہ اس نکاح سے سارے رشتے ناطے توڑ دوں گا۔

اور کوئی تعلق نہیں رہیگا۔ اس لئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں۔ کہ اپنے بھائی مرزا

احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کر دو۔ اور بطرح تم سمجھا سکتی ہو۔ اسکو سمجھا دو۔

اور اگر ایسا نہیں ہوگا۔ تو آج میں نے مولوی نور الدین اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے۔

اور اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ۔ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ بھیج دے

اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے۔ تو اسکو قاق کیا جائے۔ اور اپنا اسکو

وارث نہ سمجھا جائے۔ اور ایک پیسہ وراثت کا اسکو نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہوں۔

کہ شرعی طور پر اسکی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجائے گا۔ جس کا مضمون یہ ہوگا۔

کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کا غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آوے۔ تو پھر اس روز

سے جو محمدی بیگم کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا۔ اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد

کی طلاق پڑ جائیگی۔ تو یہ شرعی طلاق ہے۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے۔ کہ اب

بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں۔ اور اگر فضل احمد نے نہ مانا۔ تو میں فی الفور اس کو

۱۔ یہ مرزا صاحب کی سہیلی ہیں۔ محمدی بیگم کی بیوی بھی اور عزت بی بی کی والدہ۔

اور عزت بی بی مرزا صاحب کے روئے فضل احمد کی بیوی ہے۔

۲۔ نکاح نہ کرے محمدی بیگم کا والد۔ اور طلاق پائے مرزا صاحب کے بیوی۔

قرآن ماس انصاف کے۔ کہ بے دلی اور بیکڑا جائے مو بھوں والا۔

عاق کردونگا۔ بھر دہ میری وراثت سے ایک ذرہ نہیں پاسکتا۔ اور اگر آپ اسوقت اپنے بھائی کو سمجھالو۔ تو آپ کیلئے بہتر ہوگا۔ مجھے افسس ہے کہ میں نے عزت لی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح کوشش کرنا چاہا تھا۔ اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر تقدیر غالب ہے۔ باد ہے کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں کہی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کرونگا۔ اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا۔ اس دن عزت لی بی کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ (رافعہ مرزا غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج ۲۷ مئی ۱۹۰۹ء)

ایک خط محمدی بیگم کے باب مرزا احمد بیگ کو لکھا۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ:-
 میرے آپ کی راضی محمدی بیگم سے میرا آسمان پر نکاح ہو چکا ہے۔ اور مجھ کو اس الہام پر ایسا ایمان ہے جیسا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پر۔ مجھے خدا تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ یہ بات ان ٹل ہے۔ یعنی خدا کا کیا ہوا ضرور ہوگا۔ محمدی بیگم میرے نکاح میں آئیگی۔ اگر آپ کسی اور جگہ نکاح کریں گے۔ تو اسلام کی بڑی ہنک ہوگی۔ کیونکہ میں دس لاکھ آدمی میں اس پیشگوئی کو مشہور کر چکا ہوں۔ اگر آپ ناظر نہ کریں گے۔ تو میرا الہام چٹا ہوگا۔ اور جگت ہسائی ہوگی۔ جو اہر آسمان پر ٹہر چکا ہے۔ زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا۔ آپ اپنے غم سے اس پیشگوئی کو پورا کرنے کے معادن بنیں دوسری جگہ رشتہ نامبارک ہوگا۔ میں نہایت عاجزی اور ادب سے اتنا س کرتا ہوں کہ اس رشتہ سے انحراف کریں

محمدی بیگم کا رب لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے برابر آپ نے بنا دیا۔ انکاح الہام کو بہرٹ ثابت ہوا۔ معلوم ہوا کہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ پر بھی آپ کا ایمان نہ تھا۔

کھان متواتر اہامات! اور کہیں یہ عاجزی اور تعلق کا اظہار!! الہام پر ایمان ہوتا۔ تو ایسی ذلیل و خوارت کیوں کرتے؟

جو آپ کی لڑکی کے لئے گوناگوں برکتوں کا باعث ہو گا۔ وغیرہ وغیرہ

ایک ایسا ہی خط اپنے مہدی مرزا علی شہر بیگ (والد حضرت بی بی) کے نام بھی لکھا۔ اور اس میں اپنی بے کسی۔ بے بسی ظاہر کر کے خواہش کی کہ اپنی بیوی (والد حضرت بی بی) کو سمجھا دیں کہ اسے بھائی مرزا احمد بیگ (والد محمدی بیگ) سے نہ جیگاڑ کر اسے اس ارادہ سے روک دے۔ ورنہ میں ہتھاری لڑکی کو اپنے بیٹے فضل احمد سے طلاق دے دوں گا۔ آپ اس وقت کو سب حال لیں۔ اور احمد بیگ کو اس ارادہ سے منع کر دیں۔ ورنہ مجھے خدا کی قسم کہ بہ سب رشتہ ناطہ توڑ دوں گا۔ اور اگر اس خدا کا بھولے۔ تو وہ مجھے بھالے گا۔۔۔ (انتہی ملحوظاً)

باوجود ان خطوط کے بھی مرزا صاحب کا نکاح محمدی بیگ سے نہ ہوا۔ اور ادھر فضل احمد نے بھی اپنی بیوی کو طلاق نہ دیا۔ اور والد صاحب کا گھر بسانے کی مطلق پر دواہ نہ کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنی قسموں کے مطابق مرزا صاحب نے اپنی بیوی زوجہ اول اور دو لڑکوں مرزا سلطان احمد بیگ و فضل احمد بیگ سے قطع تعلق کر دیا۔ اور کچھ وقت بعد مرزا دین و قطع تعلق از اقارب مخالف دین)

ان خطوط اور ان کے انجام سے تعلق ذیل مستنبط ہوتے ہیں۔

(۱) تمام الہامات متعلق نکاح غلط اور بناوٹ تھے۔ اگر ان پر مرزا صاحب کو ایمان تھا۔ جیسا کہ خود قسم کہا کرتے ہیں۔ تو پھر ایسے خطوط لکھ کر الہام کو پورا کرانے کی کوشش کی کیا ضرورت تھی۔ نکاح جو آسان پر ہو چکا تھا۔ زمین پر بھی ضرور ہو جاتا۔

(۲) جھوٹی قسمیں کھائیں۔ جو صرف لڑکی کے والدین اور متعلقین کو یقین دلانے کے لئے تھیں۔

(۳) خدا تعالیٰ کا ہر دم چھوڑ کر عاجزی اور چالوسی سے عاجزانوں کی ذلیل منتیں اور ساجتیں کیں۔ جو نہ صرف وقار نبوت کے منافی ہیں۔ بلکہ ایک عام

شریف آدمی بھی ایسی بھیمائی نہیں کر سکتا۔

(۴) خدا پر ہمتان اور افزا بانڈ۔ کہ اس نے آسمان پر نکاح محمدی بیگم سے کر دیا ہے۔

(۵) مرزا صاحب کہتے ہیں۔ کہ اگر میں خدا کا ہوں تو وہ مجھے بچا لے گا۔ مگر نکاح نہ ہونے سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب مجانب اللہ نہیں تھے۔

(۶) اپنی سمدہن کو بھائی کے ساتھ لڑنے کی ترغیب دی۔ اور جبکہ احمد بیگ محمدی بیگم کا رشتہ کسی دوسری جگہ کر چکا تھا۔ تو اسے اس عہد کے توڑنے کے لئے کہا اور سمدہن اور سمدہن کو لکھا۔ کہ اس سے یہ عہد توڑاویں۔ حالانکہ عہد شکنی کی اسلام میں سخت ممانعت ہے۔

(۷) شریعت کی رو سے طلاق بیٹا محروم الارث نہیں ہو سکتا۔ مگر مرزا صاحب نے بار بار اسے محروم الارث کرنے کی دہکی دی۔ اس لئے شریعت کو منسوخ کرنے کا ارتکاب جرم کیا۔

(۸) تہذیب۔ اخلاق اور حیا کو بالائے طاق رکھ دیا۔ کہ اپنی مطلوبہ کی خاطر بیٹے کو مجبور کیا۔ کہ وہ اپنی محبوبہ بیوی کو طلاق دیدے۔ اس بچارے نے اخلاقی جرات سے کام لیا۔ کہ اپنی بے گناہ اور عقیقہ بیوی کو طلاق نہیں دی۔ تو اس سے قطع تعلق کر لیا۔

(۹) اپنے نفس کی خواہش پوری نہ ہونے دیکھ کر اللہ کی رضا پر راضی نہ رہے بلکہ اس فصد میں اگر معمولی دہل دنیا کی طرح بیوی اور بیٹیوں سے قطع تعلق کر لیا اور بندہ نفس و شہوت ہونے کا پورا ثبوت دیا۔

(۱۰) یہ سارے ڈکوسے ہی تھے۔ جنہیں الہام کے رنگ میں پیش کیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی منظور سی کے پروانے بھی دکھائے گئے۔ لیکن درحقیقت یہ صرف

ایک نفسانی خواہش تھی۔ جس کے لئے نہایت کمزور چالیں اور منصوبے اور تدبیریں
کیں۔ جو ایک سچے اور حیا دار مسلمان کی شان سے ہی بعید ہیں۔

اخیر میں ایک اور لطیفہ درج کیا جاتا ہے۔ مرزا صاحب نے اپنے سمد ہی اور سہن
کو اس امر کی تحریص دلائی کہ اگر یہ نکاح ہو گیا۔ تو تمہاری لڑکی اور فضل احمد ہی میرے
وارث ہوں گے۔ اور اگر فضل احمد نہ ملے گا۔ تو اسے محروم الارث کیا جائیگا۔ اُدھر محمد علی
کے والد مرزا احمد بیگ کو بھی یہی لکھا۔ کہ یہ نکاح تمہاری لڑکی کے لئے افواج و اقسام
کی برکات کا موجب ہوگا۔ گویا سمد ہی۔ سمد ہن۔ بیٹے اور سرسوعو کو مال و جائیداد
و وراثت کی طمع دلاتے ہیں۔ لیکن احادیث صحیحہ سے واضح ہے۔ کہ نبیوں کمال کسی کی
میراث نہیں ہوتا۔ بعض احادیث کے الفاظ سے ترجمہ اس طرح ہے ہیں۔

دالِق، البنی لا یورث انما میراثہ فی فقر او المساکین۔ والمساکین الامام احمد
عن ابی بکر، جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نبی کسی کو وارث نہیں چھوڑتے۔
ان کی میراث فقراء و مساکین کے لئے ہے۔

(ب) کل مال البنی صدقۃ الاھل اطعمہ و کساھم انا لا توورث ربوہ و
عن الزبیر، نبی کا تمام مال فقراء کے لئے صدقہ ہے۔ مگر جتنے اس کے اہل و عیال کھلیں
کیونکہ ہم کسی کو وارث نہیں چھوڑتے۔

۱۷ مذکورہ بالا بیان کا مقابلہ مرزا اور مرزا نہیں کے اس ادعے کے ساتھ کرو۔ جو وہ آیت قَدْ
بَشَرْتُ فِیْکُمْ عُمَرَا..... الخ سے استدلال کر کے مرزا صاحب کی گذشتہ زندگی کو مقدس اور مطہر ثابت
کیا کرتے ہیں۔ کیا انبیائے کرام اور بزرگان دین اسلام میں کوئی ایسی مثال موجود ہے ؟
کہ کسی نے ایک عورت کے نکاح کے لئے ایسے پاپڑ بیچے ہوں ؟ مرزا فی صاحبان ذرا انہما
بنوت کی کسوٹی پر اسے پرکھ کر دیکھیں۔

(ج) واللہ لا تقسم ورثتی دیناراً لا ترکیت من شیء بعد لفقتہ نسائی
 ومعونۃ عامی فہو صدقۃ (بخاری سلم - ابی داؤد - امام احمد - عن ابی ہریرہ)
 خدا کی قسم میرے وارثوں میں روپیہ کی تقسیم نہ ہوگی۔ جو کچھ میں چھوڑوں وہ میری
 بیبیوں کے نان نفقہ اور عامل کی مزدوری کے بعد صدقہ ہے۔ (ابو جعفر آخفت علی الصمد
 علیہ وسلم نے قسم کھا کر تقسیم ترکہ کی مخالفت فرمائی ہے)
 (ح) لا نورث ما ترکنا صدقۃ (امام احمد - بخاری سلم) ہم کسی کو وراثت
 نہیں بتاتے۔ ہمارا ترکہ تو صدقہ بن جاتا ہے۔

(د) نسخ معاشرا لانبیاء لا یرث ولا نورث۔ ہم جگہ گروہ انبیاء کی
 سنت یہ ہے۔ کہ نہ کسی مردہ کا مال سنبھالتے ہیں۔ اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے۔
 ادھر تو یہ احادیث ہیں۔ جن کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ نبیوں کا مال کسی کی
 میراث نہیں ہوتا۔ اُدھر مرزا صاحب وراثت وراثت پکار رہے ہیں۔ اور پھر دعویٰ
 کرتے ہیں نبوت و رسالت کا۔ پس اپنی کے اقوال سے صاف طور پر ظاہر و ثابت ہے
 کہ وہ جی نہ تھے۔ اور نہ انہیں اپنی نبوت پر دلی ایمان و یقین تھا۔ ورنہ یہ میراث
 کا جگہ رکھ کیوں درمیان میں لاتے؟

(۹) مرزا صاحب اور تصوف۔

مرزا صاحب اپنی تحریرات میں اکثر صوفیائے کرام و صلحائے عظام کے حالات
 و اقوال نقل کیا کرتے تھے۔ ان کے مرید بھی کہا کرتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب صوفی المذہب
 تھے۔ سو ان کے تصوف کی بھی پڑتال کی جاتی ہے۔
 یہ ایک سلسلہ حقیقت ہے۔ کہ تصوف اور شریعت دو متضاد امور نہیں ہیں۔
 تصوف عین شریعت ہے۔ اور شریعت عین تصوف۔ بلکہ عام مسلمانوں کی نسبت
 صوفی کلمہ قسم قسم کے مجاہدے۔ ریاضت۔ نفس کشی اور زہد و عبادت کی ضرورت

ہے۔ چرنکہ مرزا صاحب اور ان کے مرید حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بزرگ ملتے ہیں۔ اس لئے ان کے حالات کا مرزا صاحب کے حالات سے کسی قدر مقابلہ کیا جاتا ہے۔ جس سے مرزا صاحب کی ریاضت و مجاہدہ کا حال بھی خوب معلوم ہو جائے گا۔

مرزا صاحب	سید الطائفہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ
<p>(الف) مرزا صاحب نے کسی پیر کچھ خدمت نہیں کی خوب عیش کئے۔ لذت و مقوی اغذیہ اوراد و بہ کا شغل رہا۔ کبھی خواب و آرام نہیں چھوڑا۔ نہ فارغ خیال دنیاوی ہو کر عبادت ہی کی۔ یوں زبان سے ہر ایک ولی بن سکتا ہے۔</p>	<p>(الف) آپ کہتے ہیں۔ کہ میں نے دو سو پیروں کی خدمت کی۔ مجھ کو نعمت فقر۔ گرسنگی۔ بیچاری اور ترک لذت دنیا و مافیہا حاصل ہوئیں۔</p>
<p>(ب) مرزا صاحب نے مسیح موعود اور جی بننے کے لئے قرآن و حدیث کو چھوڑا۔ اجماع امت کے خلاف کیا۔ حیات مسیح کے خلاف۔ قرآن و حدیث کے سارے مضامین کی تاویلیں کیں۔ معجزات کو مسمریزم بتایا۔ مانکہ کو ارواح کو اکب ظاہر کیا۔ اپنی تصویر اتروا کر مریدوں کے پاس فروخت کی۔ گویا ایسے شرک کو درواج دیا۔ جو ۱۴۰۰ برس سے بند کیا جا چکا تھا۔ توحید کے ساتھ پاک تثلیث۔ اور لم یلد و لم یولد کے ساتھ ولایت و اہمیت کی انوکھی تہریضیں شل کیں (دیکھو فصل دوم و چہارم کتاب ہذا)</p>	<p>(ب) آپ فرماتے ہیں۔ کہ راہ فقر کو وہی شخص پاتا ہے۔ جو دائمی فتنہ میں قرآن شریف اور باتیں ہاتھ میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے۔ اور ان دونوں شمعوں کی روشنی میں چلے۔ تاکہ گمراہی کے گرہ سے اور بدعت کی ظلمت میں نہ جا پڑے۔</p>
<p>(ج) مرزا صاحب کو جنہیں ساری عمر و ستائی</p>	<p>(ج) فرماتے ہیں۔ کہ اگر</p>

مرزا صاحب	رسید اللغات حضرت پیر محمد رحمت اللہ علیہ
<p>خود پسندی اور کتاہوں۔ رسالوں اور مشہدوں کی پیشنگ بازی سے ہی فرصت نہ تھی۔ اور ہر وقت روپیہ حاصل کرنے کی تدابیر میں مصروف رہتے تھے کب ایسی نماز نصیب ہو سکتی تھی۔ ہرگز نہیں!</p>	<p>بچے کسی نماز میں دنیا کا خیال آجاتا۔ نویں اسے قضا و کرتا۔ اور اگر آخرت کا اندیشہ نماز میں آجاتا۔ تو مسجد سہواں داکرتا۔</p>
<p>(د) حضرت جنید کے الہام میں عبودیت والا کافاوت و یکچہلے لولاک لما خلقت الافلاک (ضع ما شئت۔ تو سردار ہے۔ برائت سب انبیاء کے تخت سے اونچا بیجا گیا ہے۔ کل لک لا مہر کبھی روپیہ لیکر بیٹے دلانے کے دعوے۔ کہیں قسم کی تحریص و ترغیب وغیرہ وغیرہ۔</p>	<p>(ح) فرماتے ہیں، کہ ایک یار میں نے کسی بیمار کے لئے شفا کی دعا کر دی۔ مجھے مالف غیبی آواز آئی۔ کہ اے جنید! خدا اور اس کے بندے کے درمیان تیرا کیا کام۔ تو دخل مت دے۔ تجھے جو حکم دیا گیا ہے۔ کرتا رہ۔ اوچیں حال میں تجھے رکھا ہے۔ صبر کر۔ تجھ کو اختیار سے کیا کام!</p>
<p>حضرت جنید کے الہام کے مقابلہ میں یہ وساوس ہیں یا نہیں۔ کیونکہ خود ستائی و تکبر ان سے پایا جاتا ہے۔ اور کشفوں میں تو خدا ہی بن گئے۔ بلکہ زمین و آسمان بھی پیدا کئے۔ (دیکھو فعل چہارم) کیا کوئی مثال ہے۔ کہ مرزا صاحب کو کسی لہر خدا نے تنبیہ کی ہو۔ مرزا صاحب نے اپنے خیالات کو ہمیشہ الہام سمجھا۔ اور انہی کا اتباع کرتے رہے گو پایہ بھی کتاب لاریب فیہ کا درجہ رکھتے تھے۔</p>	<p>(د) فرماتے ہیں۔ کہ ایک بار میرا پاؤں درو کرتا تھا۔ میں نے</p>

مرزا صاحب

سید الطائف حضرت جنید رحمہ اللہ علیہ

تو محمد ہے۔ احمد ہے۔ نوح ہے۔ یہ ہے۔ وہ ہے۔
یہاں تک کہ آدم ہے۔ خدا تیری مدد کو لشکر کے کرار ہا
ہے۔ خدا نیرے ساتھ ہے۔ جہاں تو ہو۔ جو تیرا ارادہ
وہی خدا کا ارادہ۔ جس سے تو راضی اس سے خدا راضی۔
جس سے تو ناخوش۔ اس سے خدا ناخوش۔۔۔ کیا ان میں
کوئی ہی دوسرہ نہیں تھا؟ کیا کبھی مرزا صاحب کو
ان کی غلطی پر مطلع کیا گیا؟

(و) مرزا صاحب کی پندرہ روپیہ ماہوار
کی فکری۔ قانونی امتحان کی کوشش اور اسمین نا کامی
اور آخر اس میری مریدی کے کیمیادی نسخہ سے خود
انہی کے قول کے مطابق) لاکھوں روپیہ کی آمد گاہیاں
کر۔ جو آخری دم تک ہل من مہریدل ہی کہتے
چلے گئے۔ اور پھر یہ کہ اس دست غیب (مال
مریداں) کو نشان صداقت و نبوت قرار دیا
جاتا ہے۔

(نہ) مرزا صاحب کے الہامات ہیں۔
سٹرک سٹری۔ انت منی بمنزلہ برونری۔
انت منی بمنزلہ توحیددی و تفریدی۔ میں
خدا میں سے ہوں۔ خدا مجھ میں سے ہے۔ میں ابن

سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔ غیب سے
مذا آئی۔ کہ مجھے شرم نہیں آتی۔ کہ ہمارا
کلام کو اپنے نفس کے حق میں صرف
کرنا ہے۔

(و) حضرت جنید کے کسی نے
عرض کیا۔ کہ میں ننگا اور بہوکا ہوں
فرمایا جا آرام سے رہ۔ برہنگی اور
بہوک خدا اپنے دوستوں اور مددگار
کو دیتا ہے۔ ان کو نہیں دیتا۔ جو غلط
پر طعنہ کریں اور ساری دنیا میں شکار
کرتے پھریں۔ سچ ہے۔

ماشقاں از بے مرادی کا خوش
باہر گشتند از مولاے خوش

(نہ) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
اپنے بندوں سے دو علم چاہتا ہے
ایک تو عبودیت کے علم کی پہچان
دوسرے علم ربوبیت۔ یعنی بندے

مرزا صاحب

سید الطائفہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ

المدہوں - احدیت کے پردے میں ہوں - میں نے آسمان کو بید کیا - وغیرہ وغیرہ - جیسا کہ کئی جگہ بیان ہوا - اس لئے معلوم ہوا - کہ مرزا صاحب علم عبودیت سے نا آشنا تھے - اور علم الوہیت سے قطعاً نا آشنا گاہ -

کو چاہیے - کہ اپنی جنیت اور خدا تعالیٰ کی شان کو پوری طرح سمجھ لے -

ناظرین اب خود انصاف فرمائیں - کہ صوفی کیسے ہوتے ہیں - اور مرزا صاحب کا اس مسلک میں کتنا دخل ہے - کیا وہ شخص سچا صوفی ہو سکتا ہے جو جلب منفعت دنیوی کے لئے طرح طرح کی تدابیر اور مکر سے کام لے - جھوٹ بولے دھوکا دے - المدیر افترا کرے - بدعہدی کرے - دنیا کے عیش و آرام سے نفس کو لذت دے اپنے دشمنوں کو ڈانٹتا رہے - بعض وقت اخلاق کو ماتحت سے دیکر عامیانہ اور سوتیانہ بکواس پر اتر آوے - اور پھر منہ سے کہے - کہ میں فنا فی المدہوں - بقا باللہ ہوں - فنا فی الرسول ہوں - فنا فی المسیح ہوں - میں نے لذات دنیا کو ترک کر دیا ہے - دنیا بیف (مردار) ہے میں اس سے کنارہ کش ہوں - وغیرہ وغیرہ - کیا ایسے شخص اور معمولی جاہل اور ہمیشہ ور پیروں میں کچھ فرق ہے - جو مرد دل کو اپنے پیچندوں میں پھنسائے رکھ کر محض اپنا سالانہ نذرانہ وصول کر لینا کافی سمجھتے ہیں - حلال و حرام کی بھی کچھ تیز و پوراہ نہیں کرتے - نہ مریدوں کی اصلاح حالت کا خیال کرتے ہیں - انہیں صرف اپنی رقم منقرہ وصول کرنے سے غرض ہے -

مرزا صاحب کے خسر میر ناصر نواب نے اس بارہ میں خوب لکھا ہے -

منقول از اشاعت السنۃ

اؤ لوگو ہم پر ہے فضل خدا

ہے کہیں لوٹس بزرگی کا لگا

ہم تمہیں دین فیض تم دو ہجو بھیک
کر بجا خدمت ہماری لاؤ گے
اس کے دل میں بالخصوص غلام ہے
شمار اسکو جان لو یا ہے یزید
ہائے دنیا میں پڑا ہے کیا غضب
تاکہ حال ہو کہیں وجہ معاش
گوئے صدقہ کہ بھجائے زکوٰۃ
رنڈیوں کا مال یا بھانڈوں کا ہو
حرص کا ہے استدران کو مرض

ہو ہمارے حال میں تم بھی شریک
مال و دولت اور بیٹے یا ڈگے
مال جو دے وہ مضر خاص ہے
جو نہ دے کچھ مال وہ کیسا مرید
ہے مریدی واسطے پیسوں کا اب
ہر گھڑی ہے مالداروں کی تلاش
قرض سے اکتفہ ہو جائے نجات
ہو یتیموں کا پی یا رانڈوں کا ہو
کچھ نہیں تفتیش سے ان کو غرض

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ ایک حدیث کے فرمانے ہیں۔ کہ عبادات
کے دل حصے ہیں۔ ان میں سے نو حصے محض طلب حلال ہے۔ حدیث تشریف میں ہے کہ
حلال کھا نا کھاؤ تاکہ دعا قبول ہو۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دس درم میں ایک درم حرام کا ہو
اور اس رقم سے کپڑا خریدا جائے۔ تو اس کپڑے سے نماز نہیں ہوگی۔

حضرت ابابکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے کہیں دودھ پیا معلوم ہوا۔ کہ وجہ
حلال سے نہ تھا۔ فوراً انگلی مار کر تے کر دی۔

ایسا ہی اہل اللہ کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ اور ہر مزار صاحب کو دیکھو۔ لاکھوں روپیہ

۱۵ جیسے فتح اسلام میں مولوی نور الدین غیاثی کی تشریف محض ان کے زیادہ روپیہ دینے کی وجہ سے گئی
ہے۔ اور مقدمہ براہین احمدیہ میں خلیفہ محمد حسن مرحوم وزیر ریاست پٹالہ کی تشریف محض پانصد روپیہ کی خاطر
گئی گئی ہے۔ جو شیعی المذہب ہے۔ ۱۶ جیسے ادیبان نامی طوائف کا روپیہ قادیان شکار اسکو جائز کر
(دیکھو اشاعت السنۃ نمبر ۹ جلد ۱)

وصول ہوتا تھا۔ کیا مرزائی ایسی مثالیں پیش کر سکتے ہیں۔ کہ کبھی وصول شدہ روپیہ کی نسبت تحقیق کیا گیا ہو۔ کہ وجہ حلال سے ہے یا نہیں؟ خریدندہ کی حالت کیسی ہے آمدنی کس قسم کی ہے؟ اس میں رشوت یا حرام وغیرہ کا تو شبہ نہیں؟ اگر کبھی شبہ ہوا۔ تو کوئی رقم واپس بھی کی گئی؟

اس کے ساتھ براہین احمدیہ۔ سراج منیر۔ منن لرحمان۔ رسائل ماہواری وغیرہ کے چندوں کا بھی روپیہ شامل کرو۔ کہ جو بالکل غرض معہودہ کے خلاف خرچ کیا گیا۔ جو بوجہ بدعہدی صریح ناجائز ہے۔ اور اس روپیہ پر مرزا صاحب کی ذاتی گزراہتی۔ تو کیا اس مشتبہ اور بے تحقیق مال کو کھانے والا۔ اور ایفلے عہد نہ کرنے والا۔ مدارج فتنائی ابد و بقا باسد و الہام و نبوت کا مستحق ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں! اگر منہاج نبوت کی رو سے کوئی ایسی مثال ملتی ہے۔ تو پیش کی جاوے۔ اور قرآن کریم کی نص صریح لَا یَسْأَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجَرْتُمْ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ کو بھی بد نظر رکھا جاوے۔

۱۰۔ بہشتی مقبرہ۔

ہندوستان کی مشہور درگاہوں سرہند۔ اجیمیر پیران کلیہ وغیرہ میں ان مزاروں کے معتقدوں نے مکان کا کچھ حصہ بہشتی مکی وغیرہ کے نام سے موسوم کیا ہوا ہے۔ حال لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ اس جگہ سے گزرا بہشتی بنا دیتا ہے۔ جو بروئے شرع شریف بالکل بے اصل اور لغو بات ہے۔ لیکن عام خیالات کو وزن کر کے مرزا صاحب نے ہی اس مجرب نسخہ کا استعمال کیا۔ اور رسالہ الوصیت میں ایک بہشتی مقبرہ کا اعلان کیا۔ اور اس میں لکھا۔ کہ :-

”جو شخص اسلامی خدمات کیلئے بہشتی مقبرہ کے نام پر اپنی جائداد منقولہ وغیرہ منقولہ کا وصول یا اپنا حصہ وقف کریگا۔ اس کو اس مقبرہ میں (دفن ہونے کی) جگہ ملے گی۔ اور وہ بہشتی ہو جائیگا۔“

اس اعلان پر خوب کہنا کہن روپیہ برسنے لگا۔ چنانچہ ۱۹۰۵ء میں اس مقبرہ پر
تین ہزار روپیہ صرف کیا۔ اور ۱۹۰۶ء کے لئے گیارہ ہزار کا مطالبہ ہوا۔ اور
لفظوں میں اعلان کیا گیا۔ کہ جو کوئی اس مقبرہ میں مدفون ہو گا۔ بہشتی ہو جائیگا۔
اب غور کا مقام ہے۔ کہ کیا اس اعلان سے کل انبیائے کرام خصوصاً حضرت محمد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کی سنت تکذیب و توہین
نہیں ہے؟ کہ صرف دسواں حصہ جائداد دیکر جو وہاں دفن ہوا۔ بہشتی ہو گیا۔ خواہ اعمال
کی کچھ ہی حالت ہو۔ آج تک مکہ مکرمہ۔ مدینہ طیبہ۔ بیت المقدس۔ سب اس شرف سے
محروم رہے۔ کیا کسی آسمانی صحیفہ سے اس سئلہ کا پتہ چلتا ہے؟ غالباً یہی وجہ تھی۔ کہ
مرزا بیوں نے اپنا قبلہ و کعبہ اور مجاوہ و اوسے قادیان کو ہی سمجھ لیا تھا۔ اور سمجھا ہوا ہے
چنانچہ بدر ۹ اگست ۱۹۰۶ء میں مرزا صاحب کی مدح میں یہ شعر کہا گیا ہے

ہندوستان کا رتبہ بڑھا ترے فیض سے

اب اس کو فخر مار سے زمین و زمین پہ ہے

کیا مرزا آلِ طنبورہ (ارگن ہکے اس بے سرے گیت پر مرزا صاحب یا ان کے خلفاء و
حواریوں نے کوئی اظہارِ ملامت کیا جس میں بیت المقدس۔ عربین شریفین کی حدود و جہ
ہتک ہے؟ بالکل نہیں!

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَتَّبِعُوا آيَاتِهِمْ وَلَا تَتَّبِعُوا آيَاتِهِمْ وَلَا تَتَّبِعُوا آيَاتِهِمْ
اور لَا تَتَّبِعُوا آيَاتِهِمْ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا۔ جب کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا
اور نہ کوئی نفس کسی کے کام آ سکتا ہے۔ تو اس کا مقبرہ کسی کو کیا سہارا دے سکتا ہے
احادیث صحیحہ میں صاف ارشاد ہے۔ کہ قبریں ادبھی اور بختہ نہ بنائی جاویں۔ نہ ان پر
عماریں تعمیر کی جاویں۔ نہ کتبہ لکھے جاویں۔ یہود و نصاریٰ پر اس وجہ سے لعنت فرمائی
گئی۔ کہ وہ قبروں کی پرستش کرتے تھے۔

پھر قرآن شریف و احادیث صحیحہ کی تعلیم کے برخلاف مرزا صاحب کا اس بدعت
 قبر پرستی کی تجدید و تشہیر کرنا جس کے انسداد و استیصال کے لئے علمائے کرام از حد
 کو ششپیں کرتے رہے ہیں۔ اور کرتے رہتے ہیں۔ دین کی تخریب نہیں تو اور کیا ہے؟
 مگر مرزا صاحب کو قرآن و حدیث و اسلام سے کیا غرض ان کو تو دہی تداویر پسند
 تھیں۔ جن سے روپیہ حاصل ہو۔ عقل کے اندھے اور کانٹھ کے پورے دنیا میں
 ہمیشہ مل ہی جاتے ہیں۔

تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ

نافرین ! یہ نمونہ ہے۔ مرزا صاحب کی تعلیم اور عمل بالقرآن و حدیث کا چونکہ
 اختصار مد نظر ہے۔ اس لئے بہت سی خلاف شرع اور خلاف اصول اسلام باتوں
 میں سے چند یہاں درج ہوئیں۔ ورنہ اس موضوع پر اور بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے
 لیکن خدا ترس اور معاملہ فہم طبیعتوں کے لئے یہی کافی ہے۔

گنجینہ مہربات

ریاست پشمالہ کے مشہور و معروف طبیب جناب حکیم ڈاکٹر و لبرسن خان صاحب
 بٹی کے خاندانی کتب کی بے نظیر فارسی مکتبی کتاب بحر الفوائد کا اردو ترجمہ ہے۔ جس پر
 کانفرنس دہلی نے سند عطا فرمائی ہے۔ جس میں تقریباً جملہ امراض کے یونانی اور ہندی
 مہربات درج ہیں۔ حجم ۱۳۲ صفحہ سائز کتابی۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے مہربات

ملنے کا پتہ :- میجر شاہی مطب پشمالہ پنجاب :-

دنیویں فصل

دن اقبالی ڈگریاں

گل و گلچیں کا گلہ بلبل خوش ہجہ نہ کر
تو گرفتار ہوئی اپنی حد کے باعث

گذشتہ نو فصلوں میں مرزا صاحب کے دعوائے نبوت کی نوعیت ان کے
الہامات و کشف کی حالت ان کے جھوٹ اور افتراء علی اللہ کے نمونے ان کے
مستجاب الدعوات ہونے کے ادعا کی حقیقت اور ان کے اسلام کا مختصر خاکہ ہدیہ
ناظرین ہو چکا ہے۔ مرزا صاحب کہا کرتے تھے۔ کہ مغربی اور کذاب کو غیرت الہی
فوراً ہلاک کر ڈالتی ہے۔ اور اپنی اس پسند روزہ ظاہری کامیابی اور دنیا و دہم کے حصول
پر نازاں تھے۔ بلکہ اسکو اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا کرتے تھے۔ (اور اب ان
کے مرید پیش کرتے ہیں) لیکن ٹائڈ انہیں قرآن شریف میں یہ آیات نظر نہیں آئی
تھیں۔

﴿لَمْ يَلْمِزْنَاكَ مَا ذَكَرُوا بِهِ فَتَقَنَّا عَلَيْهِمُ الْآيَاتِ كُلَّ شَيْءٍ خَيْرًا
أَوْ رَحْمَةً أَلَمْ نَأْخُذْ نَاهُمْ بَقَتِهِ فَاذْهَبْهُمْ مُبْتَلِسُونَ ۝
۲۰﴾ یعنی جو لوگ ہمارے احکام اور نصیحتوں کو بھلا دیتے ہیں (اور دنیا طلبی میں
لگ جاتے ہیں) ہم ان پر دنیا کی سب چیزوں کے دروازے کھول دیتے ہیں حتیٰ

کہ جب وہ ان چیزوں سے خوش ہو جاتے ہیں۔ تو ہم انہیں اچانک ہی پکڑ لیتے ہیں۔

اور وہ ناامید رہ جاتے ہیں کیا سچ کہا ہے

تو مشو مغرور جبر حکم خدا

ویر گیر و سخت گیر و مر کترا

(ب) وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَأْتِلُمُونَ ه
وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ه

جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ لینے احکام کو مان کر عمل نہ کیا۔ ہم انہیں
بتدریج ہلاکت کی طرف لیجا دیں گے۔ ایسے طریقے سے کہ انہیں خبر تک نہ ہوگی۔ اور ہم انہیں
مہلت دیں گے۔ ہماری گرفت بہت مضبوط اور سخت ہے۔ (اعراف)

اس آیت کی تفسیر میں امام رازوی تحریر فرماتے ہیں کہ۔

واللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ () میں انہیں مہلت دوں گا۔ اور ان کی عمر دہرا کر دوں گا۔ اور
ان کی سزا میں جلدی نہیں کروں گا۔ تاکہ وہ لوگ گناہوں میں ترقی کریں۔ اور جب
ان کے گناہوں کی زیادتی اس حد کو پہنچ جائیگی جس حد پر انہیں سزا دینا حکمت الہی میں
مقرر ہو چکا ہے۔ اس وقت انہیں موت آئیگی۔ اور خدا تعالیٰ کی پکڑ ہوگی۔ اس لئے ارشاد
ہے۔ کہ میری پکڑ سخت ہے۔

ان آیتوں کے متعلق ثبوت دینے کی کوئی لمبی چوڑی ضرورت نہیں۔ فرعون۔ شمش

مزد۔ اور ان گناہوں کے حالات جتنا کچھ ذکر پہلی فصل میں کیا گیا ہے۔ دیکھ لینے کافی

ہیں۔ کہ انکی ابتدا کیا تھی۔ اور انجام کیا ہوا؟

اس سنت الہی کے موافق سرزما صاحب بالکل معمولی حالت سے ترقی کرتے کرتے

جب انانیت کی اس منزل تک پہنچ گئے۔ کہ عاف عاف ہوت و رسالت کے مدعی ہو گئے۔

دینا بھر کے ۳۰۔ ۴۰ کروڑ مسلمانوں کو اپنی مٹھی بہر جماعت کے مقابلہ میں کافر قرار دینا

کل پیغمبروں پر فوقیت اور فضیلت کے دعویدار ہوئے۔ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے متعلق بھی گستاخیاں کرنے سے نہ رُکے۔
اور خاک بدھش، اس ذات پاک کو غلطی اور ناقص الفہم قرار دیا۔ تو غیرت الہی نے
دفعتاً جوش بکھپایا۔ اور عین اس روز جس روز کہ انبار عام میں مرزا صاحب نے اپنی نبوت
درسالت کا صاف صاف دعوے شائع کرایا۔ یعنی ۲۶ مئی ۱۸۵۸ء کو آپ بحالت
غریب الوطنی مقام لاہور یکایک ہیفہ میں مبتلا ہوئے۔ اور صرف اگھنٹہ میں ٹھنڈے
ہو گئے۔ قَاغْبَرُوْا اِنَّا اُولٰٓئِہٖ مُبْتَلٰوْنَ۔

ایک مشتاق کے لئے مرزا صاحب کا یہ حسرت ناک انجام ہی کافی نفع ہے۔ لیکن اس
فصل میں ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی متحدیانہ پیشگوئیوں کی کیا حقیقت ہے
جن کی نسبت انہوں نے لکھا ہے۔ کہ۔

ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر کوئی امتحان نہیں
ہو سکتا۔ (دافع الوسوسہ ص ۲۸۵)

اور ان پیشگوئیوں میں اپنی باطل نبوت۔ رسالت اور الہام کے گھمنڈ میں مخالفوں
کی نسبت نہایت دریدہ دہنی سے جو ذلیل ترین اور گندے الفاظ لکھ دیا کرتے تھے
کس طرح سے اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو ان الفاظ کا استحقاق مستوجب گردانا۔ اور
جو بُرے الفاظ وہ دوسروں پر چسپان کرنا چاہتے تھے کسی طرح پورے طور پر ان پر
وارد ہوئے۔ یہ عبارتیں اور الفاظ خود مرزا صاحب کی اپنی تحریرات سے نقل کئے
گئے ہیں۔ اور امر واقعہ کی رو سے نتیجہ درج کر دیا گیا ہے۔ ان میں کوئی لفظ ہمارا نہیں
ہے۔ اس لئے ہم مرزائی صاحبان سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ٹھنڈے دل سے اس پر غور کریں
اور صرف انہما حق کی وجہ سے ہم پر خفا نہیں ہوں گے۔ کیونکہ بقول نظیر ہے

کجا نہیں کرے یہ یاں دن کو کد اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس بات کا اس بات لے

(۱) ذیل روایہ پیمانی کے قابل اور تمام شیطانوں بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ لعنتی۔

سر عبد اللہ آسمانی سے جون ۱۸۹۳ء میں مباحثہ ہونے کے بعد آپ نے ایک کتاب بنام جنگ مقدس لکھی تھی جس کے ۱۸۹۰-۱۹۰۰ میں لکھتے ہیں کہ وہ میں اس وقت اتر کر رہا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے۔ وہ پندرہ ماہ کے اندر آج کی تاریخ سے سترائے موت تا وہ میں نہ پڑے۔ تو میں ہر ایک سنہ کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ جبکہ ذیل کیا جاوے رو سیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے۔ اور مجھے پیمانی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔ اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین آسمان تل جائیں ہر اسکی باتیں نہ ٹھیں گی۔ اب ناحق ہنسنے کی جگہ نہیں۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو۔ اور تمام شیطانوں بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔ اس سے پہلے ۱۸۸۰ء پر اصل پیشگوئی یوں لکھتے ہیں کہ وہ۔

آج رات جو مجھ پر کھلا۔ وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تفرغ اور ابتہال سے جناب الہی میں دعا کی۔ کہ تو اس امر میں فیصلہ کر۔ اور ہم عاجز بندے ہیں۔ تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے۔ کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق غلط جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے۔ اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے۔ اور عاجز انسان کو خدا بنارہا ہے۔ وہ انہی دونوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر یعنی ۱۵ ماہ تک ہادیہ میں گرایا جاوے گا۔ اور اس کو سخت ذلت پہنچائیگی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور جو شخص سچ پر ہے۔ اور سچے خدا کو ماننا ہے۔ اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی۔ اور اس وقت جب یہ پیشگوئی

ظہور میں آویگی۔ بعض اندر ہے سو حاکمے کئے جاویں گے۔ اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے۔ اور بعض پرے سننے لگیں گے۔“

اس اصل پیشگوئی کا مطلب یہ ہے۔ کہ آئندہ آج سے ۱۵ ماہ تک دُویہ میں گرایا جاویگا۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور دُویہ کے معنی جس کا ص ۸۹ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ مرزائے موت کے لئے گئے ہیں۔ ایسا ہی حقیقتہً الٰہی ص ۸۵ میں لکھتے ہیں کہ۔

”آئندہ کی بابت پیشگوئی کے یہ الفاظ تھے۔ کہ وہ پندرہ مہینے میں ہلاک ہوگا۔ غرض مطلب صاف ہے۔ کہ اگر آئندہ رجوع الی الحق نہ کریگا۔ تو بسزائے موت پندرہ ماہ کے اندر دُویہ (دوزخ) میں گرایا جاویگا۔ یعنی مرجائے گا۔ اور اگر رجوع الی الحق کرلیگا۔ یعنی عیسائیت پر قائم نہ رہیگا۔ اور اس کے افعال یا اقوال سے رجوع الی الحق ثابت ہوگا۔ تو اس سزا سے بچ رہیگا۔

یہ پیشگوئی اپنے الفاظ کی رو سے بڑی شاندار تھی۔ لیکن نتیجہ کیا ہوا۔ یہ کہ بالکل جھوٹ نکلی۔ یعنی آئندہ ستمبر ۱۸۹۴ء تک نہ مرا۔ جس سے مرزا صاحب کو سخت ذلت اور شرمندگی اٹھانی پڑی۔

جب آئندہ ص ۸۵ کے اندر فوت نہ ہوا۔ تو مرزا صاحب نے جھٹ استہارہ دے دیا کہ اس نے (دل میں) رجوع الی الحق کر لیا تھا۔ اس لئے موت سے بچ گیا۔ اس مضمون کو انہوں نے بیسیوں کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ۔

”جس شخص کا خوف ایک مذہبی پیشگوئی سے اس حد تک پہنچ جائے۔ کہ اس کو سانپ وغیرہ ہولناک چیزیں نظر آئیں۔ یہاں تک کہ وہ ہر سال اور تر سال اور پریشاں اور بیتاب

۱۔ عبارت کو دیکھئے کبسا فغول طور پر حلول دیا گیا ہے۔

اور دیوانہ سا ہو کر شہر بہ شہر بھاگتا پھرے۔ اور سراسیموں اور خوفزدوں کی طرح
جا بجا بھٹکتا پھرے۔ ایسا شخص بلاشبہ یقینی یا ظنی طور پر اس مذہب کا مصدق
ہو گیا ہے۔ جس کی تائید میں وہ پیشگوئی کی گئی ہے۔ یہی منہ مراجع الی الحق
کے ہیں: ”فضیلت الحق صفحہ ۱۲-۱۳

لیکن دوسرے مقام پر آئیم کی اسی گھبراہٹ اور پریشانی کو جس کا نام رجوع
الی الحق رکھا ہے۔ تاویہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

”پس اسے حق کے طالبو یقیناً سمجھ لو۔ کہ تاویہ میں گرنے کی پیشگوئی پوری
نکلی۔ اور اسلام کی فتح ہوئی۔ اور عیسائیوں کو ذلت پہنچی۔ ہاں اگر مسٹر عبداللہ
آئیم جزع فزع کا اثر نہ ہونے دیتا۔ اور اپنے افعال سے اپنی استقامت دکھاتا
اور اپنے مرکز سے جگہ بہ جگہ بھٹکتا نہ بھرتا۔ اور اپنے دل پر وہم اور خوف اور پریشانی
غالب نہ کرتا۔ بلکہ اپنی معمولی خوشی اور استقلال میں ان دنوں کو گزارتا۔ تو بے شک کہ
سکتے تھے۔ کہ وہ تاویہ میں گرنے سے دور رہے۔ مگر اب تو اس کی حالت یہ ہوئی۔ کہ
قیامت دیدہ ام پیش از قیامت۔ اسپردہ غم کے پہاڑ پڑے۔ جو اس نے اپنی
تمام زندگی میں اس کی نظیر نہیں دیکھی تھی۔ پس کیا یہ سچ نہیں۔ کہ وہ ان تمام دنوں
میں درحقیقت تاویہ میں رہا۔“ انوار الاسلام ص ۷۰ و حجت الاسلام وغیرہ۔

سبحان اللہ۔ کیا عجیب و غریب منطقی ہے۔ خود مرزا صاحب کے ایک گرج بھڑت
مرید نے اس عبارت آرائی پر جو نوٹ دیا ہے۔ قابل ملاحظہ ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ۔
”مضمون صاف ہے۔ کہ اگر آئیم رجوع الی الحق نہ کرے تو تاویہ میں گرایا جائیگا
یعنی اگر رجوع کرے گا۔ تو تاویہ کی سزا سے بچ جائیگا۔ رجوع الی الحق اور سزا
تاویہ ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے
آئیم کے بھاگے پھرتے اور سراسیمہ ہونے کا نام رجوع الی الحق ہی رکھا ہے۔

اور ہاویہ میں گرنا بھی۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ رجوع اور ہاویہ کا جمع ہونا تو الہام کی رو سے ناممکن ہے۔ بچا رہا آسم اگر رجوع کر چکا۔ تو پھر ہاویہ اسپر کہاں سے آگیا۔ یا تو رجوع ہی کرتا۔ یا ہاویہ میں گرتا۔ یہ تاویل جس میں اجتماع ضدیں ہے۔ مایعطق عین الہوی والے الہام کے ماتحت ہو کر وحی الہی سے ہوا تھا یا نہیں؟
(۲۳)

غرض یہ کہ اپنوں اور بیگانوں سب کی نظروں میں پیشگوئی اپنے الفاظ و شرح کی رو سے قطعاً غلط تھی اور مرزا صاحب اپنی مقبولہ و مسلمہ سزا کے مستوجب ٹھہرے۔ جو جنگ مقدس کی عبارت ص ۱۸۶-۱۹۰ کے حوالے سے عنوان میں درج کی گئی ہے۔

مرزا صاحب نے اس کلنک کے ٹیکے کو اتارنے کیلئے بہت ہاتھ پاؤں مارے ایک اشتہار دیدیا۔ کہ مسٹر آسم اگر قسم کھاویں۔ کہ انہوں نے رجوع الی النجی نہیں کیا تو دوسرا ہر کھیا۔ کہ چار ہزار روپیہ انعام لیں۔

آسم رجوع سے بالکل انکاری تھا۔ اس نے جواب دیا۔ کہ حلف ہمارے مذہب میں جائز نہیں۔ جیسا کہ سور کھانا اسلام میں جائز نہیں۔ اگر مرزا صاحب بہرے جلسہ میں سور کھالیں۔ تو میں ان کو اندام دینے کو تیار ہوں۔

آخر کل نفس ذالقتہ الموت۔ آسم ستر سال کے قریب عمر میں تھا۔ اور وہ مرزا صاحب کی پیشگوئی کی میعاد ختم ہونے کے ۲۳ ماہ بعد فوت ہو گیا۔ تو مرزا صاحب نے فوراً پیشگوئی کا پورا ہونا مستہر کر دیا۔ اور اپنی متعدد تصانیف میں لکھا۔ کہ میں نے مباحثہ کے وقت قریباً

۱۰ ماہ اندام کیسے نہ دست تراض ہے۔ کیا کوئی مرزا کی اس کا جواب دے سکتا ہے؟ کیا یہی رجوع الی النجی تھا۔ کہ وہ کھلے طور پر مرزا صاحب کو سخت الفاظ سے مخاطب کر رہا ہے؟ اگر یہ پیشگوئی پوری ہوئی تو کتنے اندھے سو جانے گئے۔ اور کتنے لشکروں چلنے لگے۔ جیسا کہ پیشگوئی میں ذکر تھا۔ حالانکہ مرزا صاحب کے غفلت مریدوں اس وقت کانے اور لنگڑے موجود تھے۔ مگر اچھا تو کوئی ہی نہ ہوا۔ یہ کشتی نوح میں لکھا ہے کہ پیشگوئی میں یہ بیان تھا۔ کہ جو ٹاپلے مر گیا۔ حالانکہ الہامی عبارت میں پندرہ ماہ کی میعاد و مصادیق ہے

ساتھ آدمیوں کے روبرو یہ کہا تھا۔ کہ ہم دونوں سے جو چھوٹا ہے وہ چھوٹا ہے میرا
 سو آہم ہی اپنی موت سے میری سبائی کی گواہی دے گیا (دیکھو اشتہار الغامی پانسو
 روپیہ مکہ دار البین مکہ و کنتی فوج مکہ)

اس چھوٹ کی نسبت مرزا صاحب کے وہی گریجوٹ مریدیوں متعرض ہیں کہ وہ
 انصافاً فرمائیے۔ کہ کیا اس طرح کا خلاصہ لکھنا جائز ہے۔ کیا پندرہ ماہ کی مدت
 کو پس انداز کرنے سے رجوع الی الحق کی شرط کو چھوڑنے سے پیشگوئی کی وہی حقیقت
 رہی؟ جو پہلے تھی۔ یقیناً نہ رہی۔ اس طرح کا خلاصہ اور مختصر بیانی سے ایک فریق کو
 لینے حضرت مرزا صاحب کو بہت زیادہ ناجائز فائدہ پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ برسوں کے
 بعد جب آئتم دنیا سے گزر چکا ہے۔ ایک ناواقف کنتی فوج کی عبارت کو پڑھتا ہے۔
 اور دیکھتا ہے۔ کہ ایک فریق زندہ موجود ہے۔ اور دوسرا مرچکا۔ وہ فوراً زندہ فریق
 کے حق میں ڈگری دیدیتا ہے۔ حالانکہ اگر اصل کیفیت معلوم ہو۔ کہ مدت ۱۵ ماہ سفر تھی
 شرط رجوع الی الحق تھی۔ اور سزا دہویہ میں گرایا جانا۔ جس کے مننے صرف گنبد اکبر میں
 پہنچا گیا تھا۔ تو قرینہ غالب ہے۔ کہ وہ اس پیشگوئی کے بارہ میں کچھ اور رائے قائم
 کر سکتا تھا۔ اس پیشگوئی کو اس طرح مختصر کرنے سے ایک ناواقف کو دھوکا لگنے کا
 احتمال ہے یا نہیں؟ میرے خیال میں ضرور احتمال ہے۔ اور قوی احتمال ہے۔ احتیاط
 اور حزم کے خلاف ہے۔ (صاف کیوں نہیں کہتے۔ کہ دیانت اور راستبازی کے خلاف
 ہے۔ مؤلف)

اب ناظرین مکرر غور کر سکتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کی یہ بعد کی تاویلیں بھی پہلی تاویلوں

سے بھی ایک چالاکی ہی تھی۔ درندہ اصل پیشگوئی اور اس کی تفسیر میں۔ موت کا لفظ موجود ہے۔ چکا

مقتضی حوالہ شروع میں دیا گیا ہے۔ (مؤلف)

کی طرح کیسی صاف طور سے عذر گناہ بدتر از گناہ کی مصداق ثابت ہوتی ہیں۔

(۲) ہر ایک بد سے بدتر اور کاؤب۔

نکاح آسمانی کے متعلق مفصل حالات فصل ششم نمبر ۴ تا ۱۰ اور فصل گذشتہ کے نمبر ۸ میں لکھے گئے ہیں۔ اسی سلسلہ میں ایک جگہ مرزا صاحب تحریر کرتے ہیں۔ کہ۔

”یاد رکھو۔ اگر اس پیشگوئی کی دوسری جزو راہینہ احمد بیگ کے داماد کی موت اور محمدی بیگ سے مرزا صاحب کا نکاح (پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر

”مٹھروں گا“ (ضمیمہ انجام آتھم ۵)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ کہ۔

”من این را (موت داماد احمد بیگ و نکاح محمدی بیگ) برائے صدق خود و کذب خود معیار سے گردانم و من گفتم الابد ازال کہ از رب خود خبر داد و دادہ نمده (انجام آتھم ۲۲۳)

یہ ظاہر ہے۔ کہ نہ داماد مرزا احمد بیگ مرا۔ نہ محمدی بیگ مرزا صاحب کے نکاح

میں آئی۔ پس مرزا صاحب اپنے مقبولہ خطابوں کے مستحق ہیں۔

(۳) نادان۔ بدگوہر۔ احمق۔ بیوقوف۔ مکیے۔ ان کے

منحوس چہرہ پر ذلت کے سیاہ داغ۔ بندروں اور سوروں

کی طرح سکے گئے ہیں۔

پیشگوئی مذکورہ (نکاح آسمانی) کے متعلق انجام آتھم ۵ میں لکھتے ہیں۔ کہ۔

”چاہئے تھا۔ کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے منتظر رہتے۔ اور پہلے سے

اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ پہلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیگی۔ اسدن یہ

احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے۔ اور کیا اسدن یہ تمام ٹٹے و لے سجائی کی تلوارے ٹکڑی

ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بیوقوفوں کو کوئی بہا گئے کی جگہ نہ رہیگی۔ اور نہایت

مغالی سے ناک کٹے جاگی۔ اور دولت کے سیاہ داغ ان کے منھوں پر
پرستاروں اور ستاروں کی طرح کر دیں گے۔“

الہ اکبر! اس تہذیب و شائستگی کا کچھ ٹھکانا ہے؟ کیوں نہ ہو۔ یورپ میں صدی کے نبی اور
سبح چھوٹے بابا اگر خدا نخواستہ یہ پیشگوئی پوری ہو جاتی۔ یعنی محمدی بیگم کا
مرزا صاحب سے نکاح ہو جاتا۔ تو کیا مرزا کی اور مرزا صاحب ہی الفاظ کل مسلمانان
کے خلاف صادق نہ کر دیتے۔ جن میں اکابر علماء اور صوفیائے کرام و مشائخ عظام
شامل ہیں۔ لیکن خدا کی شان! مرزا صاحب کا غرور و تکبر ان کے آگے آیا۔ اور
نکاح نہ ہوا۔

اس لئے اب ہمیں حق حاصل ہے۔ کہ مرزا صاحب کی گلفشانوں کا مذکورہ بالا
لو لکھا ہوا عطا ہے تو بقیائے تو کہہ کر انہی کے گلے میں ڈال دیں۔ جو ان کا حق
ہی ہے۔

دہن خویش بہ دشنام سیلا مائے
کایں زیر قلب بہر کس کہ دہی باز دہند
(۴) نامراد۔ ذلیل۔ مردود۔ ملعون۔ وصال ہمیشہ کی
لعنتوں کا نشانہ۔

اشتہار انعامی چار ہزار مرتبہ چارم مہرہ ۲۴ اکتوبر ۱۳۰۵ء کے منہ پر
لکھتے ہیں۔ کہ:-

”میں بالآخر دعا کرتا ہوں۔ کہ اے خدائے قادر و علیم۔ اگر انہم کا عذاب
مہلک میں گرفتار ہوتا۔ اور احمدیہ کی دفتر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں
آنا۔ یہ پیغمگوئیاں تیری طرف سے ہیں۔ تو ان کو ایسے طور پر ظاہر فرما۔ جو خلق ہمد

یہ حجت ہو۔ اور کوہ باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے۔ اور اگر اسے خداوند
 پیشگوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں۔ تو مجھے نامراد کی اور ذلت کے ساتھ ہلاک
 کر۔ اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور وجال ہی ہوں۔ جیسا کہ مخالفوں نے
 سمجھا ہے۔ اور تیری وہ رحمت میرے ساتھ نہیں۔ جو ائمہ بائے کرام علیہم السلام اور
 اولیائے امت محمدیہ کے ساتھ تھی۔ تو مجھے فنا کر ڈال۔ اور ذلتوں کے ساتھ مجھے ہلاک
 کر دے اور ہمیشہ کی لعنتوں کا نشانہ بننا۔ اور تمام دشمنوں کو خوش کر۔
 اور انکی دعائیں قبول فرما۔

یہ ظاہر ہے۔ کہ نہ مطابق پیشگوئی عبدالستیم یرو کی مہلک عذاب آبا۔ نہ محمدی
 بیگم سے مرزا صاحب کا نکاح ہوا۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ دو نو پیشگوئیاں اندکی طرف
 سے نہیں تھیں۔ اور مرزا صاحب بمقابلہ مولوی ثناء اللہ اور ڈاکٹر عبدالحکیم صاحبان موت
 کی پیشگوئیاں کرتے کرتے دفعتاً لاہور (مسافرت میں) بمرض ہیضہ انتقال کر گئے۔
 پس حسب اقرار خود وہ الفاظ مندرجہ عنوان کے ہر طرح حقدار ہیں۔

(۵) جھوٹا۔ کاذب۔ و جال۔ مسفرتی اور ذلیل

۵۲ میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے۔ کہ وہ مجھ میں اور محمد حسین میں آپ فیصلہ
 کرے۔ اور وہ دعا جو میں نے کی ہے۔ یہ ہے۔ کہ اسے میرے ذوالجسمال پر درکار
 اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل۔ جھوٹا اور مسفرتی ہوں۔ جیسا کہ محمد حسین
 بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعت السنۃ میں بار بار مجھ کو کذاب۔ و جال اور
 مسفرتی کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ اور جیسا کہ اس نے اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابو الحسن

۵۳ یہاں مرزا صاحب نے سعادت عمارت کو طول دینے کے لئے ہر ایک نبی علیہ السلام
 کا نام علیحدہ علیحدہ لکھا ہے۔ جو بنظر اختصار چھوڑ دیا گیا ہے۔
 ۵۴ رشتہ دار مردہ ذکر زمرہ ۸۸ ص ۵

تبتی نے اس اشتہار میں جو ۱۰ نومبر ۱۸۹۷ء کو چھپا ہے۔ میرے ذیل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ تو مجھ پر ۱۳ ماہ کے اندر لینے ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۸۹۹ء تک ذلت کی مار وارد کر۔ اور ان لوگوں کی عزت و جاہت ظاہر کر اور اگر تیری جناب میں میری کچھ عزت ہے۔ تو میں عاجزی سے دعا کرتا ہوں۔ کہ ان ۱۳ مہینوں میں شیخ محمد حسین۔ جعفر زبلی اور تبتی مذکور کو ذلت کی مار سے دنیا میں رسوا کر اور ضربت علیہم الذی لکھنا مصداق کر آمین ثم آمین؟

۱۹۔ Chek لیکن یہ سیبا دگزر گئی۔ اور مرزا صاحب کے یہ تینوں مخالفین بغفلتہ تعالیٰ بخیر و عافیت رہے۔ اور مرزا صاحب کی دعا مردود ہوئی۔ سیبا و ختم ہونے پر آئی تو مرزا صاحب نے بہت جلدی کئے۔ ایک غیر معلوم شخص کی معرفت علماء سے فتوے حاصل کیا۔ کہ حضرت مہدی کا منکر کا فر ہے۔ اور ۱۵ جنوری ۱۸۹۹ء کو اشتہار شائع کر دیا۔

۲۰۔ اے کہ بطرح مولوی محمد حسین نے مجھ پر کفر کا فتوے لگایا تھا۔ اس پر بھی لگ گیا۔ پس اس کی ذلت ہوئی۔ اور پیشگوئی سے ہی مراد تھی۔ قریباً سال بہر بعد ۱۵ دسمبر ۱۸۹۹ء کو پھر ایک اشتہار دیا۔ اس میں ذلت کے اسباب مزید حسب ذیل گنائے۔

(۲) مولوی محمد حسین نے میرے الہامی جملہ محبت لے پر اعتراض کیا۔ حالانکہ محبت کا مادہ لام فہما کے کلام میں موجود ہے۔

(۳) ہمارے مقدمہ میں ڈپٹی کمشنر گوردپور نے اسکو سخت سست کہا۔ بلکہ اس سے عہد لیا۔ کہ آئندہ کو وہ مجھے دجال کا دیانی۔ کا فروغ دے نہ کہے گا۔

(۴) مولوی محمد حسین نے لفظ دسچارج کا ترجمہ غلط کیا۔

(۵) اسکو زمین مل گئی۔ یہ بھی ذلت ہے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ

جس گھر میں کیتی کے آلات داخل ہوں۔ وہ ذلیل ہوجاتا ہے۔

اب پیشگوئی اور الہام کی طرف دیکھیے۔ اور ادھر مرزا صاحب کی بیان کردہ ذلتوں پر غور کیجئے۔ کہاں تو الہام میں درج تھا۔ کہ میں ظالم کو ذلیل اور رسوا کرونگا۔ اور وہ اپنے کاغذ کاٹے گا۔ ضرب اللہ! شد من ضرب الناس۔ کہاں تبیر اسکی کی کیجاتی ہے۔ سندرجہ بالا رکیک تاویلات! اور ان کی نسبت بھی غور و فکر کرنے سے نتائج ذیل نکلتے ہیں۔

(۱) عام طور پر جس (حضرت) مہدی کا آنا مانا جاتا ہے۔ اس سے آپ بھی منکر ہیں۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بھی۔ پس اس طرح اگر یہ ذلت ہے۔ تو دو نو کو پہنچتی ہے۔

(۲) محبت لکوالی تقرر سے مولوی محمد حسین صاحب کو انکار ہے۔ اور مرزا صاحب کی غلطیوں کا ایک طومار مولوی محمد حسین اور مولوی شہداء احمد صاحبان اور دیگر علمائے شائع کر دیا ہے۔ ایک محبت لک پر ہی اکتفا نہیں کی۔ اس طرح آپ ڈبل دلیل ثابت ہوتے ہیں۔

(۳) مقدمہ گوردھپور میں مرزا صاحب اور مولوی صاحب دونوں سے یکساں نمونہ کے اقرار نامجات داخل کرائے گئے تھے۔ بلکہ مرزا صاحب کا اقرار نامہ زیادہ مصرح اور مفصل ہے۔ جو ان کے بنی ہونے کے لحاظ سے بہت بڑی ذلت ہے۔

(۴) مرزا صاحب باوجود الہامی تفہیم کے بیسیوں الہامی الفاظ کے معنی غلط کر جاتے تھے۔ اور پھر کہہ دیتے تھے۔ کہ شاید کچھ اور معنی ہوں۔ یا مجھے یاد نہیں۔ یا وغیرہ وغیرہ۔ اگر یہ ذلت نہیں۔ تو مولوی محمد حسین کا لفظ و سچارج کا ترجمہ بھی کوئی ذلت نہیں۔

(۵) زمینداری کی ذلت کی بھی خوب کہی! مرزا صاحب خود الہامی طور پر

حادثہ - حراثت بنے - اور زمینداری کی ذلت میں پشتہاپشت سے مبتلا رہے - تو

خود بدولت مولوی صاحب سے بدرجہا زیادہ اور پشتینی ذلیل ہیں -

اس سے زیادہ تعجب یہ ہے - کہ پیشگوئی تو ہے - مولوی محمد حسین - اور

جعفر زٹلی - اور ابو الحسن نبی - تین آدمیوں کی نسبت - اور ذلتیں گنائی ہیں صرف

مولوی محمد حسین صاحب کی - اور باقی دونوں صاحبوں کی نسبت اشتہار ۱۸۹۹ء

میں لکھ دیا - کہ ان کی عزت اور ذلت دونوں طفیلی ہیں - (رہلہ سستے چوٹے) !

افسوس ! کہ اس نذہ محرب سے محمدی بیگم والے معاملہ میں مرزا صاحب نے

فائدہ نہ اٹھایا - لکھ دینا تھا - کہ محمدی بیگم کی نانی مرگئی - محمدی کے خاوند کی موت

طفیلی تھی - اس لئے سمجھ لو - کہ وہ بھی مرگیا - پس پیشگوئی پوری ہو گئی - واہ حضرت

کیا کہتے ہیں اس نبوت کے !

ایں کرامت ولی ماچہ عجب !

گر بہ شاشید گفت باران شد !

غرض یہ کہ پیشگوئی بھی بالکل غلط اور اس کی منظوری کا الہام محض چوٹ

اور فضول ثابت ہوا - اس لئے حسب اندراج اشتہار خود مرزا صاحب الفاظ

مندرجہ عنوان کے مصداق ہیں -

(۶) شریر - پلید - مردود - ملعون - کافر - بیدین - کذاب

خائن - وصال - فاسد -

مرزا صاحب اپنے دام افتادوں کے اطمینان قلب اور ان کے پھنسے رہنے

کے لئے عجیب و غریب تدابیر سے کام لیتے تھے - ایک پیشگوئی ابھی پوری نہیں

ہوتی تھی - کہ اس کی میعاد کے خاتمہ سے کچھ پہلے ایک دوسری پیشگوئی کر دیتے

تھے - تاکہ غلط پیشگوئی کا خیال چھوڑ کر مرید دوسری طرف متوجہ رہیں چنانچہ

مولوی محمد حسین صاحب وغیرہ کے متعلق ۱۳ ماہہ میبگوئی کی میعاد میں قریب دو اڑٹائی ماہ باقی تھے۔ کہ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء کو ایک اور اشتہار دبدیا۔ جس میں لکھا۔ کہ :-

” اے میرے مولا! قادخدا۔ اب مجھے راہ بتلا۔ اگر میں تیری جناب میں مستجاب الدعوات ہوں۔ تو ایسا کر۔ کہ جو ری ستمبر ۱۹۰۲ء تک میرے لئے کوئی اور نشان دکھلا۔ اور اپنے بندے کے لئے گواہی دے جس کو زبانوں سے کچلا گیا ہے۔ دیکھ میں تیری جناب میں عاجزانہ ٹانٹا اٹھاتا ہوں کہ تو ایسا ہی کر۔ کہ اگر میں تری حضور میں سچا ہوں۔ اور جیسا کہ خیال کیا گیا ہے۔ کافر۔ کاذب نہیں ہوں۔ تو ان تین سال میں جو اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم ہو جائیں گے۔ کوئی ایسا نشان دکھلا۔ جو انسانی مانتوں سے بالاتر ہو“

اگے چلکر لکھتے ہیں۔ کہ :-

” اگر تو اے خدا اس تین برس کے اندر میری تائید میں اور میری نصرت میں کوئی نشان نہ دکھلاوے۔ اور اپنے بندے کو ان لوگوں کی طرح رو کر دے جو تری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذاب اور دجال اور خائن اور فاسد ہیں۔ تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں۔ کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھوں گا۔ اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھ لوں گا۔ جو میرے پر لگائے جاتے ہیں۔ میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے

۱۷ کچھ کسبہ! ذرا اٹھوین فصل تو دیکھو۔

۱۸ سلطان القلم کی قلم کے جواہر ریزے ملاحظہ ہوں۔ کیا کوئی جھٹکاری ہی اس خوش گوئی کا مقابلہ کر سکتی ہے؟ ایک درباؤے فساد ہے۔ جو اڑٹا چلا آ رہا ہے۔

کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو۔ تو میں ایسا ہی مرو دو اور ملعون اور کافرا در
بے دین اور خائن ہوں۔ جیسا کہ مجھے سمجھا گیا۔

مرزا صاحب کے سرید نہ مائیں! ہم تو مرزا صاحب کی اس عبارت پر اماند و خدا
کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ تین سال ہی خالی گزر گئے۔ اور کوئی نشان آسمانی جو انسانی ہاتھوں
سے بالاتر ہو۔ نہیں دکھایا گیا۔ اس لئے وہ اپنی منہ مانگی تشریفوں کے ہر طرح
سے مستحق ہیں۔

۱۔ البتہ ایک رسالہ بنام اعجاز احمدی مرزا صاحب نے لکھ کر مولوی ساء الد کے پاس ضرور
بھیجا۔ اور لکھا۔ کہ اسکا جواب ۲۰ یوم کے اندر اندر لکھ کر بھیجو۔ اس سے پیشگوئی سہ سالہ پوری ہو گئی
مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس قصیدہ بیسیوں مرنی نوحی غلطیاں نکال کر مرزا صاحب کو
لکھا۔ کہ پچھلے ان غلطیوں کو درست کرو۔ پہر میں آپ کے زانو بزانو بیٹھ کر عربی نویسی کرونگا
آپ ایک غیر معلوم مدت میں سارا زور لگا کر ایک کتاب لکھیں۔ اور فریقہ ثانی کو چند یوم
میں اس کا جواب دینے پر مجبور کریں۔ یہ نفیوں بات ہے۔ مرزا صاحب نے اس کا کوئی
جواب تک نہیں دیا۔

اب تاثرین انصاف کر لیں۔ کہ کہاں ایک منظم الشان نشان کی پیشگوئی جو انسانی
ہاتھوں سے بالاتر ہو۔ کہاں اس کا ظہور ایک مختصر رسالہ کی شکل میں
بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا

اور پھر حسب قول و اصول سید مرزا صاحب۔ انکا لکھا ہوا یہ رسالہ۔ انسانی ہاتھوں سے بالاتر نہیں
کہلا سکتا۔ بلکہ ایسا کہنے والے کو مرزا صاحب سودا کی۔ موقوفہ انھوں اس عقل کا انداز۔ کو رابطن اور ناقص الفہم
وغیرہ وغیرہ بتلاتے ہیں۔ (دیکھو براہین احمدیہ ص ۱۵۹ تا ۱۶۳) و (تہذیب نفس ششم کتاب ہذا)

(۷) جھوٹا - (اور جھوٹے دعوے)

مرزا صاحب ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء میں لکھتے ہیں کہ -

”میرا کام جس کے لئے میں اس بعد ان میں کھڑا ہوں - یہی ہے کہ میں عیسائی پرستی کے ستون کو توڑ دوں - اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کر لوں پس اگر مجھے کروڑ نشان ہی ظاہر ہوں - اور یہ علت خالی نہ ہو میں نہ آؤں - تو میں جھوٹا ہوں - پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے - وہ انجام کو کیوں نہیں دیکھتی - اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا - جو مسیح موعود و مہدی موعود کو کرنا چاہیئے تھا - تو پھر میں سچا ہوں - اور اگر کچھ نہ ہوا - اور مر گیا - تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں“

ناظرین! مرزا صاحب کے اس صاف و صریح اقرار کو ملاحظہ فرمائیں - اور نتیجہ کے طور پر اسلام کی موجودہ شان و شوکت کا حال بھی دیکھیں - جب مرزا جی نے دعوائے مجددیت و مہدویت و مسیحیت وغیرہ کیا تھا - اس وقت ممالک اسلامی اور سلطنتِ مانٹے اسلامی کی حالت زمانہ موجودہ سے ہزار درجہ بہتر تھی - شاید یہ مرزا صاحب کی ہی سبز قدمی کی برکت ہے - کہ ان میں سے اکثر ممالک اب ہلال کے بجائے صلیب کے زیر حکومت ہیں - اور جہاں بجائے شنائے اسلام کا اب ہر قسم کے فسق و فجور و شراب و زنا وغیرہ کی عام آزادیاں ہو گئی ہیں - اگر اسی کا نام کسر صلیب - ترقی اسلام اور پیغمبرِ عربی (روحی فدہ) صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کا اظہار ہے - تو خیر! اگر نہیں تو پھر مرزا صاحب کو ان کے اقرار کے بموجب کیوں جھوٹا نہ سمجھا جائے - ورنہ اس بربادٹی اسلام و مسلمین کو ترقی ثابت کیا جائے - اگر کسی مرزائی میں ہمت ہو!

(۸) کاذب۔ کافر۔ بے دین اور خارج از اسلام

نبوت و رسالت کے متعلق مرزا صاحب کے عقائد پہلے یہ تھے۔

(الف) بد ختم المرسلین میں کسی دوسرے مدعی رسالت و نبوت کو کافر

اور کاذب جانتا ہوں۔ وحی رسالت حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوئی۔

اور جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ (اشتہار ۲۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

مقام وصلی،

(ب) میں قائل ختم نبوت ہوں۔ اس کے منکر کو بے دین اور خارج

از اسلام سمجھتا ہوں۔ (تقریر جامع مسجد دہلی ۲۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

(ج) میرا ایمان ہے۔ کہ ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

وسلم تمام رسولوں سے افضل اور خاتم الانبیاء ہیں۔ پھر مجھے کب جائز ہے۔ کہ نبوت

کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو کر کافروں کی جماعت میں جا ملوں۔

(حماۃ البشری ترجمہ از ص ۶۷)

نبوت کے متعلق ایسے بیسیوں فقرے مرزا صاحب کی تحریرات میں موجود

ہیں۔ لیکن جب بنی بننے کا انہیں خیال آیا۔ تو کئی طرح کے ایچ بیج ڈال کر نبوت

کی اقسام۔ ظلی۔ بروزی۔ مجازی۔ حقیقی۔ غیر حقیقی۔ تشریعی و غیر تشریعی

وغیرہ وغیرہ وضع کی گئیں۔ اور بالآخر صاف لفظوں میں نبوت کا دعویٰ کر دیا

چنانچہ ملاحظہ ہو۔

(الف) اشتہار ایک غلطی کا ازالہ۔ جس میں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی

علیہ وسلم کے بروز اور ظل بن کر امتی بنی ہونے کا اظہار کیا گیا ہے۔

(ب) اخبار بدر ۲۲ مارچ ۱۹۰۸ء میں لکھتے ہیں۔ کہ ہمارا

دعویٰ ہے۔ کہ ہم رسول اور بنی ہیں۔ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ خدا تعالیٰ

جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے۔ جو بلحاظ کمیت و کیفیت کے دوسروں سے بہت بڑھکر ہو۔ اور اس میں پیشگوئیاں بھی بکثرت ہوں۔ اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ یس ہم نبی ہیں۔ (آگے لکھتے ہیں) ہمارا مذہب تو یہ ہے۔ کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو۔ وہ مردہ ہے۔ یہودیوں عیسائیوں اور ہندوؤں کے دس کو جو ہم مردہ کہتے ہیں۔ تو اسی لئے کہ ان میں کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا۔ تو پھر ہم بھی قہر کو ٹھیرے۔ کس لئے اسکو دوسرے دینوں سے بڑھکر کہتے ہیں۔ ہم ہر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اس لئے ہم نبی ہیں۔ امرحی کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیئے (ج) ۲۶۔ مئی ۱۹۰۷ء کو ایک مکتوب بنام اخبار عام مرزا صاحب نے لکھا۔ اس میں بھی بکثرت پیشگوئیاں کرنے کی بناء پر اپنا نبی ہونا ظاہر کیا ہے اب پہلے تینوں حوالوں سے بعد کے تینوں حوالوں کا مقابلہ کیا جائے۔ تو اور ہی رنگ نظر آتا ہے۔ پہلے نبوت کا صاف انکار تھا۔ اور بعد میں صاف اقرار موجود ہے۔ پہلے وحی نبوت کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم شدہ مانتے تھے اور پہلے حوالوں میں اپنے اوپر وحی کا نزول بیان کر کے خدا تعالیٰ کی گواہی بھی ثبت کرادی ہے۔

حدیث شریف لابی بعدی میں ہی مطلق نبوت کا بھی ذکر ہے۔ اور مرزا صاحب کے پہلے حوالوں میں بھی لفظ نبوت کا ہی انکار ہے۔ یس بعد میں نبی بننے کے لئے جو سوانح اور بہر وپ بنائے گئے ہیں۔ قابل غور ہیں۔ لا محالہ یا تو مرزا صاحب

سہ اسے روزِ نظام لاہور آپ نے ہیضہ میں مبتلا ہو کر انتقال کیا۔

کے پہلے اقرار غلط ہیں۔ یا آخری دعوے فضول۔ ہاں مرزا صاحب حسب قول خود خطابات مذہبہ عنوان کے ہر طرح سے سزاوار ہیں۔

(۵) کاذب۔ شریعہ اور اصحاب فیل کی طرح نابود۔

ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیلہ مرزا صاحب کے ایک باخلاص مرید تھے۔ جنہوں نے بعد میں مرزا صاحب کی اصلیت کو معلوم کر کے رجوع الی الحق کر لیا تھا۔ مرزا صاحب پہلے ان کے اخلاص کے مداح تھے۔ پھر ان کے سخت خلاف ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے تردید مرزا ٹینٹ میں متعدد رسالے اور پمفلٹ لکھے بالآخر دونوں نے ایک دوسرے کے خلاف موت کی پیشگوئی کی۔ اس کے متعلق مرزا صاحب کا اشتہار یہی ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ لکھتے ہیں کہ ا۔

خدا سچے کا حامی ہو

ۛ میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیلہ نے میری نسبت یہ پیشگوئی کی ہے۔“

مرزا اسراف ہے۔ کذاب اور سیار ہے۔ مادی کے سامنے شریعہ

فنا ہو جائیگا۔ اور اسکی میعاد تین سال بتائی گئی ہے

”اس کے مقابل پر وہ پیشگوئی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیلہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔“

خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا
نوٹ صفحہ ۱۹۱ پر دیکھو۔

فرشتوں کی کمبختی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ پرتو نے وقت کو نہ پہچانا۔ نہ دیکھا نہ جانا۔ **مَرْيَتُ فَرْقِ بَيْنِ صَادِقٍ وَكَاذِبٍ اَنْتَ تَرَى كُلَّ مَصْلَحٍ وَصَادِقٍ** اے میرے رب تو صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا۔ تو ہر مصلح اور صادق کو جانتا ہے۔ (۱۶ اگست ۱۹۷۶ء)

اس کے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم خالص صاحب نے ابک اور الہام مثالیٰ کیا۔ کہ جو ملائی ۱۷ سے ۱۸ ماہ تک مرزا امر جانے لگا۔ اس کے جواب میں مرزا صاحب نے ایک اشتہار بعنوان تبصرہ ۵ نومبر ۱۹۷۶ء کو لکھا جس میں درج کیا کہ۔

نوٹ مغرب لقمہ ۱۹۰

(نوٹ از مرزا صاحب) خدا تعالیٰ کا یہ فقرہ کہ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عبدالحکیم خاں کے اس فقرہ کا رد ہے۔ جو مجھے کاذب اور شریر قرار دیکر کہتا ہے۔ کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا۔ گویا میں کاذب ہوں اور وہ صادق اور وہ مرد صالح ہے۔ اور میں شریر۔ خدا تعالیٰ اس کے رد میں فرماتا ہے۔ کہ جو خدا کے خاص لوگ ہیں۔ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ذلت کی موت اور ذلت کا عذاب ان کو نصیب نہ ہوگا۔ اگر ایسا ہو تو دنیا تباہ ہو جاوے۔ اور صادق اور کاذب میں کوئی امر فارق رہے۔ یعنی اے میرے خدا۔ تو صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا۔ تو جانتا ہے۔ کہ صادق اور مصلح کون ہے۔ اس فقرہ الہامیہ میں عبدالحکیم خاں کے اس قول کا رد ہے۔ جو وہ کہتا ہے۔ کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جاوے گا پس چونکہ اپنے تئیں صادق ٹھہرتا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ کہ تو صادق نہیں ہے۔ میں صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلاؤنگا۔

(نقل از اشتہار میرزا صاحب)

”خدا نے فرمایا۔ کہ میں تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے۔ کہ صرف جولائی ۱۹۰۸ء سے ۱۲ مہینہ تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں۔ یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں۔ ان سب کو میں جھوٹا کر دوں گا۔ اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا۔ تا معلوم ہو۔ کہ میں خدا ہوں۔ اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔“

”یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ جس میں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلت اور میرا اقبال اور دشمن کا ادا بار بان فرمایا ہے۔ اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے۔ مگر میری نشت لکھا ہے۔ کہ دنیا میں میرا نام بلند کیا جاویگا۔ اور نصرت اور فتح تیرے سال حال ہوگی۔ اور دشمن جو میری موت چاہتا ہے۔ وہ خود میری آنکھوں کے رو بہ واسحاب القیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔“

ڈاکٹر صاحب اور مرزا صاحب کے اس قلمی جنگ کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ مرزا صاحب نے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مقام لاہور انتقال کیا۔ اور ان کے اہام کنندہ کے سب وعدے فتح و نصرت۔ عزت و اقبال کے غلط نکلے۔ اور مرزا صاحب حسب قول خود بمقابلہ ڈاکٹر صاحب کا ذب اور سریر ثابت ہوئے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

لکھا تھا کاذب مر گیا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مر گیا

۱۰ بدنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا۔
۱۱ مرزا علی صاحبان یا کرشن جی کے چلیے دہرم سے تباہ ہیں۔ کہ کون کس کے رو بہ
اصحاب القیل کی طرح نابود ہوا۔

۱۰ مفسد۔ کذاب۔ مفسری۔ اور خدا کی طرف سے نہیں۔
مرزا صاحب نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک پیشگوئی بطریق دعا و تالشج
کی جسکا نام ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

اس اشتہار میں مولوی صاحب کو مخاطب کر کے اور ان کی سحر برات متعلق
ابطال و تردید مرزا نیت کاشکوہ و شکایت کر کے مرزا صاحب لکھتے ہیں
کہ :-

اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفسری ہوں۔ جیسا کہ آپ ہر ایک چربہ میں مجھے
یا د کرتے ہیں۔ تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤنگا۔
اگے چل کر لکھتے ہیں کہ :-

پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں۔ بلکہ محض خدا کے
ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون۔ ہیفسیہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری
زندگی میں ہی وارد نہوئیں۔ تو میں خدا کی طرف سے نہیں گئے۔
اخیر میں لکھا ہے کہ :-

(یا اللہ) اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری
جناب میں ملتی ہوں۔ کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور جو تیری
نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے۔ اس کو صادق کی زندگی
میں ہی دنیا سے اٹھا لے۔ (انتہی ملحوظ)

مرزا صاحب کی یہ دعا ان کے حق میں تو نہیں۔ مگر ان کے خلاف قبول

ہو گئی۔ کیونکہ اس کی قبولیت کا الہام ہی مرزا صاحب کو ہو چکا تھا۔ اور مولوی
 ثنا و والد صاحب کی زندگی میں مرکر ۲ اور ہیضہ سے مرکر انہوں نے نہ صرف
 اپنے صدق و کذب کا بلکہ اپنے مشن کے ہی کا کذب ہونے کا فیصلہ کر دیا۔
 اور حسب اقرار خود مفسد۔ کذاب اور مفتری ثابت ہوئے
 اور دنیا کو معلوم ہو گیا۔ کہ وہ والد کی طرف سے نہیں تھے
 مولوی ثنا و والد صاحب کے لئے ہیضہ اور طاعون مانگتے تھے۔ مگر خود
 بدولت کو ہی ہیضہ نے آدھ جھا۔ کسی نے آپ کی تاریخ وفات لکھی ہے
 یوں کہا کرتا تھا مر جائیں گے اور
 اور تو زندہ ہیں خود ہی مر گیا

اس کے بیماروں کا ہو گا کیا علاج
 کالہ سے خود سیجا مر گیا
 ہیضہ

تِلَاۃَ عَشْرَ كَمِلَہٗ ۱۳۶۲۶

۱۳ مرزا صاحب کے مرنے کے بعد ان کے مرید اس دعا کے الہامی ہونے سے
 منکر ہو گئے۔ آخر مرزائیوں اور مولوی ثنا و والد صاحب میں اس دعا کے الہامی ہونے
 نہ ہونے کا مقام لہہ ہیانہ مباحثہ ہوا۔ اور بشرط کامیابی مرزائیوں نے تین سو روپیہ مولوی
 صاحب کو دینے کا وعدہ کیا۔ جس میں مرزائیوں کو شکست اور مولوی صاحب کو فتح
 ہوئی اور روپیہ مولوی صاحب نے لے لیا جس سے مرزائیوں کو دین و دنیا دو طرح کا
 خسارہ ہوا۔ (دیکھو رسالہ فاتح قادیان معصفہ مولوی ثنا و والد صاحب)

ناظرین! اس فصل کے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ مرزا صاحب کا کیا انجام ہوا۔ اور اپنی تحریر اپنی تقریر اپنے مسلمات اور اپنے منہ کے الفاظ سے وہ کیا کچھ ثابت ہوتے ہیں۔ ہم خود کہتے۔ یا اپنی طرف سے کچھ کہتے تو مرزائی صاحبان مزدور خفا ہو جاتے۔ لیکن یہاں جو کچھ لکھا گیا۔ وہ خود مرزا صاحب کا مقبولہ و مسلمہ ہے۔ خود اپنے بیان زیادہ اور کوئی تحریر مانع تقریر مخالف نہیں ہو سکتی۔ ملزم یا مدعا علیہ کے اقبال کا اثر ہمیشہ اس کے خلاف لیا جاتا ہے۔ جو بہت درست ہے۔ (قضی الرجل علی نفسه) آدمی نے خود اپنے اوپر ڈگری کر لی)

اس فصل میں مرزا صاحب کے متعدد بیانات دکھادیئے گئے ہیں۔ جن کے پورا نہ ہونے پر انہوں نے اپنا۔ کافر۔ کاذب۔ بے دین۔ دجال۔ کذاب۔ مفسد۔ ذلیل۔ مفتری۔ شہیر۔ پلید۔ خائن۔ ملعون۔ مردود۔ رو سیاہ۔ شیطان بدکار اور خارج از اسلام وغیرہ وغیرہ ہونا قبول کیا ہے۔ اور چونکہ ان بیانات اور دعووں کا غلط ہونا ثابت کیا جا چکا ہے اس لئے ہمارا بھی اس پر صاف ہے۔ ہر کہ شک آرد کہ فرگردے

الجھاس ہے پاؤں یار کا زلف درائیں
نو خود ہی اپنے دام میں صیاد پھنس گیا

خاتمہ

برادر اسلام! اس کتاب سے بے غفلتہ تعالیٰ روز روشن کی طرح ثابت ہو چکا ہے۔ کہ مرزا صاحب کاذب مدعیان نبوت میں سے تھے۔ اور ان کے سب دعوے

اور پیشگوئیاں محض دو کا نذاری۔ اور اہل فریبی کا ایک سلسلہ تھا۔ جس طرح
 اور جھوٹے مدعی پیدا ہوئے۔ اور انہوں نے اپنے فرقے بنائے۔ یہی حال
 اس فرقہ مرزائیہ کا ہے۔ اور جیسا کہ ان باطل فرقوں کا نام مٹ گیا ہے۔
 اسی طرح سے یہ فرقہ بھی دہر سویر سنت الہی کے تحت اپنا وقت پورا کر کے
 دنیا سے رخصت ہوگا۔ عیسائیوں کی الوہیت کی طرح ایک فرقہ کے تین
 مرزائی فرقے تو بن چکے ہیں۔ اسی طرح کسی دن ان کا بھی نام ہی یادگار
 رہ جائے گا۔ دین حق کا نور نہ کسی کے بھائے بجھ سکتا ہے

نہ باطل کا گرد و غبار اسے دبا سکتا ہے۔

يُؤْتِرُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ
 مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں

سے بجھا دیں۔ اور اللہ تو اپنے نور کو کامل طور پر

بھیلا کر ہی رہے گا۔ خواہ

فردوں کو برا ہی

کیوں نہ

لگے

وَالسَّلَامُ عَلٰی سَائِرِ النَّبِيِّينَ وَآلِهِمْ وَسَلَّمَ

خاکسار محمد یعقوب غلف مولوی محمد علی

مرحوم سنوری

— ❦ —

(ہدایت علی کا تباہی مرتبہ)

تقریظ

عاجینا عبدة الکاملین زین العارفین فخر المحدثین رائس المناظرین
حضرت اقدس مولانا الحاج مولوی خلیل احمد صاحب ظلہم العالی
ظہم مدرسہ ہر العلوم سہارن پور

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى۔ اَمَّا بَعْدُ۔ حقائق
بندہ خلیل احمد عرض کرتا ہے۔ کہ میں نے یہ رسالہ عشرتو کا مکملہ ضبط میرے
عنایت فرما، شیخ محمد یعقوب صاحب پشاور نے تالیف کیا ہے۔ اول
سے آخر تک سنا۔ شیخ صاحب موصوف اگرچہ بہت بڑے عالم نہیں ہیں لیکن
انہوں نے یہ رسالہ ایسی قابلیت اور متانت کے ساتھ لکھا ہے۔ کہ بہت سے
علماء بھی اُس سے قاصد ہیں۔

یہ رسالہ صاحب موصوف نے قادیانیوں کے عقائد باطلہ کی تردید
میں لکھا ہے۔ میدوز اغلام احمد انجمنی کے دعووں اور عقیدوں کو خود انکے
کلام سے اور انکی کتابوں سے رد کیا ہے۔ میری یہ دلی تمنائی ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ
اس جدید مذہب کی تردید اس طریق پر کرے۔ کہ جس طرح حضرت مولینا شاہ عبدالعزیز

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحفۃ اثناعشریہ میں روافض کے مذہب کی تردید فرمائی۔ اس رسالہ کے دیکھنے سے مجھ کو اس محدث مذہب کے البطل میں اُسی انداز کی خوشبو آئی ہے۔ جو حضرت شاہ صاحب نے اختیار فرمایا تھا۔ کہ آج تک فرقہ اثناعشریہ سے اُسکا جواب نہیں بن پڑا۔ باوجودیکہ بڑے بڑے دفاتر لکھے۔ مگر پھر بھی ناقص و نامتام ہی رہے۔ اس مبارک رسالہ کے متعلق بھی میرا یہ ہی خیال ہے۔ کہ علمائے مذہب میرزا نیہ اس کتاب کے جواب سے انشاء اللہ کبھی بھی عہدہ برآ نہ ہو سکیں گے۔

میرا یہ بھی خیال ہے۔ کہ اگر جماعت میرزا نیہ نے اس رسالہ کو نضاف سے دیکھا۔ اور تیر حق تعالیٰ کی توفیق نے بھی دستگیری فرمائی۔ تو اُنکے لئے یہ مبارک رسالہ انشاء اللہ تعالیٰ چراغ راہِ ہدایت بلکہ رہنما ہوگا۔
میں دعا کرتا ہوں۔ کہ حق تعالیٰ شاہِ مؤلف موصوف کو اپنی خاص نعمتوں سے مالا مال فرمائیں۔ اور اُن کے دینی و دنیوی اُمور میں برکات اور ترقیات عطا فرمائیں۔ آمین۔ فقط

سہارنپور۔ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ (دستخط مولانا) خلیل احمد صاحب
جامعہ مدرسہ مظاہر العلوم۔ سہارن پور

کام لینے کے عادی۔ اور مثل مشہور ملا آں باشد کہ چپنا شد کے مصداق ہیں۔
 یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جو صاحب شرافت و تہذیب متانت و سنجیدگی۔ اور
 سب سے پہلے تقویٰ اور خشیت اللہ کو ملحوظ فرما کر اور اپنے مشرب کی کتابوں کے
 طرزِ تحریر کا بھی خیال رکھ کر اس رسالہ کی دلائل کا جواب لکھیں گے۔ اور منصفوں کے
 ذریعہ چٹکوفریقین مقرر کریں اپنی تحریر کی صداقت ثابت کر دیں گے۔ وہ اس کتاب
 کی جملہ دس فصلوں پر یکصد روپیہ فی فصل کے حساب سے سے

ایک ہزار روپیہ نقد انعام

لینے کے مستحق ہوں گے۔ خواہ کوئی ایک صاحب جواب لکھیں یا ایک جماعت مل
 جکے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ انہی اس کوشش سے بہ مقتضائے
 ہم خرماء و ہم ثواب

جہاں ان کے مذہب کی پوزیشن صاف ہوگی۔ وہاں ایک معقول رقم بھی مفت
 ہاتھ آئے گی۔

مزید برآں یہ کہ اس جواب کے لئے جناب مرزا صاحب کے رسالہ اعجاز المسیح۔ اور
 قصیدۂ اعجازیہ کی طرح ۶۰ یوم یا ۲۰ یوم کی کوئی میعاد نہیں ہم اپنی زندگی تک یہی فائدہ
 لیتے ہیں۔ اور امید کامل ہے کہ ہمارے بعد کوئی اور بندہ خدا اسکا کفیل ہو جائے گا۔
 دوبراؤ پیاسے ہنر آزمائیں + تو تیرا نما ہم چکر آزمائیں

ا ک س ا ر

محمد یعقوب صدر قانون گوئے ضلع پٹیالہ ریاست الہ پٹیالہ یکم ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ

پیر کلین آراشی کرفکا ونگ فرماشی گل و سجا

عمرو بن قيس و ماوراء النهر و كجسبين هر علم و فرج تحقيق كند ما تو ريان هر پنديد به عالم مرغوبان



سبب یک قدری غم ماهرین مسکال نشی و زندیال صاحب این کتب

مطبع مشرقی کتب و مطبع کتب